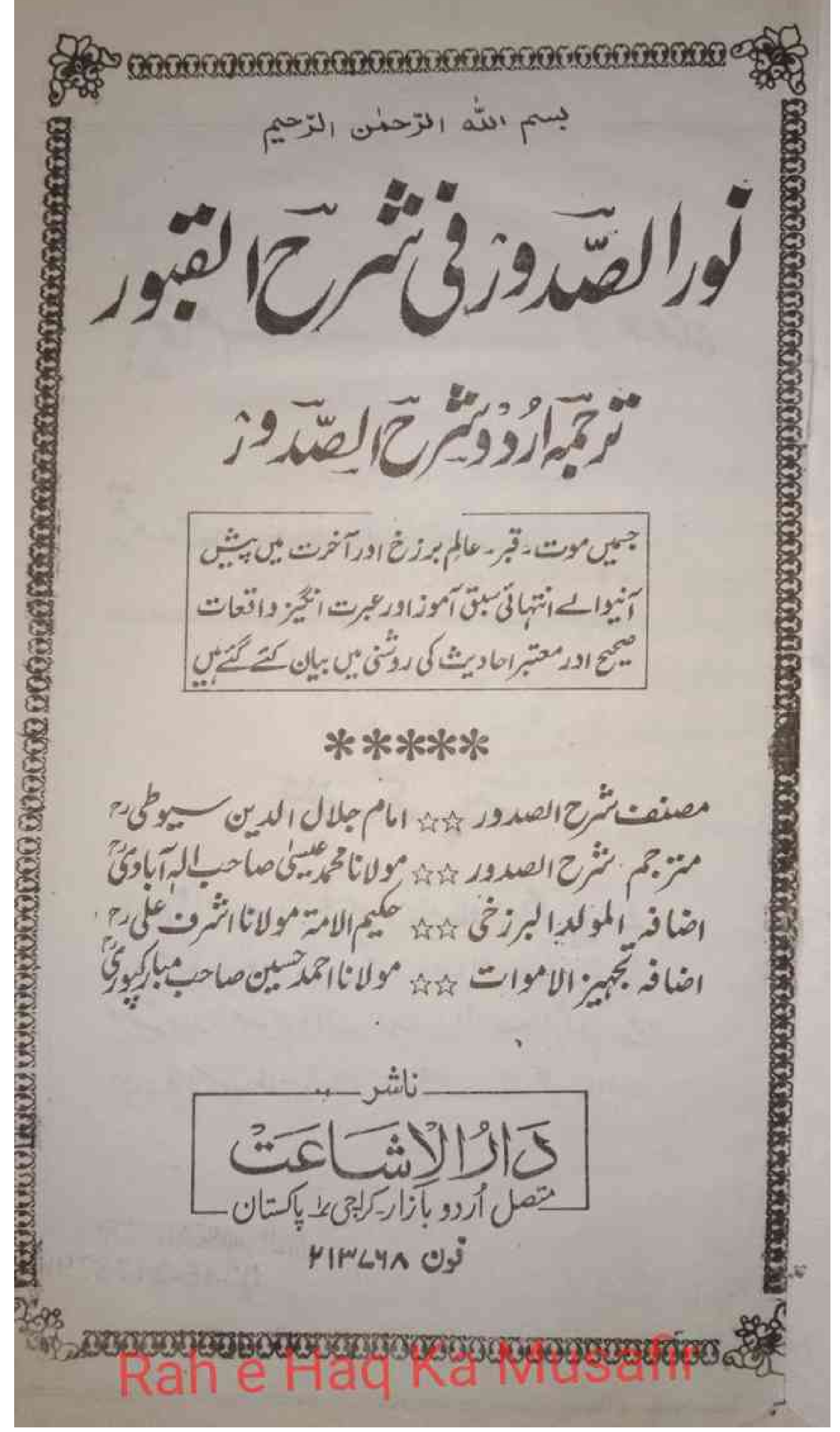


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور الصدور فی شرح القبور

ترجمہ اردو شرح الصدور

جسمیں موت ۔ قبر ۔ عالم برزخ اور آخرت میں پیش آنیوالے انتہائی سبق آموز اور عبرت انگیز واقعات صحیح اور معتبر احادیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں

*****

مصنف شرح الصدور ☆☆ امام جلال الدین سیوطی رح

مترجم شرح الصدور ☆☆ مولانا محمد عیسیٰ صاحب الہ آبادی رح

اضافہ المولد البرزخی ☆☆ حکیم الامۃ مولانا اشرف علی رح

اضافہ تجہیز الاموات ☆☆ مولانا احمد حسین صاحب مبارکپوری رح

ناشر

دار الاشاعت

متصل اردو بازار ۔ کراچی ۱ پاکستان

فون ۲۱۳۷۶۸

*

باہتمام ــــــــــــــ محمد رضی عثمانی

قیمت ــــــــــــــ

ملنے کے پتے

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی ۱
ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ ــــ انار کلی ۔ لاہور



فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

بعد حمد و صلوٰۃ احقر محمد علیسے عرض رسا ہے کہ فی زمانہ کیا عوام کیا خواص سب کو جو انہماک دنیا میں ہو رہا ہے اظہر من الشمس ہے حالانکہ نصوص میں کس قدر مذمت دنیا کی آئی ہے اور اس سے حذر کی کتنی تاکید ہے۔ جناب رسالت مآب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا مجرب علاج ذکر موت و احوال موت کو بتلایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ اذکروا ہاذم اللذات ای الموت یاد کرو تم لذت کی زائل کرنے والی چیز یعنی موت کو۔ اس بنا پر عرصہ سے خیال تھا کہ موت اور قبر کے حالات اور آخرت کے واقعات صحیح و معتبر روایات سے اگر اردو میں یکجا جمع کر دیئے جاویں تو عوام کو بعید نفع ہو کہ یہ غفلت عامہ دور ہو کر آخرت کے ساتھ دلچسپی ہو جاوے اور اصلی وطن کی طرف رغبت اور نیک اعمال کی جانب شوق پیدا ہو جاوے۔ چنانچہ شرح الصدور امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب کو اس باب میں بہتر جان کر اس کا ترجمہ شروع کر دیا اور یہ التزام کیا کہ ایک ہی مضمون کی مکرر روایات کو بخوف تطویل حذف کر دیا جائے اور روایات مختلفہ کی تطبیق بھی ساتھ ساتھ کر دی جاوے۔ ایک معتد بہ حصہ اس ترجمہ کا ہوا تھا کہ اتفاقاً سبیل آخرت مؤلفہ جناب مولوی احمد حسین صاحب مبارک پوری کی دستیاب ہوئی جس میں مولوی صاحب موصوف نے روایات معتبرہ شرح الصدور سے نیز دیگر معتبر کتابوں سے جمع کیا تھا مولوی صاحب موصوف کے لئے دل سے دعا نکلی کہ انہوں نے ہمارا کام ہلکا کر دیا۔ چنانچہ میں نے مستقل ترجمہ کے کام کو بند کر دیا۔ لیکن چونکہ سبیل آخرت کی روایات میں تطبیق کی ضرورت اب بھی باقی تھی اس لئے جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی مختصراً تطبیق دیدیا۔ مستترجمہ کے اندر بھی جن جن الفاظ اور جملوں کی توضیح و تطبیق کی ضرورت ہوئی بین القوسین وضاحت کر کے تکمیل کر دی اور بہت سی احادیث کا ترجمہ شرح الصدور سے

مختلف باب میں اضافہ کر دیا اور بہت سے فوائد ضروریہ بطور تتمہ باب کے آخر میں بڑھا دیا اور جن روایتوں کے مضمون میں استبعاد نظر آیا اس کو بھی دور کیا ہاں جن روایتوں کا استبعاد صرف اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے مراقبہ سے بے تامل حاصل ہو سکتا تھا ان میں زیادہ تدقیق کو گوارا نہیں کیا۔

رسالہ کے آخر میں تشویقاً و ترغیباً مرشدنا و مولانا و مقتدانا حضرت اقدس جناب مولوی حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم کے وعظ المولد البرزخی سے ایک مناسب مضمون ملخصاً ملحق کر دیا جس سے اس رسالہ کا حسن دوبالا ہو گیا اور چونکہ وہ مضمون اصلی جزو تھا اُس وعظ کا اس لئے اس کا نام بھی المولد البرزخی رکھدیا اسی کے ساتھ تجہیز الاموات میں مسائل ضروریہ مقام کا اضافہ کر کے اس کو بھی اسی رسالہ کا ایک جزو بنا دیا اب یہ رسالہ گویا تین مکمل رسالے، السبیل آخرت، المولد البرزخی، تجہیز الاموالات کا مجموعہ ہو گیا۔ اسی مجموعہ کا نام "نور الصدور فی شرح القبور" رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول و نافع فرمائیں ع دُبُرحمہُ اللہُ عَبْدً اقَالَ آمِیْنًا ؕ

کتبہ الاحقر محمد عیسٰی ۔ عشرہ اولیٰ ذیقعدہ ۵۲ھ

اطلاع

چونکہ اس رسالہ میں زیادہ حصہ تالیف میں جناب مولوی احمد حسین صاحب مبارک پوری کا ہے۔ اس لئے مجموعہ رسالہ کو ان ہی کی طرف سے شائع کرتا ہوں۔ (محمد عیسٰی)

باب۔ زیادہ ہونا عمر کا افضل ہے اگر اللہ کی عبادت میں گزرے

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ سب لوگوں میں بہتر کون شخص ہے آپ نے فرمایا جس کی عمر زیادہ ہو اور نیک عمل کرے پھر اُس نے کہا، سب لوگوں میں بدتر کون ہے آپ نے فرمایا جس کی عمر زیادہ ہو اور بُرا کام کرے۔

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جس کی عمر سب سے زیادہ ہو اور نیک عمل کرے۔

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ قبیلہ قضاعہ کے دو آدمی مسلمان ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کو گئے ایک ان میں سے شہید ہو گیا اور دوسرا ایک سال زندہ رہا جب اُس نے بھی انتقال کیا تو طلحہ بن عبید اللہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت آراستہ ہے اور پچھلا آدمی شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوا طلحہ کہتے ہیں مجھ کو تعجب ہوا، صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا سبب پوچھا کہ شہید سے پہلے جنت میں وہ کیوں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اس کے شہید ہونے کے بعد اُس نے ایک مہینہ روزہ رمضان کا رکھا اور سال بھر میں چھ ہزار رکعت نماز فرض پڑھی اور اس قدر نفل نماز پڑھی ہے۔

روایت ہے طلحہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس سے افضل کوئی نہیں جس نے بڑی عمر پائی اور تمام عمر سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں گذار دی۔

روایت ہے سعید بن جبیرؓ سے کہ مومن کی زندگی کا ہر دن غنیمت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کرتا ہے نمازیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

روایت ہے ابراہیم بن ابی عبیدہؓ سے کہ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ جب مومن مرجاتا ہے اور جنت میں اپنا مرتبہ دیکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ سے تمنا کرتا ہے کہ مجھ کو دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھوں۔

باب۲۔ جان و مال پر نقصان پہونچنے سے موت کی تمنا اور دعا نہ کرنا چاہئے

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی پر مصیبت پڑے تو موت کی تمنا ہرگز نہ کرے اور اگر مجبوری ہو تو اس طرح کہے اے اللہ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے تو زندہ رکھ اور جب مرنا میرے حق میں بہتر ہو تو موت دے۔

روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شخص موت کی تمنا ہرگز نہ کرے اور نہ موت کی دعا مانگے اس واسطے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے حالانکہ مومن کی عمر جس قدر زیادہ ہوتی ہے اُسیقدر وہ نیک عمل زیادہ کرتا ہے۔

روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ آخرت کا معاملہ نہایت سخت ہے اور نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ عمر زیادہ ہو اور اس کو توبہ کی توفیق ہو۔

روایت ہے قیس سے کہ ہم لوگ خباب کو دیکھنے گئے وہ بیمار تھے اور اپنے بدن میں بیماری کی وجہ سے سات جگہ داغ کرایا تھا پس خباب نے کہا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم موت کی تمنا سے منع نہ فرماتے تو میں موت کی دعا کرتا۔

روایت ہے ام الفضل سے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اُن کے دیکھنے کو گئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے موت کی تمنا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا موت کی تمنا مت کرو اگر تم نیک ہو اور تمہاری عمر زیادہ ہو اور نیک عمل زیادہ کرو تو تمہارے واسطے یہ بہتر ہے اور اگر تم بُرے ہو اور عمر زیادہ ہو اور اپنے گناہ سے توبہ کرو تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے پس موت کی تمنا مت کرو۔

باب۳۔ جب دین بگڑنے کا اندیشہ ہو تو موت کی تمنا اور دُعا جائز ہے

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے اس قدر فتنے برپا ہوں گے کہ جب قبر کی طرف کسی کا گذر ہوگا تو کہے گا کیا خوب ہوتا اگر میں اس کی جگہ مدفون ہوتا۔

روایت ہے ثوبانؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اللہ مجھ کو توفیق دے نیک کام کرنے کی اور برُے کام چھوڑنے کی اور مسکینوں سے محبت کی اور جب لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے کا تُو ارادہ کرے تو مجھ کو اپنی طرف بُلالے تاکہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہوں۔

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک دجّال نہ نکلے گا جب تک مومن کو سب سے بڑھ کر اپنی جان کا نکل جانا پسند نہ ہو یعنی اخیر زمانہ میں فتنے وفساد اسقدر ہوں گے کہ مؤمن اپنے ایمان کی حفاظت کی صورت نہ دیکھیگا حیران ہو کر موت کو پسند کریگا

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ وہ زمانہ آئے گا کہ اگر مومن کو ٹھنڈے پانی میں شہد کا شربت تیار کرکے دیا جائے تو اس سے زیادہ وہ موت کو پسند کرے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ خالص سونے سے زیادہ موت کو پسند کرے گا۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب جنازہ جاتے ہوئے دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا۔

روایت ہے کہ مکحولؒ بیمار تھے عبدربہ ان کو دیکھنے گئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تم کو تندرست کردے۔ مکحول نے کہا میرے واسطے یہ دعا ہرگز نہ کرو جو لوگ اچھے ہیں اور خدا سے ان کی معافی کی امید ہے اُن کے ساتھ میرا گذر جانا بہتر ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے جن سے فتنہ اور برُائی پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

روایت ہے ابوبکرہؓ سے کہ قسم ہے خدائے پاک کی جو روح بدن سے نکل جاتی ہے وہ میرے نزدیک بہتر ہے میری روح سے بلکہ مکھی کی روح جو اس کے بدن سے نکل جاتی ہے وہ بھی میری روح سے بہتر ہے یہ کلام سُن کر اصحاب رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور پوچھا کہ کیا سبب ہے ابوبکرہؓ نے کہا مجھے خوف ہے کہیں وہ زمانہ نہ آجائے جس میں میں نیک کام کا حکم نہ کرسکوں اور برُے کام کی ممانعت نہ کرسکوں اس زمانہ میں خیریت نہیں ہے۔

روایت ہے ابوعبیدہؓ سے کہ دنیا لوگوں کو فتنہ اور فساد کی طرف بُلاتی ہے اور شیطان برُائی اور بدکاری کی طرف بلاتا ہے۔ ایسے حال میں اللہ کے یہاں رہنا بہتر ہے دنیا میں رہنے سے۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ میں جا رہا تھا ایک آدمی نے پوچھا کہاں جاتے ہوئیں

نے جواب دیا کہ بازار جارہا ہوں اس نے کہا اگر تم کو زندگی پر بھروسا ہو کہ لوٹ کر گھر آسکو گے تو اگر تم سے ہو سکے تو میرے واسطے موت خرید کر لیتے آنا۔

روایت ہے عرباض بن ساریہ سے کہ میں موت کی تمنا کرتا تھا ایک بار میں دمشق گیا اور مسجد میں نماز پڑھ کر میں نے دعا کی یا اللہ میری عمر بہت زیادہ ہو گئی اور میری ہڈی سُست ہو گئی اب مجھ کو اُٹھالے اتفاقاً میں نے ایک جوان نہایت خوبصورت کو دیکھا جو سبز لباس پہنے تھا اس نے کہا تم ایسی دعا کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا کیسی دعا کروں کہا اس طرح کہو یا اللہ مجھ کو نیک عمل کی توفیق دے اور میری عمر زیادہ کر میں نے اس سے پوچھا تم کون شخص ہو اللہ تم پر رحم فرمائے اُس نے کہا میرا نام رتائیل ہے۔ میں مومنوں کے دل سے غم ورنج دور کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ جوان غائب ہو گیا۔

باب۴ موت افضل ہے حیات سے

علما نے فرمایا ہے کہ موت بالکل مٹ جانے اور فنا ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ موت کے یہ معنی ہیں کہ روح کا لگاؤ بدن سے چھوٹ جائے اور ان دونوں میں جدائی ہو جائے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے۔ بلال بن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں اے لوگو تم لوگ فنا ہو جانے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہو بلکہ تم لوگ ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاؤ گے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کا تحفہ موت ہے اور موت اس کے واسطے خوشبودار پھول ہے (یعنی مرغوب شے ہے۔)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت مفت کی چیز ہے (مثل مال غنیمت کے) اور نافرمانی مصیبت ہے اور فقر و تنگدستی آرام کی چیز ہے۔ اور تونگری عذاب ہے اور عقل تحفہ ہے اور نادانی گمراہی ہے اور ظلم شرمندہ کرنے والا ہے اور عبادت آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور رونا اللہ کے خوف سے نجات ہے آگ جہنم سے اور ہنسنا بدن کی خرابی ہے اور توبہ کرنے والا گناہ سے مثل اس شخص کے ہے جو بیگناہ ہے۔

روایت ہے محمود بن لبید سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیز کو اولاد آدم مکروہ

جانتے ہیں ایک تو موت کو حالانکہ موت اُس کے واسطے فتنہ سے بہتر ہے دوسری مفلسی کو حالانکہ مفلسی حساب دینے کے لئے آسان ہے۔

روایت ہے زرعہ بن عبداللہؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں کو اولادِ آدم محبوب رکھتے ہیں ایک تو حیات کو حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے۔ دوسری کثرت مال کو حالانکہ مفلسی حساب دینے کے لئے آسان ہے۔

روایت ہے ابو قتادہؓ سے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا آپ نے فرمایا یہ آرام پانیوالا ہے یا اس سے دوسروں کو آرام ملا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اس سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا مؤمن مرنے کے بعد دنیا کی تکلیف اور مصیبت سے اللہ کی رحمت کی طرف آرام پاتا ہے اور بدکار کے مرنے سے شہر اور اللہ کے بندے اور جانور اور درخت آرام پاتے ہیں یعنی اس کی بدکاری اور ظلم سے کہ عالم میں فساد پیدا ہوتا ہے اور انتظام عالم میں خلل ہوتا ہے اور بدکار اللہ تعالےٰ کا دشمن ہے اس کے سبب سے زمین کو اور جو کچھ زمین پر ہے آدمی جانور درخت وغیرہ سب کو تکلیف پہونچتی ہے کیونکہ اس کی بدکاری سے آسمان سے پانی نہیں برستا اور سب کا رزق کم ہو جاتا ہے۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ دنیا کافر کیواسطے جنت ہے (کہ لذات و شہوات دنیویہ میں خوش نشست ہے) اور مؤمن کیواسطے قید خانہ ہے (کہ ہر ہر امر میں شریعت کا پاس و لحاظ رکھتا ہے اس لئے اس کو ظاہراً تنگی ہوتی ہے) اور جب مومن کی روح نکلتی ہے تو اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی قید خانہ سے نکلا اور زمین پر لوٹ پوٹ کر کے اپنا بدن درست کرنے لگا۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ سے فرمایا اے ابوذر دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور قبر اُس کے امن کی جگہ ہے اور جنت اس کے رہنے کی جگہ ہے اے ابوذر دنیا کافر کی جنت ہے (یعنی کافر کو اس کے پتہ پتہ سے دل بستگی ہوتی ہے اور عمر اس سے غافل ہو کر اس کی عارضی بہار پر مرمٹتا ہے) اور قبر اس کے عذاب کی جگہ ہے اور جہنم اس کے رہنے کی جگہ ہے۔

روایت ہے ربیعؓ بن خیثم سے کہ جن غائب چیزوں کا مومن انتظار کرتا ہے ان سب میں بہتر موت ہے اور مالک بن مغول کہتے ہیں کہ مومن کے دل میں جو خوشی (آخرت کے متعلق

سب سے پہلے داخل ہوگی وہ موت سے کیونکہ وہ اس وقت یعنی بوقت موت اللہ تعالےٰ کا انعام اور ثواب اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔

روایت ہے ابوالدرداؓ سے کہ تم لوگ موت کے لئے پیدا کئے گئے اور خراب ہونے کیلئے اپنی آبادی کرتے ہو اور فنا ہو جانے والی چیزوں پر حرص کرتے ہو اور باقی رہنے والی چیزوں کو چھوڑتے ہو یاد رکھو کہ تین چیزیں جن کو تم لوگ مکروہ جانتے ہو وہ نہایت مبارک ہیں۔ (کیونکہ ان پر جو اجر موعود ہے وہ خیر و ابقیٰ ہے) موت اور تنگدستی اور بیماری اور میں تنگ دستی کو دوست رکھتا ہوں تاکہ پروردگار کے لئے عاجز بنا رہوں (یعنی اللہ کے حضور میں تواضع و پستی تنگدستی کی وجہ سے اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کو پسند ہے اس لئے مجھے تنگدستی پسند ہے۔) اور موت کو دوست رکھتا ہوں تاکہ پروردگار سے ملاقات کروں (یعنی مجھے موت اس لئے پسند ہے کہ خدا کے دیدار کا اشتیاق اسی کے ذریعہ سے پورا ہو سکتا ہے۔ نیز حالت موت میں مومن کو اللہ کا دیدار نصیب ہوتا ہے) اور مرض کو دوست رکھتا ہوں تاکہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو۔

روایت ہے کہ عبداللہ بن زکریا کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھ کو یہ اختیار دے کہ میں سو برس تک زندہ رہ کر اللہ کی عبادت کروں اور اختیار دے کہ آج کے دن مرجاؤں تو میں یہی اختیار کروں گا کہ آج ہی مرجاؤں تاکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سے جلد ملاقات کروں اور اللہ کے نیک بندوں سے ملوں۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت مومن کے لئے گناہ کا کفارہ ہے اور فرمایا جب مسلمان کو کوئی مصیبت پہونچے کانٹا چبھے یا اس سے زیادہ تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے پس تم کیا گمان کرتے ہو موت کی مصیبت کے بارے میں جس کی ایک ایک سختی تین سو بار تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حدیث: حضرت ابوالدرداؓ سے پوچھا گیا کہ آپ جس شخص کو عزیز و محبوب رکھتے ہیں اس کیلئے کونسی چیز زیادہ پسند کرتے ہیں انہوں نے کہا "موت" لوگوں نے کہا اگر وہ نہ مرے کہنے لگے تو پھر میں اسکے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ اسکے اولاد اور مال میں کمی ہو (یعنی وہ ذرا تنگدست رہے کہ خدا کو بھول نہ جاوے۔

حدیث:۔ ابومالک اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے اللہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ میں تیرا رسول ہوں اُس کو (یعنی ہر مسلمان کو) موت پیاری بنا دے
(چونکہ اعمال حسنہ سے موت پیاری ہو جاتی ہے اسلئے حقیقت میں یہ دعا مومنین کے تحسین اعمال کیلئے ہوئی)

حدیث:۔ حضرت صفوانؓ بن سلیم فرماتے تھے کہ موت ہر مومن کے لئے دنیا کی تکالیف
سے راحت کا سبب ہے چاہے وہ موت کتنی ہی تکالیف اور بے چینی کی کیوں نہ ہو۔

حدیث:۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ مومن کو (موت کیوقت) اللہ کے دیدار سے بڑھ
کر کوئی راحت اور خوشی کی چیز نہیں (یعنی ہر مومن کو موت کیوقت اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوتا ہے
جس سے موت کی سختی بالکل محسوس نہیں ہوتی اور بہت خوشی سے جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوالدرداؓ فرماتے ہیں کہ ہر مومن کے لئے موت اچھی چیز ہے اور ہر کافر کے
لئے (بھی) موت اچھی چیز ہے جو شخص میری بات نہ مانے تو دیکھ لے اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتے
ہیں وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔ یعنی اللہ کے پاس جو صلہ ملنے والا ہے وہ نیک کام کرنیوالوں
کے لئے کہیں زیادہ اچھا ہے (دنیا کی ساری نعمتوں سے) نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا
يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ۔ یعنی کفار یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو ان کو
مہلت دیئے جاتے ہیں وہ اُن کے لئے بہتر ہے (مطلب یہ کہ کافروں کو جو نعم دنیویہ سے مالا
مال کئے ہوئے ہیں اور عذاب میں ڈھیل دیئے جارہے ہیں یہ محض استدراج ہے کہ ان نعمتوں میں
پڑ کر اور غافل ہو جاویں اور دفعۃً پھر ان پر مواخذہ کیا جاوے نیز جتنی کثیر نعمتیں انکو دی جاتی
ہیں اتنا ہی شدید ان پر مواخذہ ہوگا اس لئے کافر کے لئے بھی موت کی تعجیل ہی خیر ہوئی۔

ف:۔ ان حدیثوں سے جو ترجیح موت کی حیات پر معلوم ہوئی وہ اصلی اور دائمی ہے۔ اور
بعض حدیثوں سے جو ترجیح حیات کی موت پر ہوتی ہے وہ عارضی عمل صالح کے سبب سے
ہے جو چند روزہ ہے پس تعارض بھی نہیں اور تنافی بھی نہیں۔

۲۔ تمنّیٔ موت کی حدیثوں کو بھی ان حدیثوں کے معارض نہ سمجھا جائے کیونکہ اس میں۔ مِنْ
ضُرٍّ اَصَابَهٗ اَوْ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ کی بھی قید ہے۔ رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ یعنی کسی دنیوی
تکلیف سے گھبرا کر تمنّا نہ کرے کہ علامت ہے عدم رضا بالقضا کی اور اگر شوقاً الی الآخرۃ یا

افتیان فی الدنیا سے بچنے کے لئے ہو تو ممنوع نہیں۔

باب ۵ موت کو یاد کرنا اور اس کے لئے مستعد رہنا چاہیئے،

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کسی نے سوال کیا رسول اللہ صلعم سے کون مومن عقلمند ہے آپ نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرے اور نیک عمل سے موت کے بعد کا سامان درست رکھے یہ لوگ عقلمند ہیں اور فرمایا ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو (احکام شرعیہ کا) مطیع بنالے اور جو اپنے نفس سے حساب لے اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد کام آوے اور نادان وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالےٰ سے ثواب کی آرزو کرے۔

روایت ہے وضینؒ بن عطا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو موت سے غافل پاتے تھے تو اس کے دروازہ پر کھڑے ہو کر تین بار پکار کر فرماتے تھے اے لوگو! اے ایمان والو موت ضرور آنے والی ہے اور موت رحمت اور آرام اور برکت لائے گی اُن کے واسطے جو اللہ کے دوست ہیں اور ان کے واسطے جو آخرت کے لئے کام کرتے تھے یاد رکھو کہ ہر عمل کی انتہا ہے اور انتہا ہر عمل کی موت ہے کوئی آگے کوئی پیچھے جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا ایک مجلس میں جہاں لوگ قہقہہ مار کر ہنستے تھے آپ نے فرمایا تم لوگ لذت کی خراب کرنے والی کا بھی ذکر کیا کرو سب نے عرض کیا یا رسول اللہ کی خراب کرنے والی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا موت ایک اور روایت میں ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ شہیدوں کیساتھ بھی کسی کا حشر ہوگا آپ نے فرمایا ہاں اس شخص کا جو روزانہ موت کو بیس مرتبہ یاد کرے۔

فائدہ۔ علمائے نے فرمایا ہے جو موت کو زیادہ یاد کرے گا اُس کو اللہ تعالیٰ تین کرامت دے گا جلد توبہ کی توفیق اور دل کی قناعت اور عبادت میں اطمینان اور دلجمعی اور جو موت کو بھول جاوے گا تین بلا اس پر نازل ہوں گی۔ توبہ کی توفیق اس کو نہ ہوگی اور تھوڑی چیز اس کو کفایت نہ کرے گی اور عبادت میں سستی کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قبر عمل کا صندوق ہے اس کا حال موت کے بعد معلوم ہوگا یعنی جس طرح آدمی اپنی محنت کا روپیہ صندوق میں رکھتا ہے اسی طرح جو عمل بھلا یا بُرا کرتا ہے اُس کا صندوق قبر ہے۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں افضل پرہیزگاری

موت کی یاد ہے اور افضل عبادت آخرت کی فکر ہے جس کو موت کی یاد نے (عقلاً) غمگین کیا (پھر اس کی اصلاح وہ اعمال صالحہ سے کرلے حتیٰ کہ وہ گرانی عقلی جاتی رہی گو طبعی گرانی باقی رہے) تو وہ اپنی قبر کو دیکھے گا کہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور حضرت علیؓ نے فرمایا سب لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تب آنکھ کھلے گی۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص مرنے کے بعد افسوس کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس بات کا افسوس کرتا ہے آپ نے فرمایا اگر نیک کار ہے تو افسوس کرتا ہے کہ زیادہ نیکی کیوں نہیں کی اور اگر بدکار ہے تو افسوس کرتا ہے کہ کیوں باز نہ رہا۔

حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو زیادہ یاد کیا کرو اس لئے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اگر تم موت کو اپنی مالداری کے زمانہ میں یاد کرو گے تو یہ عیش (کی طغیانی) کو نکال دے گی اور اگر تم تنگ دستی میں اس کو یاد کرو گے تو یہ تم کو تمہاری موجودہ حالت زندگی پر قانع بنا دے گی۔

حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ معلوم نہیں کیا بات ہے کہ موت مجھے پیاری نہیں آپ نے فرمایا تمہارے پاس مال ہو گا۔ اس نے عرض کی جی ہاں ہے تو۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ کی راہ میں پہلے خرچ کر ڈالو کیونکہ مومن کا دل اس کے مال کیساتھ رہتا ہے اگر وہ اس مال کو پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ خود بھی اس کے ساتھ دنیا میں بچھڑا رہ جاوے۔

حدیث حضرت ابو الدرداؓ نے فرمایا جو شخص موت کو زیادہ یاد کرے گا وہ پھر کسی پر حسد نہ کر سکے گا اور خوشی بھی کم منائے گا۔

حدیث حضرت طارقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ موت سے قبل موت کے لئے تیار رہو۔

حدیث حضرت ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے تم موت کا آنا پسند نہیں کرتے اسے فوراً چھوڑ دو پھر نہیں مطلق اندیشہ نہ ہو گا چاہے جب تم مرو۔

حدیث حضرت صفیہؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور اپنے

دل کی سختی کی شکایت کی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا موت کو یاد زیادہ کیا کرو یہ تمہارے دل کو نرم کر دیگی۔

حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبروں پر جایا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتا ہے۔

حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں پر جانے سے روک دیا تھا۔ اچھا تو اب قبرستان جایا کرو کیونکہ یہ دلوں کو نرم کر دیتا ہے اور آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے اور واہیات باتیں مت بکا کرو۔

حدیث حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قبروں پر جایا کرو اس سے حسد کا مرض دور ہو جاتا ہے اور بہت بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے اور دیکھو جنازوں کی نماز بھی پڑھا کرو کیونکہ شاید اس سے کچھ غم و رنج تمہارے دل پر طاری ہو اور رنجیدہ اور غمگین شخص اللہ کے سایہ میں رہتا ہے اور ہر بھلائی کو تلاش کرتا ہے۔

فائدہ ۱! موت سے طبعی گرانی تو سب کو ہوتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "کلنا یکرہ الموت" البتہ عقلی گرانی نہ ہونی چاہئے اس کا علاج اعمال صالحہ کی پابندی اور مناہی سے سخت اجتناب ہے۔ موت کی یاد کو بڑا دخل ہے امتثال اوامر اور اجتناب مناہی میں پس موت کی یاد کو بڑا دخل ہوا عقلی گرانی کے رفع میں اور طبعی گرانی موت کی مطلق مضر نہیں بلکہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت تو حق تعالیٰ خود طبعی رغبت اپنے دیدار کی پیدا کر دیتے ہیں جس سے اس کی طبعی گرانی کا تو نام و نشان نہیں رہتا۔

فائدہ ۲ زیارت قبور کی یہ تاکید استحبابی اس لئے ہے کہ اس سے عبرت حاصل ہو کر امور آخرت کی ترغیب ہوتی ہے پس یہ تاکید حقیقت میں عام ہے مردوں کو اور عورتوں کو لیکن حدیث "لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ" میں جو ممانعت ہے اس کی علت کا ان کا قلت صبر اور جزع و فزع اور احتمال فتنہ ہے چنانچہ فی زمانہ عورتوں کے حق میں قلت دین کی وجہ سے مفتیٰ بہ ممانعت ہی ہے۔

باب ۶ اللہ تعالےٰ سے ڈرنا اور اچھی امید رکھنا چاہئے،

روایت ہے انسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ موت کی حالت میں تھا آپ نے اُس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے کہا اللہ سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے

گناہوں سے ڈرتا ہوں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی حالت میں جس میں یہ دو باتیں پائی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اس کی امید پوری کرے گا اور خوف سے امان دے گا۔

روایت ہے حسن بصری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں پر دو قسم کا خوف جمع نہ کروں گا بلکہ جو دنیا میں مجھ سے خوف رکھے گا اس کو آخرت میں امان دوں گا اور جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے اس کو آخرت میں خوف میں مبتلا کروں گا۔

روایت ہے ابو ہریرۃؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بندہ مجھ کو جیسا خیال کریگا میں اس کے حق میں ویسا ہی ہوں تو وہ اب جیسا چاہے خیال کرے اگر میرے ساتھ اچھا خیال رکھا تو اسکے واسطے بہتری ہے اور اگر میرے ساتھ بُرا خیال رکھا تو اس کیواسطے برائی ہے۔

روایت ہے معاذ بن جبلؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم لوگ چاہو تو میں تم لوگوں کو خبر دوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مومنوں سے کیا فرمائے گا۔ اور وہ لوگ کیا جواب دیں گے صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایئے آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کہیگا اے مومنو! کیا تم لوگ میری ملاقات کو محبوب رکھتے تھے یہ لوگ کہیں گے ہاں اے رب! پھر کہیگا کیوں یہ لوگ کہیں گے ہم تیری معافی اور مغفرت کی اُمید رکھتے تھے۔ اللہ فرمائیگا جاؤ ہم نے تم کو بخش دیا۔

روایت ہے شعب الایمان میں ابو غالبؓ سے کہا کہ میں ملک شام میں تھا ایک شخص قبیلہ قیس کا میرے پاس آیا اس کا ایک بھتیجا نہایت مخالف تھا یہ اس کو سمجھاتا اور نصیحت کرتا اور مارتا تھا مگر وہ کچھ نہیں سنتا تھا اتفاقاً وہ جوان بیمار ہوکر مرنے کے قریب ہوا تب چچا کے بُلانے کو آدمی بھیجا اُس نے آنے سے انکار کیا آخر کار میں گیا اور اُس کے چچا کو ہمراہ لے کر اس کے پاس پہنچا چچا نے اس کو سخت وسست کہنا شروع کیا کہ اے دشمن خدا کے کیا تو نے فلاں فلاں بیہودہ کام نہیں کیا ہے اُس نے جواب دیا اے چچا اگر اس حالت میں اللہ تعالیٰ مجھ کو میری ماں کے حوالہ کر دے۔ تو وہ میرے ساتھ کیا کرے گی کہا تجھے جنت لے جائے گی۔ جوان نے کہا قسم خدا کی اللہ تعالیٰ میری ماں سے بھی زیادہ مجھ پر زیادہ مہربان ہے۔ اتنے عرصے میں جوان نے انتقال کیا اس کے چچا نے تجہیز و تکفین کر کے قبر میں اُتارا جب لحد کے تختے درست کئے اتفاقاً ایک اینٹ گر پڑی چچا نے جھک کر دیکھا اور فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے کہا تمام قبر نور سے بھر گئی ہے

اور جہاں تک نظر پہنچتی ہے نور کا میدان نظر آتا ہے۔

روایت ہے شعب الایمان میں حمید سے کہ میرا ایک جوان بھانجہ بیمار پڑا میں نے اس کی ماں کو خبر دی وہ آئی اور اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگی جوان نے مجھ سے پوچھا اے ماموں ماں کیوں روتی ہے میں نے کہا تیری بیماری سے پھر جوان نے کہا کیا اس کے دل میں میری محبت نہیں ہے میں نے کہا ضرور محبت اور رحم ہے جوان نے کہا اللہ تعالٰے مجھ پر اُس سے زیادہ مہربان ہے جب اس کا انتقال ہوا میں نے اس کو قبر میں اُتارا اور لحد میں رکھ کر اینٹ برابر کرنے لگا لحد کے اندر نظر گئی تو دیکھا کہ بہت بڑا میدان ہے میں نے اپنے ساتھی سے کہا تو بھی دیکھتا ہے کہا ہاں دیکھتا ہوں یہ اس کلام کا اثر ہے جس کو آخری وقت میں کہا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھا۔

حدیث: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین دن قبل یہ کہتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی مرے تو اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت اچھا گمان رکھے (حسن ظن اللہ تعالیٰ کیساتھ اعمال صالحہ سے پیدا ہوتا ہے پس حاصل ارشاد کا یہ ہوا کہ اعمال صالحہ کی پابندی اس قدر کرو کہ مرتے وقت حق تعالیٰ کیساتھ حسن ظن پیدا ہو جاوے

حدیث: حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے کے لوگ اسے پسند کرتے تھے کہ بندہ کو موت کے وقت اس کے اچھے اعمال یاد دلائیں اور اُسی کی تلقین کریں یہاں تک کہ اُس کو اپنے پروردگار کے ساتھ حسن ظن ہو جاوے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن مسلمؒ فرماتے ہیں کہ بندہ کی کوئی خصلت اللہ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دیدار کا مشتاق ہو۔

حدیث: حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دیکھو تم میں سے جو کوئی مرے تو اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ پاک کی نسبت اچھا گمان رکھے کیونکہ اللہ سے اچھا گمان رکھنا جنت کی قیمت ہے (یعنی جسکو حق تعالیٰ سے حسن ظن پیدا ہو گیا وہ یقینی جنت میں گیا۔

فائدہ ۱: بدون اعمال صالحہ کے مرتے وقت حق تعالیٰ کیساتھ حسن ظن نہیں ہو سکتا۔

۲۔ بدون اعمال صالحہ کے حق تعالیٰ سے اُمیدوں کا وابستہ رکھنا حسن ظن نہیں ہے

بلکہ غزور یعنی دھوکا ہے۔

باب خاتمہ بالخیر کی علامت

روایت ہے عمر بن الحمق سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کو شیریں کرتا ہے (شہد جیسی خوشگوار چیزیں دیتے ہیں یعنی اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں) صحابہ نے کہا کس طرح شیریں کرتا ہے آپ نے فرمایا مرنے سے پہلے نیک کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اس سے خوش رہتے ہیں۔

روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نیک بخت بناتا ہے تو مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجتا ہے وہ اس کو درست کرتا ہے اور نیک عمل کی طرف خواہش دلاتا ہے یہاں تک کہ وہ نیک حالت میں مرتا ہے اور سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص نیک حالت میں مرا۔ اور جب ملک الموت حاضر ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس کی آخرت میں رہنے کی جگہ (یعنی وہاں کے سامانوں اور راحتوں کو جو اللہ پاک نے اس کے لئے مہیا کر رکھا ہے) اس کو دکھاتا ہے تو اس کی روح خوش ہو کر نکلنے کا قصد کرتی ہے۔ اسوقت یہ شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے پھر ملک الموت روح قبض کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو برا کرتا ہے تو مرنے سے ایک سال پہلے اس کے پاس ایک شیطان بھیجتا ہے وہ اس کو گمراہ کرتا اور بہکاتا ہے یہاں تک کہ بُری حالت میں مرتا ہے اور سب لوگ کہتے ہیں کہ بُری حالت میں مرا اور جب ملک الموت حاضر ہوتا ہے اُس وقت اللہ تعالےٰ اُس کی آخرت میں رہنے کی جگہ اُسکو دکھاتا ہے تو اُس کی رُوح خوف سے اندر گھستی ہے اس وقت اللہ کی ملاقات (یعنی سامنے آنے) کو یہ ناپسند کرتا ہے پھر ملک الموت اس کی روح سختی سے کھینچ کر قبض کرتا ہے۔ کتاب الافصاح کے مصنف اس حدیث کی تشریح میں کہتے ہیں کہ ملک الموت کے بلانے پر جان اسطرح نکلتی ہے جیسے سپیرا سانپ کو اس کے سوراخ سے بلائے اور مومن اور کافر دونوں کے جسموں سے روح نکلنے کی حالت یکساں ہوتی ہے۔ (فرق صرف یہ ہے) کہ مومن کی جان تو خود نکل جانا چاہتی ہے جیسے قے۔ اور کافر کی جان ہونٹھ تک آکر پھر جسم کے اندر واپس جانا چاہتی ہے۔

روایت ہے سلمان فارسیؓ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے
کہ میت کو موت کے وقت پیشانی سے اگر پسینہ آدے اور آنکھ سے آنسو نکلے اور ناک کے سوراخ
کشادہ ہوں تو یہ اللہ کی رحمت ہے جو اس پر نازل ہوئی۔ اور گلے میں آواز پلٹا کھائے جیسے جوان
اونٹ کا گلا گھونٹنے سے آواز ہوتی ہے اور اس کا رنگ بدرنگ ہو جائے اور منہ سے جھاگ
نکلے تو یہ اللہ کا عذاب ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ بُرے خاتمہ ہونے کے چار اسباب ہیں۔
نماز میں سستی کرنا۔ شراب پینا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ مسلمانوں کو تکلیف دینا۔ یا اللہ ہر مسلمان
مرد عورت کو نیک عمل کی توفیق دے اور خاتمہ الخیر کر بحرمتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک
جب کسی بندے کیلئے بھلائی چاہتے ہیں اور نیک ارادہ کرتے ہیں تو وہ اس سے کام لیتے ہیں لوگوں نے
عرض کی اللہ پاک کیسے اس سے کام لیتے ہیں ارشاد ہوا کہ موت سے قبل اُسکو اچھے عمل کی توفیق دیتے ہیں

فائدہ: بزرگوں نے لکھا ہے کہ اپنے موجودہ ایمان پر برابر شکر کرتے رہنا اور جماعت
کی نماز کا پابند رہنا ان دونوں عمل کو خاص دخل ہے۔ خاتمہ بالخیر میں۔

باب ۵ موت کی سختی کا بیان

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ موت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے ایک برتن میں پانی تھا آپ اپنا ہاتھ تر کر کے بار بار چہرہ پر پھیرتے تھے اور فرماتے
تھے لا الٰہ الا اللہ موت کی بڑی سختی ہوتی ہے۔

روایت ہے وہیبؒ بن الورد سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب کسی بندہ پر میں رحم کرنا چاہتا
ہوں تو اُس نے جس قدر گناہ کئے ہیں اس کے بدلے میں اس کو بیمار کرتا ہوں اور اس کے گھر پہ
مصیبت نازل کرتا ہوں اور اس کی روزی تنگ کرتا ہوں تاکہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے
پھر اگر کچھ گناہ باقی رہ گیا تو موت کے وقت اس پر سختی کرتا ہوں یہاں تک کہ جب وہ میرے پاس
آتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک اور صاف ہو کر آتا ہے گویا اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا
ہوا ہے۔ اور جب کسی بندہ پر میں عذاب کرنا چاہتا ہوں تو اس نے جس قدر نیکی کی ہے۔ سب
کے بدلے اسکو تندرست کرتا ہوں اور اس کی روزی زیادہ کرتا ہوں اور اس کے گھر میں امن قائم

کرتا ہوں پھر اگر کچھ نیکی باقی رہ گئی ہے تو موت کو اُس پر آسان کرتا ہوں یہاں تک کہ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہتی جس سے وہ دوزخ سے اپنے کو بچا سکے (اسی کو استدراج کہتے ہیں۔)

روایت ہے زید بن اسلمؓ سے کہ جب مومن پر کچھ گناہ باقی رہ جاتا ہے جس کو نیک عمل کے سبب سے رفع نہ کر سکا تو موت کی سختی اس کو دفع کر کے جنت میں پہنچاتی ہے۔ اور جب کافر نیک کام کرتا ہے تو موت اُس پر آسان کی جاتی ہے تاکہ اس کا بدلہ دنیا میں ہو جائے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

روایت ہے علقمہؓ سے کہ وہ اپنے بھتیجے کے پاس گئے جب کہ وہ موت کی حالت میں تھا اور اس کی پیشانی سے پسینہ نکلتا تھا علقمہؓ ہنسے لوگوں نے پوچھا کیوں ہنسے کہا میں نے سنا ابن مسعودؓ کو کہتے ہوئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح پسینہ دے کر نکلتی ہے اور بدکار اور کافر کی روح اُس کے منہ سے نکلتی ہے جیسے گدھے کی جان منہ سے نکلتی ہے اور مومن پر گناہ کے سبب سے موت کے وقت آسانی کی جاتی ہے تاکہ نیکی کا کفارہ ہو جائے۔

روایت ہے جابر بن عبداللہؓ سے بنی اسرائیل کے چند آدمیوں نے سفر کیا اور ایک قبرستان میں پہنچے آپس میں کہا بہتر ہے کہ ہم لوگ دو دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کریں تاکہ کسی میت سے اللہ تعالےٰ ملاقات کرادے اور وہ موت کا حال ہم سے بیان کرے لوگوں نے نماز پڑھ کر دعا کی ایک قبر سے ایک شخص نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا اور پیشانی پر سجدہ کی علامت تھی اس نے کہا اے لوگو تمہارا کیا منشا ہے ننو برس میرے مرنے کو گذر چکے ہیں اب تک موت کی گرمی سے آرام نہیں ملا تم لوگ اللہ سے دعا کرو کہ مجھ کو مُردہ (یعنی بے حس) کر دے۔

روایت ہے عمر بن حبیبؓ سے کہ دو آدمی بنی اسرائیل کے نہایت عابد تھے مدتوں تک عبادت کرتے کرتے اپنی جگہ سے گھبرا گئے تھے ایک روز دونوں نے اتفاق کیا کہ قبرستان میں جائیں اور وہاں رہ کر عبادت کریں شاید کسی دن میت سے کلام کرنے کا موقع مل جائے پھر دونوں قبرستان میں قیام کر کے عبادت کرتے رہے ایک روز ایک مردہ قبر سے نکلا اور کہا کہ میں اتنی برس سے مرا ہوا ہوں لیکن اب تک موت کی تکلیف باقی ہے۔

روایت ہے ضحاکؓ سے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا موت کی

تکلیف کے بارے ہیں۔ آپ نے فرمایا موت کی بہت سختیاں ہیں سب سے ادنی سختی ایک ہزار تلوار مارنے کے برابر ہے۔ کعب الاحبار کہتے ہیں کہ موت کی سختی قیامت تک باقی رہتی ہے اور ایسی ہی امام اوزاعی سے بھی روایت ہے۔

روایت ہے حسنؓ سے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے موت کو کیسا پایا فرمایا جیسے لوہے کی سیخ جس میں بہت سے کانٹے ہیں میرے شکم میں داخل کیا اور ہر کانٹے میں ایک ایک رگ لپیٹ لیا پھر اس سیخ کو میرے شکم سے نہایت سختی کے ساتھ کھینچا اسوقت غیب سے آواز آئی اے موسیٰ ہم نے تم پر آسانی کی۔

روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی روح اللہ کے پاس پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تم نے موت کی تکلیف کو کیسا پایا۔ عرض کیا میں نے اپنے نفس کو ایسا پایا جیسا کہ زندہ گوریا کو توے پر بھونیں نہ تو مرتی ہے کہ آرام پائے اور نہ نجات پاتی ہے کہ اڑ جائے۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موت کیوقت فرشتے ہر طرف سے بندہ کو گھیرے رہتے ہیں اور اس کو جکڑے رہتے ہیں اگر ایسا نہ کرتے تو موت کی سختی سے جنگلوں اور میدانوں میں بھاگتا پھرتا اور ایسی ہی روایت ہے فضل بن عیاضؒ سے کہ آدمی چیونٹی کے کاٹنے سے پریشان ہوتا ہے اور مرتے وقت کیوں اطمینان سے رہتا ہے فرمایا کہ ملائکہ اس کو جکڑے رہتے ہیں۔

روایت ہے شہر بن حوشبؓ سے کہ کسی نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ موت کی سختی اور تکلیف کیسی ہوتی ہے آپ نے فرمایا آسان موت ایسی ہے جیسے کانٹے دار شاخ کو ریشم میں ڈال کر کھینچنے سے ہر کانٹے کے ساتھ ریشم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلتا ہے۔

حکایت: حضرت عیسےٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردہ کو زندہ کرتے تھے ایک کافر نے کہا آپ نئے مردہ کو زندہ کرتے ہیں۔ پہلے زمانہ کے کسی مردہ کو زندہ کیجئے آپ نے فرمایا جس کو تو بتائے اس کو زندہ کر دوں گا۔ اس نے کہا حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے سام کو زندہ کیجئے آپ نے اس کی قبر کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ اللہ نے اس کو زندہ کیا اور وہ قبر سے نکل کر کھڑا ہو گیا اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

لوگوں نے کہا تمہارے زمانہ میں کسی کا بال سفید نہ ہوتا تھا تمہارے بال کس طرح سفید ہوئے اُس نے جواب دیا کہ جب زندہ کرنے کے واسطے مجھے پکارا گیا تو میں نے سمجھا کہ قیامت آ گئی اس خوف سے میرے بال سفید ہو گئے۔ لوگوں نے کہا تم کو مرے ہوئے کتنا زمانہ گذرا اُس نے کہا چار ہزار برس گذرے لیکن موت کی سختی اب تک مجھ میں باقی ہے۔

روایت ہے عبداللہؓ بن یساف سے کہ جب عمرو بن العاص پر موت کے آثار شروع ہوئے تو اُن کے لڑکے نے کہا اے باپ آپ تمنا کرتے تھے کہ کسی عقلمند سے اُس کی موت کے وقت مجھ سے ملاقات ہوتی تو میں موت کی تکلیف اس سے پوچھتا اس وقت آپ ہی عقلمند ہیں۔ فرمائیے آپ پر کیا تکلیف گذرتی ہے۔ کہا اے بیٹے میری سانس ایسی تنگ ہو گئی ہے کہ گویا میں سوئی کے سوراخ سے سانس لیتا ہوں اور گویا کہ کانٹے دار شاخ میرے بدن کے اندر پیر سے دماغ تک ڈال کر کھینچتے ہیں۔

روایت ہے ابن ابی ملیکہؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب الاحبار سے پوچھا کہ موت کا حال مجھ سے بیان کرو کہا اے امیر المؤمنین موت کانٹے دار درخت کے مثل ہے جب وہ بدن میں آتی ہے تو ہر رگ اور جوڑ میں اُس کا کانٹا گھستا ہے پھر ایک بہت زور دار آدمی اس کو کھینچتا ہے۔

روایت ہے شداد بن اوس سے کہ دنیا و آخرت کی تکلیفوں میں موت بہت خوفناک ہے مومن کے لئے اور اگر کوئی آرہ سے چیرا جائے یا قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا دیگ میں بند کر کے پکایا جائے تو موت اس سے بھی زیادہ تکلیف دینے والی ہے اور اگر مُردہ قبر سے نکل کر موت کی تکلیف بیان کرے تو دنیا والوں کو جینا دشوار ہو جائے اور نیند و آرام کی لذت بھول جائے۔

روایت ہے کعبؓ سے کہ موت کی تکلیف مردہ پر باقی رہتی ہے جب تک وہ قبر میں ہے یعنی قیامت تک اور مومن پر جو تکلیف گذرنے والی ہے اُن سب میں موت کی تکلیف زیادہ سخت ہے اور کافر پر جو تکلیف آنیوالی ہے اُن سب میں موت کی تکلیف اس کو سب سے آسان ہے اور اسی طرح روایت ہے وہب بن منبہ سے اور فرمایا کافر کی پہلی تکلیف موت

ہے اور مومن کے لئے آخری تکلیف ہے۔

روایت ہے واثلہ بن اسقعؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے پاس تم لوگ حاضر رہو اور لا الٰہ پڑھ کر سناؤ اور جنت کی خوشخبری سناؤ کیونکہ جو مرد اور عورت سمجھدار اور عقل مند ہیں وہ بھی اسوقت میں گھبرا جاتے ہیں اور شیطان اُن کے پاس آ کر اپنی فکر میں رہتا ہے قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ ملک الموت کا دیکھنا ہزار تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور ایسی روایت ہے ابن ابی الدنیا سے بھی۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مومن پر موت کی شدت اور سختی ہوتی ہے تو اُس کے اعضا آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیکم ہم تم سے قیامت تک کیلئے جدا ہوتے ہیں اور تم ہم سے قیامت تک کے لئے جدا ہوتے ہو۔

روایت ہے ابی قتادہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کو موت کی تکلیف نہیں ہوتی مگر جسقدر کہ چیونٹی یا جنگی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

روایت ہے محمدؒ سے کہ سب سے آخر ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام مریں گے پروردگار کا حکم ہو گا کہ اے ملک الموت تم مر جاؤ اس وقت ملک الموت اس زور سے ایک چیخ ماریں گے کہ اگر آسمان کے فرشتے اور زمین کے آدمی موجود ہوتے تو سب مر جاتے پھر انتقال کریں گے۔

روایت۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان ذرا جھٹکے سے نکلتی ہے اور کافر کی جان اسطرح بہتی ہوئی آسانی سے نکلتی ہے۔ جیسے گدھے کی جان۔ اس کا راز یہ ہے کہ مومن گناہ بھی کرتا ہے لہذا موت آنے پر ذرا سختی کی جاتی ہے تاکہ اُن گناہوں کا کفارہ ہو جاوے (لہذا یہ قہر خوبصورت رحمت ہے) اور کافر نیکیاں بھی کرتا ہے لہذا موت کے وقت اس پر آسانی ہوتی ہے تاکہ اُن نیکیوں کا بدلہ ہو جاوے۔ (لہذا یہ رحمت بصورت قہر ہے کہ آخرت میں اس کو کوئی سہولت نہ ہے)

حدیث۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن کو ہر (ناگوار) بات کا اجر دیا جاوے گا۔ یہاں تک کہ نزع کی قے، ہچکی وغیرہ کا بھی۔

حدیث۔ حضرت علقمہؓ بن قیس ایک بار اپنے چچا زاد بھائیؓ کے پاس ایسے وقت گئے کہ

اُن پر نزع کا عالم تھا تو علقمہ نے اُن کی پیشانی چھوئی تو وہ پسینہ سے بھیگی ہوئی تھی (انہوں نے خوش ہو کر کہا) اللہ اکبر۔ مجھ سے ابن مسعودؓ روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی موت (کی علامت) پیشانی کا پسینہ ہے اور ہر مومن کے گناہ کا بدلہ دنیا میں ہوتا رہتا ہے لیکن جو کچھ گناہ باقی رہتا ہے تو موت کے وقت اس پر سختی ہوتی ہے (تاکہ وہ سختی یقینہ گناہ کا بھی کفارہ ہو جاوے۔)

حدیث۔ حضرت سفیان روایت کرتے ہیں کہ لوگ پہلے اُس کو پسند کرتے تھے کہ مرنے والے کی پیشانی پر پسینہ آ جاوے (بعض علمائے نے کہا ہے کہ مومن کو جو پسینہ آتا ہے وہ اس لئے کہ وہ خدا تعالےٰ سے شرماتا ہے کہ اس نے خدا کی نافرمانیاں کیں کیونکہ اس کے بدن کے نیچے کا حصہ تو مردہ ہو چکتا ہے حیات کی حرکت وقوت صرف بالائی جسم میں باقی رہ جاتی ہے اور حیا و شرم آنکھوں میں ہوتی ہے (جو بالائی حصہ میں ہوتی ہے) اور کافر ان تمام باتوں کی طرف سے اندھا ہوتا ہے

حدیث۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ موت کی بے چینی مجھ پر آسان ہو جاوے کیونکہ وہ ہی تو آخری تکلیف ہے جس پر مومن کو اجر وثواب ملتا ہے۔

اثر۔ کسی شخص نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ وہ بیماری کون سی ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔ انہوں نے کہا "موت" زید بن اسلم کہتے ہیں کہ موت ایک بیماری ہے اور اس کی دوا صرف اللہ کی خوشنودی ہے۔ (یعنی جس وقت یہ منکشف ہو جاتا ہے کہ حق تعالےٰ مجھ سے خوش و راضی ہیں تو ساری تکلیف نزع کی جاتی رہتی ہے۔

حدیث۔ حضرت عبیدؒ بن عمر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے اچانک موت کے بارہ میں پوچھا کہ آیا اس سے نفرت کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کیوں۔ اسے ناپسند کیوں کیا جاوے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ موت مومن کیلئے نو راحت کی چیز ہے البتہ بدکاروں کے لئے نہایت حسرت و افسوس کی چیز ہے۔

فائدہ۔ علمائے نے فرمایا ہے جو شخص مسواک زیادہ کرے گا۔ اس کی روح آسانی سے نکلے گی اور جو شخص مرنے کے پہلے نیک عمل کرے گا اس کی بھی آسانی سے نکلے گی۔

فائدہ:۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنی روایات شدت موت کے متعلق ہیں اکثر کی سند ضعیف ہے جو ثبوت مطلوب کے لئے کافی نہیں اور جو بعض حسن یا صحیح ہیں ان میں کوئی لفظ کلیت کا نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ ہر شخص کو ضرور شدت ہوتی ہے۔ جیسے تمام واقعات و حوادث شدیدہ (مثلاً ریل کا لڑ جانا بجلی کا گرنا) ہیں کہ کسی پر اُن کا وقوع ہوتا ہے اور کسی پر نہیں اور اگر شدت موت کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو جسماً شدت اور روحاً سہولت مُراد ہے خصوصاً جب بعض احادیث میں سہولت نزع کی بھی حدیث ہے مثلاً (فَتَسُلُّ رُوحُهٗ كَمَا تَسُلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ الخ) تو تطبیق کے لئے سوا اس کے دوسری صورت ہو نہیں سکتی۔ اور اس سہولت روحانیہ کا مدار محبت پر ہے مشاہد ہے کہ اگر دشمن کسی کو زور سے دبائے تو اذیت ہوتی ہے اور اگر محبوب اُس سے زیادہ دبائے تو راحت ہوتی ہے اور یہ تفاوت باعتبار روح کے ہے ورنہ جسم پر تو یکساں اثر ہوتا ہے تو بڑی ضرورت اس کی ہوئی کہ حق تعالے کیساتھ محبت کا تعلق بڑھایا جائے پھر تو ع از محبت تلخہا شیریں بود چنانچہ اولیا کی حالت، حوادث کے وقت شب و روز مشاہدہ میں آتی ہے کہ ان کو ذرا پریشانی نہیں ہوتی صحیح مثال اس کی یہ ہے کہ حاکم مثلاً یہ اطلاع دے ہم سب کو اپنے آغوش میں زور سے دبائیں گے جس سے تمام ہڈی پسلی درد کرنے لگے گی پھر بعض کو جن کا مبغض و مبغوض ہونا ثابت ہو چکا ہو گا جیل خانہ بھیجدیں گے اور بعض کو جن کا محب اور محبوب ہونا ثابت ہو چکے گا اپنے دربار میں مقرب بنائیں گے تو جو شخص محب ہو گا وہ خوش ہو گا کہ مجھ کو بغل گیر کریں گے اور مقرب بنائیں گے گو ہڈی پسلی بھی دکھے گی اسی طرح جو شخص اس دولت کو لینا چاہے گا وہ محب ہونا عقلاً ثابت کر دے گا۔

حضرت مولانا و مرشدنا جناب مولوی محمد اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ میں تو ترقی کر کے کہتا ہوں کہ شدت نزع کی اکثریت بھی واقع نہیں جو موجب پریشانی ہو چنانچہ اس کے خلاف بکثرت مشاہد ہے کہ اکثر بدن کی روح نکل گئی ہے اور مریض اطمینان سے باتیں کر رہا ہے جس میں یہ بھی احتمال نہیں کہ اظہار شدت سے عاجز ہے پس لامحالہ یا تو ماہیت نزع پر استلزام شدت کا حکم نہیں اور میرا ذوق یہی ہے اور یا بر تقدیر تسلیم اس التزام کے اس خاصیت کو اس عالم مقتضیات سے کہا جائے گا اور برزخ کا اشتراک اس عالم کیساتھ خواص

میں لازم نہیں جیسا آخرت میں مومن کو صراط پر عبور سہل ہوگا اور اس عالم میں اسی مومن کو ایسے ادق[1] اور احدّ[2] طریق پر عبور[3] متعسر[4] بلکہ متعذر رہے اور برزخ کا تلبس آخرت سے اور محتضر[5] تلبس برزخ سے ظاہر ہے پس آخرت کے بعض خواص کا تحقق میت میں مستبعد نہیں۔

باب ۹۔ مرتے وقت کیا کہنا اور کہلانا چاہیئے

روایت ہے ابوالدرداؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس میت کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھی جاوے تو اللہ اس پر موت کی سختی آسان کرتا ہے۔

روایت ہے جابر بن زیدؓ سے کہ مستحب ہے کہ میت کے پاس سورۂ رعد پڑھی جائے اس سے میت پر آسانی ہوتی ہے اور اس کی حالت درست رہتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں میت کے لئے مرنے سے کچھ پہلے اسطرح دعا کرتے تھے یا اللہ اس کو بخش دے اور اس کے سونے کی جگہ ٹھنڈی کر اس کی قبر کشادہ کر اور بعد مرنے کے آرام سے رکھ۔ اور اس کی روح کو نیکیوں کی روح سے ملا دے۔ اور آخرت میں ہم کو اور اس کو آس پاس جگہ دے اور اس کو کوئی مصیبت و تکلیف نہ پہنچا پھر رسول اللہ پر درود پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کرتا اور شعبیؒ سے روایت ہے کہ انصار میت کے پاس مرنے سے کچھ پہلے سورہ بقرہ پڑھتے تھے۔

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھاؤ اور آپ نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور فرمایا آپ نے کہ بچہ جب بولنے لگے تو اس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھاؤ اور جب کوئی مرنے لگے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھاؤ کیونکہ جس کا آخر کلام اور اوّل کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا اگر وہ ہزار برس تک زندہ رہ کر مریگا تو گناہ سے سوال نہ کیا جائے گا

روایت ہے عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے کہ آیا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا یارسول اللہ فلاں مقام میں ایک لڑکا موت کی حالت میں گرفتار ہے اُس سے کہا

[1] زیادہ باریک [2] زیادہ تیز [3] پار کرنا [4] مشکل [5] جو قریب المرگ ہو

جاتا ہے کہ لاالٰہ الا اللہ پڑھ وہ پڑھ نہیں سکتا آپ نے پوچھا اچھی حالت میں پڑھ سکتا تھا، یا نہیں، کہا پڑھتا تھا۔ آپ نے فرمایا تو اب کیوں نہیں پڑھ سکتا پھر آپ کھڑے ہوئے اور لڑکے کے پاس گئے آپ نے فرمایا اے لڑکے پڑھ لاالٰہ الا اللہ اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا ہوں آپ نے پوچھا کیوں اس نے کہا میں نے اپنی ماں کی بہت نافرمانی کی ہے آپ نے پوچھا وہ زندہ ہے اُس نے کہا ہاں زندہ ہے آپ نے اُس کی ماں کو بُلایا اور پوچھا یہ تیرا لڑکا ہے؟ اُس نے کہا ہاں آپ نے کہا یہ بتا کہ اگر بہت سی آگ جلائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی سفارش نہ کرے گی تو اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا تو تو کیا کرے گی اُس نے کہا سفارش کرونگی۔ آپ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کہ میں اس لڑکے سے راضی ہوں۔ اُس نے کہا میں اس سے راضی ہوئی اور اس کی خطا معاف کی آپ نے لڑکے سے کہا پڑھ لاالٰہ الا اللہ اس نے فوراً کہا لاالٰہ الا اللہ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے میری وجہ سے اس کو دوزخ سے نجات دی۔

روایت ہے طلحہؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما سے کہ ہم نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر مرنے والا اس کو کہے تو اس کی روح بدن سے نکلتے وقت آرام پائے گی اور قیامت کے دن اس کیلئے نور ہوگا اور مرتے وقت موت کی سختی دور کریگا اور اُس کو وہ چیز دکھائیگا جس سے خوش ہو جائے گا وہ کلمہ لاالٰہ الا اللہ ہے۔

روایت ہے عبدالرحمٰنؓ محاربی سے کہ ایک مرد کی وفات کا وقت آگیا لوگوں نے اُس سے لاالٰہ الا اللہ پڑھنے کو کہا اُس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میں اس قوم کے ساتھ رہا کرتا تھا جو مجھ کو حکم کرتی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دو۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ملک الموت ایک مرد کے پاس آئے اور اس کے بدن کو پھاڑا دیکھا کہ اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے پھر اس کے دل کو پھاڑا اسمیں بھی نیک عمل نہ پایا پھر اس کا منہ پھاڑا دیکھا کہ زبان ملتی ہے، اور لاالٰہ الا اللہ کہتی ہے پھر اُس میت کو اللہ نے بخشدیا۔ اس کلمہ کے اخلاص کی برکت سے۔

روایت ہے ابوہریرہؓ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو شخص موت کیوقت کہے لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم تو اُس کو دوزخ کی آگ کبھی نہ کھائے گی۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں کیوں نہ بتاؤں تم لوگوں کو اسم اعظم حضرت یونسؑ کی دعا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ جو مسلمان اپنے مرض موت میں چالیس بار پڑھے اور مرجائے تو شہید کا ثواب اس کو دیا جائے اور اگر اچھا ہو گیا تو بھی گناہوں سے پاک صاف ہو گیا۔

روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمے کہ جو شخص مرتے وقت اس کو پڑھے گا جنت میں داخل ہو گا وہ کلمے یہ ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ تین بار اوّل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تین بار اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

روایت ہے شدّاد بن اوسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم لوگ میت کے پاس جاؤ تو اس کی آنکھ بند کر دو اسواسطے کہ آنکھ موت کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے اور اچھی بات کہو یعنی مردے کے حق میں دعا کرو کیونکہ گھر والوں کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ۔

باب۱ ملک الموت اور اُن کے ساتھی فرشتوں کا بیان

فرمایا اللہ تعالیٰ نے حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا وَھُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ؕ (ترجمہ) یہاں تک کہ تم میں کسی کی موت آجاتی ہے تو لے لیتے ہیں اُس کو ہمارے فرشتے اور یہ زیادتی نہیں کرتے۔ ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے ملک الموت کے مددگار فرشتے مراد ہیں اور وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ جو فرشتے انسان کے پاس آتے ہیں اور اس کی عمر لکھتے ہیں وہی اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ اور بعد قبض کرنے کے ملک الموت کو دیتے ہیں اور ملک الموت ان کے سردار ہیں۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں ان میں سے ایک کو زمین کی طرف بھیجا کہ کچھ مٹی لا دے

جب مٹی لینے کا ارادہ کیا تو زمین نے کہا تجھ کو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے تجھ کو بھیجا ہے
کہ مجھ سے مٹی نہ لے کہ کل کے روز اُس کو آگ میں جلنا ہوگا۔ فرشتے نے یہ سُن کر مٹی نہ لی۔
جب پروردگار کے پاس گیا تو پروردگار نے پوچھا تم کو کس نے میرا حکم بجالانے سے باز رکھا
فرشتے نے عرض کیا خداوندا اس نے تیری قسم دی اس لئے میں نے نہیں لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے دوسرا فرشتہ زمین طرف بھیجا اُس کو بھی زمین نے اسی طرح قسم دی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
نے کل فرشتوں کو ایک ایک کر کے بھیجا اور مٹی لانے سے سب عاجز رہے تب اللہ تعالیٰ نے
ملک الموت کو بھیجا ملک الموت نے مٹی لینے کا ارادہ کیا تو زمین نے اسی طرح قسم دی۔ ملک
الموت نے کہا جس نے مجھ کو بھیجا ہے اس کا حکم بجالانا ضرور ہے پھر زمین کے ہر حصہ بھلے
اور بُرے سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر پروردگار کے پاس حاضر ہوئے اور جنت کے پانی
سے خمیر کر کے آدم کا بدن تیار کیا۔ زہری نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور کہا کہ اوّل فرشتہ
اسرافیل تھے اور دوسرے فرشتے میکائیل۔ اور ابن مسعود اور بہت سے صحابہ نے کہا کہ
اوّل فرشتہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔

روایت ہے ابن سابطہ سے کہ بہت سے محدثین نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
دنیا کا انتظام چار فرشتوں جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت کے حوالے کیا ہے جبرائیلؑ
ہوا پر اور فرشتوں کی جماعت پر مقرر ہیں اور میکائیلؑ پانی برسانے اور گھاس جمانے پر
اور ملک الموت ارواح کے قبض کرنے پر مقرر ہیں اور اسرافیلؑ خدا کا حکم ان کے پاس
پہنچاتے اور یہ لوگ موافق حکم کے دُنیا کا انتظام کرتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے
الدرالحسان میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک درخت پیدا کیا
ہے اس کے پتے تمام خلائق کی گنتی کے برابر ہیں اُس کا نام شجرۃ المنتہیٰ ہے جب
کسی بندہ کی عمر ختم ہو جاتی ہے اور چالیس دن باقی رہ جاتے ہیں تو حضرت عزرائیلؑ کے
سامنے اُس کا ایک پتہ گرتا ہے اُس پر نام اُس بندہ کا لکھا رہتا ہے اس وقت سے تمام
فرشتے اُس کو مردہ کہتے ہیں اور وہ دنیا میں چالیس دن تک زندہ رہتا ہے پس اگر وہ نیک
بخت ہے تو ملک الموت اُس کے نام کے گرد نورانی لکیر دیکھتا ہے جب چالیس دن پورے

ہو جاتے ہیں تو ملک الموت اس کے پاس آتا ہے اور اس کے سامنے بیٹھتا ہے اُسوقت مریض اپنی بیماری کی تکلیف میں رہتا ہے جب ملک الموت کو دیکھتا ہے تو گھبرا کر پوچھتا ہے تم کون شخص ہو اور تمہارا کیا ارادہ ہے وہ کہتا ہے میں ملک الموت ہوں تیری روح قبض کرنے کا مجھ کو حکم ہے یہ سُن کر منہ پھیر لیتا ہے اور آنکھیں پتھرا جاتی ہیں ملک الموت کہتا ہے تو مجھ کو نہیں پہچانتا میں وہ ہوں کہ تیری اولاد اور تیرے ماں باپ کی روح قبض کی ہے آج تیری روح قبض کروں گا اور تو دیکھ لے گا اپنی اولاد و اقارب کو میں وہ موت ہوں کہ اگلے لوگوں کو فنا کر چکا ہوں وہ لوگ تجھ سے زیادہ مال اور قوت رکھتے تھے تُو نے دنیا کو کیسا پایا اور اس کا حال کیسا دیکھا۔ بندہ کہتا ہے میں نے دنیا کو بے وفا اور مکار پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا اس کے پاس آوے گی اور کہے گی اے نافرمان تو نے اپنے رب کی کس قدر نافرمانی کی اور کس قدر تو نے نصیحت کی بہت سی باتیں سنیں لیکن تو نے جانا کہ ہم دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ یاد رکھو میں تجھ سے اور تیرے اعمال سے بیزار ہوں۔ پھر اُس کا مال سامنے آئے گا اور کہے گا اے نافرمان تو نے ناحق طریقہ سے مجھ کو حاصل کیا اگر تو غریب اور مسکین پر خرچ کرتا تو آج تیرے کام آتا۔

روایت ہے کہ جب آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے تو چار فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں پہلا فرشتہ آتا ہے تو بعد سلام کے کہتا ہے اے بندے اللہ کے میں تیری روزی پر موکل تھا میں نے تمام زمین پر پورب سے پچھم تک تلاش کیا مگر تیری روزی کا ایک لقمہ بھی نہ پایا۔ پھر دوسرا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے اے بندے اللہ کے میں تیرے پانی پر موکل تھا میں نے تمام زمین پر پورب سے پچھم تک تلاش کیا مگر تیرے پینے کو ایک قطرہ پانی کہیں نہ پایا پھر تیسرا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے اے بندے اللہ کے میں تیری سانس پر موکل تھا میں نے تمام زمین پورب سے پچھم تک تلاش کیا مگر تیرے واسطے ایک سانس بھی کہیں نہ پایا پھر چوتھا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے اے بندے اللہ کے میں تیری عمر پر موکل تھا میں نے تمام زمین پورب سے پچھم تک تلاش کیا مگر تیری عمر کا ایک حصہ بھی کہیں نہ پایا۔ اس کے بعد نامہ اعمال لکھنے والے دو فرشتے اس

کے پاس آتے ہیں اور سلام کے بعد کہتے ہیں اے بندے اللہ کے ہم تیرے اعمال لکھنے پر موکل تھے اور نامۂ اعمال اُس کو دکھائیں گے اور کہیں گے دیکھ یہ تیرا نامۂ اعمال ہے اس وقت میت کی آنکھ سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور داہنے بائیں دیکھتا ہے اور نامۂ اعمال پڑھنے سے ڈرتا ہے۔ اس کے بعد ملک الموت اُس کی روح قبض کرتے ہیں۔

روایت ہے ربیع بن انس رض سے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ ملک الموت تنہا سب کی روح قبض کرتے ہیں یا ان کے ساتھ اور فرشتے بھی کام میں شریک ہیں فرمایا قبض روح کا کام انہیں کے حوالے ہے لیکن اس کام پر اُن کے ساتھ بہت سے فرشتے مدد کے واسطے دیئے گئے ہیں اور ملک الموت سب کے سردار ہیں اُن کا ہر قدم دنیا کے پورب اور پچھم کے برابر ہے پھر ربیع بن انس رض سے پوچھا مومنین کی ارواح کہاں رہتی ہے فرمایا ساتوں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

روایت ہے ابن عباس رض سے کہ بہت سے فرشتے ملک الموت کیساتھ ہوتے ہیں میت کی روح قبض کرنے کے وقت آتے ہیں ان میں سے بعض فرشتے روح کو لیجاتے ہیں اور بعض فرشتے میت پر دعا کرنے والوں کیساتھ آمین کہتے ہیں اور بعض میت کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں جب تک اس پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔

روایت ہے خزرج رض سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ میں نے ایک انصاری کے سر کے پاس ملک الموت کو دیکھا میں نے اُن سے کہا اے ملک الموت میرے ساتھی پر آسانی کرنا وہ مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا آپ اطمینان رکھیں اور خوش ہوں میں ہر مومن کیساتھ آسانی کرتا ہوں۔ میں جب ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں اور اس کے گھر والے روتے ہیں تو میں روح کو لے کر گھر میں کہتا ہوں تم لوگ کیوں روتے ہو قسم ہے پروردگار کی ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا اور وقت سے پہلے اس کی جان کو قبض نہیں کیا روح قبض کرتے میں ہم نے گناہ نہیں کیا اگر تم لوگ اللہ کے حکم پر صبر کرو گے تو ثواب پاؤ گے اور اگر بے صبری کرو گے تو گنا ہگار ہو گے ہم تمہارے یہاں پھر آدیں گے اور پھر آدیں گے چپ رہو، چپ رہو اور گھر والوں کو نیک کار ہو یا بدکار زمین میں رہتا ہو یا پہاڑ پر ہر رات اور ہر دن میں تلاش کرتا

ہوں اور میں ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے کو ایسا نہ پہچانتے ہوں گے قسم خدا کی اگر میں ایک مچھر کی روح قبض کرنا چاہتا ہوں تو مجھ کو اس کی طاقت نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو۔

جعفر بن محمدؒ کہتے ہیں کہ ملک الموت سب لوگوں میں نماز تلاش کرتے ہیں اور جب موت کے وقت روح قبض کرنے آتے ہیں تو اگر میت نمازی ہے تو شیطان کو جو اس کے پاس ہے دفع کرتے ہیں اور ایسی مشکل کیوقت میں اس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سکھاتے ہیں اس کے بعد روح قبض کرتے ہیں۔

روایت ہے حسنؓ سے کہ زمین پر جسقدر مکان ہیں ہر ایک مکان والے کو روزانہ تین بار ملک الموت تلاش کرتے ہیں جس کو دیکھتے کہ اس کی روزی ختم ہو گئی ہے اور عمر کی مدت پوری ہو چکی ہے اس کی روح قبض کرتے ہیں پھر جب گھر والے روتے چلاتے ہیں تو ملک الموت دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے ساتھ کوئی گناہ نہیں کیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابعدار ہیں قسم خدا کی ہم نے اس کی روزی کو نہیں چھین لیا اس کی عمر نہیں گھٹائی ہم پھر تمہارے پاس آوینگے اور پھر آوینگے یہاں تک کہ تم میں کسی کو جیتا نہیں چھوڑیں گے حسنؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اگر گھر والے اُن کو دیکھتے اور اُن کا کلام سنتے تو اپنے مُردے کو بھول جاتے اور اپنی حالت پر روتے

روایت ہے میمونؓ سے کہ مطلب بن عبداللہ بن حنطب جب بیمار ہوئے تو ہم لوگ اُن کو دیکھنے گئے اُسوقت ان پر موت کی سختی تھی بیہوش ہو گئے تھے ہم لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ اُس پر موت کی سختی آسان کر یہ شخص ایسا[1] اور ایسا تھا اس کی چند نیکیاں بیان کیں اس کو ہوش ہو گیا اور پوچھا کس نے یہ کلمہ کہا۔ لوگوں نے کہا اس شخص نے اس نے کہا ملک الموت کہتے ہیں کہ ہر مومن سختی پر نرمی اور آسانی کرتا ہوں یہ کہہ کر انتقال کیا۔

روایت ہے عبیدہ بن عمیرؓ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز اپنے مکان میں تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مرد خوبصورت گھر کے اندر موجود ہے آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندے بغیر حکم کے تجھے کس نے میرے گھر میں آنے کی اجازت دی۔ اس نے کہا اس گھر کے مالک نے آپ نے

[1] یعنی سخی تھا۔ نیک بخت تھا ۱۲

فرمایا بے شک گھر کا مالک اجازت دینے کے لائق ہے ۔ تو کون ہے کہا میں ملک الموت ہوں آپ
نے فرمایا ملک الموت کی جو صفت میں جانتا ہوں اس کو تم میں نہیں دیکھتا ہوں کہا آپ اپنا منہ
دوسری طرف پھیر لیں آپ نے منہ پھیر کر دیکھا تو سر میں سامنے آنکھ ہے اور سر کے پیچھے بھی آنکھ
ہے اور بدن کا تمام بال مثل نیزہ کی ترک کے کھڑا ہے پس آپ نے اس صورت سے پناہ مانگی اور فرمایا
پہلی صورت میں ہو جاؤ وہ پہلی صورت میں آگئے اور کہا اے ابراہیم جب اللہ مجھ کو اس بندہ کی طرف
بھیجتا ہے جو اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہو تو پہلی صورت میں جاتا ہوں ۔

روایت ہے ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو اپنا خلیل اور دوست بنایا تو ملک الموت نے پروردگار سے عرض کیا کہ مجھ کو اجازت
ملے تو یہ خوشخبری ابراہیم کو جا کر سناؤں پروردگار نے اجازت دی ملک الموت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس آئے اور خوشخبری سنائی آپ نے فرمایا اے ملک الموت مجھے دکھا دو کہ کفار کی ارواح کو
تم کسطرح قبض کرتے ہو ۔ ملک الموت نے کہا آپ دیکھنے کی طاقت نہ رکھیں گے آپ نے فرمایا ہاں مگر
کچھ تو دکھاؤ کہا آپ اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیں آپ نے منہ پھیر لیا پھر دیکھا کہ ایک سیاہ مرد
ہے اس کا سر آسمان سے ملا ہے اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بدن پر جسقدر بال ہیں
سب آدمی کی صورت میں ہیں اور سب کے منہ اور کان سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے یہ دیکھکر حضرت بیہوش
ہو گئے اور ملک الموت نے اپنی پہلی صورت بدل لی جب آپ ہوش میں آئے تو فرمایا اے ملک
الموت اگر کافر موت کی سختی نہ اٹھاتا اور صرف تمہاری صورت دیکھ لیتا تو اسیقدر اس کو کافی ہوتا
پھر آپ نے فرمایا اے ملک الموت مجھے دکھا دو کہ مومنوں کی ارواح کس طرح قبض کرتے ہو ۔ کہا آپ
اپنا منہ پھیر لیں جب آپ نے چہرہ پھیر لیا دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبصورت چہرہ والا ہے اس
کی اچھی خوشبو آتی ہے سفید لباس ہے ۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت اگر مومن مرتے وقت
اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرامت کے بدلے تمہاری صورت دیکھتا تو اسیقدر اس کو کافی ہوتا ۔

روایت ہے اشعث بن سلیم سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا تم
کس طرح قبض کرتے ہو ارواح کو جب کہ ایک روح دنیا کے پورب زمین میں ہو اور ایک
دنیا کی پچھم زمین میں اور جب کہ کسی شہر میں دبا ہوا ہو اور جب کہ لڑائی میں دونوں طرف کے لشکر

میں قتل و خونریزی شروع ہو۔ ملک الموت نے کہا اللہ کے حکم سے ارواح کو میں پکارتا ہوں تو وہ میری دو انگلیوں کے درمیان میں آجاتی ہیں اور زمین سمیٹ کر میرے سامنے ایک طشت کے برابر کر دی جاتی ہے تو میں جہاں سے چاہتا ہوں ارواح کو قبض کرتا ہوں۔

روایت ہے حکم رض سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا کہ تم ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہو اسوقت تم میرے پاس ہو اور جاندار تمام زمین میں مختلف جگہ اور متفرق مقام میں ہیں کہا اللہ تعالےٰ نے دنیا کو میرے تابعدار کر دیا ہے جیسے طشت کسی کے سامنے رکھدیا جاوے اور طشت کے اندر کی چیز جس طرف سے چاہے لے لے اسیطرح دنیا میرے سامنے ہے۔

روایت ہے شہر بن حوشب رض سے کہ ملک الموت بیٹھے رہتے ہیں اور دنیا اُن کے سامنے ہے اور جس تختہ پر آدمی کی عمر لکھی جاتی ہے وہ اُن کے آگے ہے اور بہت سے فرشتے ان کے پاس کھڑے ہیں اور ملک الموت ہر وقت اس تختہ کو دیکھتے رہتے ہیں جس بندے کی عمر ختم ہو جاتی ہے تو فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس کی روح قبض کر لو۔

روایت ہے ابن عباس رض سے کہ اُن سے کسی نے یہ پوچھا کہ دو شخص ہیں ایک دنیا کے پورب اور ایک پچھم میں اور دونوں ایک وقت مرتے ہیں تو ملک الموت کس طرح دونوں کی روح ایک وقت میں قبض کرتے ہیں فرمایا ملک الموت کو دنیا کے پورب اور پچھم والوں پر اور زمین کے اندر رہنے والے جانوروں پر اور دریا کے اندر رہنے والے حیوانات پر ایسی قدرت ہے جیسے کسی کے سامنے دسترخوان بچھا ہے۔ جہاں سے چاہے لے لے۔

روایت ہے ابن عباس رض سے کہ ملک الموت تمام دنیا پر ایسی قدرت رکھتے ہیں جیسے ہر شخص اپنے ہاتھ پر اور اُن کے پاس ایک جماعت رحمت کے فرشتوں کی رہتی ہے اور ایک جماعت عذاب کے فرشتوں کی پس جب نیک کار کی روح قبض کرتے ہیں تو رحمت کے فرشتوں کے حوالہ کرتے ہیں اور جب بدکار کی روح قبض کرتے ہیں تو عذاب کے فرشتوں کے حوالہ کرتے ہیں ایسی ہی روایت ہے ابو المثنیٰ سے بھی۔

روایت ہے خیثمہ رض سے کہ ملک الموت ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں آئے اور ایک شخص کی طرف تعجب سے کچھ دیر تک دیکھتے رہے جب ملک الموت چلے گئے تو اُس نے

حضرت سلیمانؑ سے پوچھا یہ کون شخص ہے آپ نے فرمایا ملک الموت اس نے کہا وہ میری طرف اس طرح دیکھتے تھے کہ گویا میری روح قبض کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا مجھے ہندوستان میں پہنچا دیجئے آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا کر ہندوستان میں رکھدے ہوا نے اس کو ہندوستان میں پہنچا دیا پھر ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کیوں اُس شخص کو غور سے دیکھتے تھے کہا مجھے تعجب اس بات سے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم میرے پاس پہنچا ہے کہ اس کی روح ہندوستان میں قبض کرو اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے۔

روایت ہے خیثمہؓ سے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا جب میری موت کا وقت قریب ہو تو پہلے سے مجھ کو خبر دینا ملک الموت نے کہا آپ سے زیادہ میں نہیں جانتا جس طرح آپ کو موت کے وقت کی خبر نہیں مجھ کو بھی خبر نہیں جب عرش کے نیچے سے مجھ کو کاغذ ملتا ہے اسوقت جس کا نام اُس میں لکھا رہتا ہے اس کی روح قبض کرتا ہوں۔ ایسی ہی روایت ہے معمر سے اور ابن جریج سے روایت ہے کہ پروردگار کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ فلاں کی روح فلاں وقت قبض کرو۔

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ ایک فرشتہ نے پروردگار سے حکم چاہا کہ میں ادریس پیغمبرؑ سے ملاقات کروں جب اس کو اجازت ملی تو حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آئے اور سلام کیا آپ نے پوچھا تم کو ملک الموت سے ملاقات ہوتی ہے کہا وہ میرے دوست ہیں آپ نے فرمایا تم اُن کے ذریعہ سے مجھ کو کچھ نفع پہنچا سکتے ہو کہا کہ موت کے وقت کی کمی بیشی میں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا لیکن ان سے گفتگو کروں گا کہ آپ کو موت کیوقت آسانی کریں پھر فرشتہ نے کہا آپ میرے بازو پر سوار ہوں آپ سوار ہو گئے فرشتہ اڑا اور ساتوں آسمان کے اوپر لے جا کر ملک الموت سے ملاقات کی اور کہا آپ سے مجھ کو کچھ کہنا ہے ملک الموت نے کہا میں جانتا ہوں کہ ادریسؑ کے بارے میں کہو گے ان کا نام زندوں کے دفتر سے مٹا دیا گیا ہے اور اب اُن کی عمر پلک مارنے کے آدھا حصہ باقی ہے اسیوقت فرشتہ کے بازو میں حضرت ادریس علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

روایت ہے جابر بن زیدؓ سے کہ پہلے زمانہ میں ملک الموت ناگاہ آکر روح قبض کرتے تھے

آدمیوں کو کسی قسم کی بیماری نہ ہوتی تھی لوگوں نے ملک الموت کو گالیاں دینی شروع کیں اور لعنت کرنے لگے ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تب اللہ تعالیٰ نے بیماری کو پیدا کیا اور سب لوگ بیماری میں مبتلا ہو کر مرنے لگے اور ملک الموت کو بھول گئے اور کہنے لگے کہ فلاں بیماری میں انتقال کیا۔

روایت کی ہے احمد اور بزار اور حاکمؒ نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملک الموت پہلے آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آتے اور روح قبض کرتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ بہت غصہ والے پیغمبر تھے ملک الموت کو گھونسا مارا ایک آنکھ ان کی جاتی رہی ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ اللہ تیرے بندہ موسیٰ نے میری آنکھ اندھی کر دی اگر تو نے اُن کو اپنی بزرگی عطا فرمائی ہوتی تو میں بھی اُن پر تکلیف ڈالتا حکم ہوا کہ میرے بندہ موسیٰ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر وہ ابھی زندہ رہنا چاہتے ہوں تو ایک گائے کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیں جسقدر بال ان کے ہاتھ کے نیچے ہوں گے اتنے برس دنیا میں زندہ رکھوں گا ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس آئے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا آپ نے فرمایا اس کے بعد کیا ہوگا کہا پھر موت ہے آپ نے فرمایا تو ابھی قبض کر دو ملک الموت نے آپ کو سونگھا اور روح قبض کی اللہ تعالیٰ نے آنکھ درست کر دی اس کے واقعہ کے بعد سے ملک الموت چھپ کر آنے لگے۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت داؤد بہت شرم و حیا والے تھے جب باہر جاتے تو دروازہ بند کر دیتے تھے ایکدن گھر سے دروازہ بند کر کے نکلے جب واپس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ گھر کے اندر ایک شخص کھڑا ہے آپ نے پوچھا تو کون ہے کہا میں وہ شخص ہوں کہ بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور دربان مجھ کو اندر جانے سے نہیں روک سکتے آپ نے فرمایا قسم خدا کی تم ملک الموت ہو تم اللہ تعالیٰ کا حکم لائے ہو یہ کہہ کر اسی جگہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی۔

روایت کیا طبرانی نے حسینؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرض الموت میں جبرئیل علیہ السلام حال دریافت کرنے کے لئے نازل ہوئے اور پوچھا آپ کا مزاج کیسا ہے فرمایا اے

جبرئیل مرض کی تکلیف زیادہ ہے اس درمیان میں ملک الموت نے دروازے پر آواز دی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی جبرئیل نے کہا اے محمدؐ یہ ملک الموت ہیں آپ کے پاس آنیکی اجازت طلب کرتے ہیں اس سے پہلے کسی سے اجازت نہ چاہی اور آپ کیبعد بھی کسی سے اجازت نہ چاہیں گے آپ نے فرمایا اندر آنے کی اجازت دو۔ جبرئیل نے اجازت دی ملک الموت سامنے آکر کھڑے ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ آپکی تابعداری کروں پس اگر آپ اجازت دیں کہ میں آپکی روح قبض کروں تو قبض کرونگا اور اگر اجازت نہ دیں تو قبض نہ کروں گا آپ نے فرمایا اے ملک الموت کیا تم ایسا کروگے کہا ہاں یارسول اللہ، اللہ نے مجھ کو ایسا ہی حکم دیا ہے پھر جبرئیل نے آپ سے کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ملک الموت اللہ کے حکم کی تعمیل کرو ملک الموت نے آپکی روح قبض کی۔

روایت ہے عطاء بن یسارؒ سے کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ ملک الموت ہر روز پانچ بار لوگوں کو تلاش نہ کرتے ہوں کہ ان میں کوئی ایسا ہے جس کی روح قبض کروں۔ کعب سے بھی روایت ہے کہ ہر گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر سات بار نظر کرتے ہیں کہ کوئی ایسا ہے جسکی روح قبض کروں۔

روایت ثابت بن بنانی روایت کرتے ہیں کہ رات دن چوبیس گھنٹہ کا ہوتا ہے کوئی گھڑی ایسی نہیں گذرتی کہ ملک الموت لوگوں پر گذر نہ کرتے ہوں پھر اگر قبض روح کا حکم ہوا ہے تو قبض کرتے ہیں نہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ابن نجار نے تاریخ بغداد میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ملک الموت روزانہ ہر ایک کے چہرہ کو ستر بار دیکھتے ہیں اور جس کی روح قبض کرنے کیواسطے گئے ہیں اگر وہ ہنستا ہے تو کہتے ہیں ہائے تعجب ہے اس کی روح قبض کرونگا اور یہ ہنستا ہے۔

روایت ہے ابی امامہؓ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ملک الموت کو تمام ارواح کے قبض کرنے پر مقرر کیا ہے سوائے شہداء بحر کے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی ارواح قبض کرتا ہے۔ شہداء بحر وہ لوگ ہیں جو حج کرنے کے واسطے سمندر کی راہ سے روانہ ہوئے اور راستہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔

روایت ہے براء بن عازبؓ سے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازہ کے لئے روانہ ہوئے اور قبرستان میں پہنچے اور ابتک لاش قبر میں

نہیں اتاری گئی تھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہم لوگ بھی آپ کے گرد سر جھکائے بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اُس سے زمین کریدتے تھے پھر آپ نے سر اٹھایا اور دو بار یا تین بار فرمایا کہ اللہ کے ساتھ پناہ مانگو عذاب قبر سے پھر فرمایا جب مومن دنیا سے گذرتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آسمان سے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اُن کے چہرے آفتاب کے مثل سفید اور نورانی ہوتے ہیں اپنے ساتھ جنت سے کفن اور خوشبو لاتے ہیں اور اس کے سامنے جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے بیٹھتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں اے پاک نفس بدن سے باہر آ اور پروردگار کی طرف روانہ ہو پس روح ایسی آسانی سے نکل آتی ہے۔ جیسے مشک سے پانی کا قطرہ ٹپکتا ہے (چاہے تم کو اس کیخلاف کچھ اور نظر آتا ہو یعنی ظاہراً اُس کو تکلیف دکرب میں دیکھتے ہو) اور ملک الموت روح کو لیتے ہیں اور فوراً فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور جنت کا کفن پہناتے ہیں اور جنت کی خوشبو لگاتے ہیں اب اُس سے مُشک سے زیادہ خوشبو نکلتی ہے اور اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ جب کسی فرشتہ کی جماعت سے ملاقات ہوتی ہے تو کہتے ہیں یہ کس کی مبارک روح ہے یہ لوگ کہتے ہیں فلاں بن فلاں کی روح ہے اور دنیا میں اس کا جو نام تھا عمدگی کے ساتھ وہ نام لیتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں جب دروازہ کھلتا ہے تو اس آسمان کے سب فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اور اس کا بھی دروازہ کھلواتے ہیں اس آسمان کے بھی سب فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ جب اُسیطرح ساتوں آسمان طے کرتے ہیں تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال علیین میں لکھو اس کو (یعنی اس کی روح مثالی کو) زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے اس کو مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں ملاؤں گا اور اسی سے دوبارہ اٹھاؤں گا۔ پس اس کی روح مثالی جسم مثالی میں ڈالی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر پوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے یہ اللہ کے رسول ہیں پھر دونوں فرشتے

اس سے پوچھتے ہیں تو نے اُن کو کس طرح پہچانا وہ کہتا ہے میں نے قرآن پڑھا اور ان پر ایمان لایا اور ان کی سچائی کو معلوم کیا تب آسمان سے ایک منادی پکارے گا کہ سچ کہا میرے بندے نے اس کیواسطے جنت کا فرش بچھاؤ اور جنت کا لباس اُس کو پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کا دروازہ کھول دو تا کہ جنت کی ہوا اور خوشبو آوے اور اس کی قبر جہاں تک نگاہ جاوے گی کشادہ کر دی جائے گی پھر اس کے پاس ایک مرد آئے گا۔ نورانی چہرہ عمدہ لباس خوشبو والا اور کہے گا تجھ کو مبارک ہو یہ آرام اور اسی دن کا وعدہ دنیا میں تجھ سے کیا گیا۔ وہ پوچھے گا تم کون ہو تمہارے چہرہ سے نیکی برستی ہے وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں جو تو نے دنیا میں اللہ کے واسطے کیا تھا۔ مردہ کہے گا اے رب قیامت قائم کر قیامت قائم کر تا کہ میں اپنے گھر کے لوگوں سے جلد ملاقات کروں اور اپنی خیریت بیان کروں (یعنی جسمانی راحت و آرام میں ہر طرح مشغول ہوں گو جسم مثالی میں روح مثالی حالت برزخ میں بھی چین اور راحت میں رہتی ہے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافر دنیا سے گذرتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آسمان سے فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں سیاہ چہرے والے کمل لئے ہوئے اور میت کے سامنے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے بیٹھتے ہیں پھر ملک الموت آکر اس کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث روح بدن سے باہر نکل اور اللہ کے غضب اور غصّہ کی طرف چل اس کی روح بدن کے اندر گھستی ہے ملک الموت سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی کانٹے دار سیخ کو ریشم میں ڈال کر کھینچیں۔ جب روح نکل آتی ہے تو فوراً کمل میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے سڑے ہوئے مردار سے بھی زیادہ خراب بدبو نکلتی ہے پھر اس کو آسمان کیطرف لے جاتے ہیں جب فرشتوں کی جماعت پر گذرتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی خبیث روح ہے اور دنیا میں جو نام اس کا تھا اس سے بدتر نام اس کا بتاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ اس کے واسطے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اُس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ یعنی ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے پھر اللہ تعالےٰ کا حکم ہوگا اس کا نامۂ اعمال سجین میں لکھو جو سب سے نیچے زمین کے اندر ہے پھر اس

کی روح سجین کی طرف ڈالدی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ ۝ یعنی جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا اور چڑیوں نے اس کو نوچنا شروع کیا یا اس کو ہوا نے گہری خندق میں ڈالدیا۔ اس کے بعد اس کی روح مثالی اس کے جسم مثالی میں ڈالی جائے گی اور دو فرشتے اس کے پاس آکر اس کو بٹھائیں گے اور پوچھیں گے تیرا رب کون ہے وہ کہیگا ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھیں گے دین کیا ہے۔ وہ کہیگا ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھیں گے یہ کون شخص ہیں جو پیغمبر بنا کر تمہارے پاس بھیجے گئے تھے وہ کہیگا ہائے ہائے میں نہیں جانتا اسوقت آسمان سے منادی پکارے گا کہ جھوٹا ہے میرا بندہ اس کے واسطے آگ کا فرش بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھولدو پس دوزخ کی گرمی اور تیزی اُس کو پہنچے گی اور اس کی قبر تنگ ہو گی اس طرح پر کہ اس کی پسلیاں چور چور ہو جائیں گی اور اس کے پاس ایک شخص بدصورت بدتر لباس بدبودار آوے گا اور کہے گا یہ عذاب تجھ کو مبارک ہو اسی دن کا وعدہ دنیا میں جو تجھ سے کیا گیا تھا یہ پوچھے گا تو کون شخص ہے تیرے چہرے سے برائی نکلتی ہے وہ کہے گا اے رب قیامت نہ آوے (تاکہ عذاب جسمانی حقیقی سے بچا رہوں گو جسم مثالی پر عالم برزخ میں بھی عذاب ہوتا ہے چنانچہ حدیث ہے۔ من مات فقد قامت قیامتہ (یعنی مرنے کے بعد ہی مردے کو عذاب و ثواب شروع ہو جاتا ہے گو جسم مثالی پر ہو۔)

روایت کی ہے ابو یعلی اور ابن ابی الدنیا نے تمیم داریؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ ملک الموت کو کہ میرا ایک دوست ہے میں نے اس کو آرام اور تکلیف میں مبتلا کر کے اس کا امتحان کر لیا ہے وہ ہر حالت میں مجھ کو دوست رکھتا ہے تو اس کے پاس جاتا ہے کہ دنیا کے رنج و مصیبت سے اس کو آرام دوں ملک الموت پانسو فرشتے لے کر اُس کے پاس جائیں گے اُن کے پاس اس کا کفن اور خوشبودار پھولوں کا گلدستہ ہو گا جس کی ایک جڑ ہو گی اور اس کے سرے پر بیسیوں رنگ کے خوشبودار پھول ہوں گے اور ہر پھول کی خوشبو جدا جدا ہو گی اور ان کے پاس سفید حریر ہو گا اور خالص مشک ہو گا ملک الموت اُن

کے سرہانے بیٹھیں گے باقی فرشتے چاروں طرف سے اُس کو گھیر کر بیٹھیں گے اور اپنے ہاتھ اس کے اعضاء پر رکھیں گے اور حریر اُس کے پیر سے گردن تک اٹھائیں گے۔ اور مشک کی خوشبو سے معطر کریں گے پھر جنت کی طرف دروازہ کھولیں گے اور اس کی روح کو جنت کا شوق دلایا جائے گا کہ یہ تمہارا گھر ہے یہ تمہاری حوریں ہیں یہ تمہارا لباس ہے یہ تمہارے کھانے کے پھل ہیں جس طرح لڑکے روتے ہیں تو ان کو بہلایا جاتا ہے اور جنت کی حوریں بھی اس کی طرف جھکیں گی یہ حال دیکھ کر اس کی روح نکلنے کیواسطے بیقرار ہو گی تب ملک الموت کہیں گے اے پاک روح بدن سے باہر آ اور اپنے رب کیطرف سیر کر اور بے خار بیریوں کی طرف اور تہ بتہ کیلوں کی طرف اور لمبے لمبے سایہ کی طرف اور چلتے ہوئے پانی کی طرف چل آپ نے فرمایا اسوقت ملک الموت ایسی نرمی اور مہربانی کرتے ہیں کہ ماں بھی اپنے بچے پر اسقدر مہربان نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ روح اللہ کے دوست کی ہے اللہ اس پر مہربان اور راضی ہے پھر ملک الموت اس کی روح اس طرح نکالیں گے جیسے آٹے کے خمیر سے بال نکال لیتے ہیں جب روح نکلے گی سب فرشتے کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی تم پر سلام ہے تم جنت میں داخل ہو اپنے عمل کے سبب سے۔ جب ملک الموت روح قبض کر لیں گے تو روح بدن سے کہے گی اللہ تجھ کو نیک بدلہ دے کہ اس کی عبادت کرنے میں تو میرا مددگار تھا اور برائی کی طرف سے مجھ کو روکتا تھا آج کا دن تجھ کو مبارک ہو تو نے نجات پائی اور مجھ کو بھی نجات دی اس طرح بدن بھی روح سے کہے گا۔ آپ نے فرمایا اسوقت اس میت کے انتقال ہونے پر چالیس[۴] دن تک زمین کا ہر حصہ روئے گا۔ جس پر اس نے عبادت کی تھی اور آسمان کے وہ سب دروازے روئیں گے جن سے اس کے نیک عمل اوپر کو جاتے تھے اور جن سے اس کی روزی نازل ہوتی تھی۔ پھر وہ پانسو فرشتے اس کی لاش کے پاس کھڑے ہوں گے اور جب اس کو اٹھانے اور غسل دینے کیواسطے کروٹ کرنا چاہیں گے تو فرشتے جو شریک ہیں کروٹ دیں گے اور جب کفن پہنانا چاہیں تو فرشتے کفن پہنا دیں گے اور خوشبو لگا دیں گے اور اس کے مکان سے قبر تک دونوں طرف فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے اور استغفار پڑھتے رہیں گے اسوقت ابلیس ملعون افسوس کر کے اس سختی سے چیختا ہے[۱] کہ اس کی بعض

ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ اے کمبختو تمہارے مکر سے یہ بندہ کیونکر بچ گیا اس کے لشکری جواب دیں گے کہ وہ معصوم تھا اور اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے تھے جب ملک الموت اس کی روح لیکر آسمان پر پہنچیں گے تو جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر استقبال کو آئیں گے اور سب فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری دیں گے پھر جب ملک الموت عرش تک پہنچیں گے تو سجدہ کریں گے اللہ تعالے ملک الموت کو حکم دیگا کہ اس روح کو لے جاؤ اور قیامت آنے تک اس کو قبر میں رکھو۔ یہ تو روح کا حال ہوا اور جسم کا حال یہ ہوگا کہ جب قبر میں دفن کر کے واپس آتے ہیں تو نماز اس کے داہنے طرف آتی ہے اور روزہ بائیں طرف اور قرآن اور وظیفہ سر کی طرف اور نماز کیواسطے مسجد کا آنا جانا پیر کی طرف اور صبر قبر کے باہر رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے داہنی طرف سے عذاب مردہ کے پاس آتا ہے تو نماز کہتی ہے دور ہو اس طرف سے تیرا راستہ نہیں ہے قسم خدا کی اس نے تمام عمر کوشش کی تھی اب آرام پایا ہے جب کہ قبر میں آیا۔ بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو روزہ بھی اسیطرح کہتا ہے سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن اور وظیفہ بھی یہی جواب دیتا ہے۔ پیر کی طرف سے آتا ہے تو بھی ایسا ہی جواب پاتا ہے جب ہر طرف سے عاجز ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ عبادت نے ہر طرف سے اس کی حفاظت کی ہے واپس چلا جاتا ہے پھر صبر تمام عبادت سے کہتا ہے (جو کہ خاموش تھا) اگر تم سب عاجز ہو جاتے تو میں تنہا اس کا ساتھ دیتا اور عذاب کو دفع کرتا اب پل صراط اور میزان پر اپنا کام کروں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالے دو فرشتے قبر میں بھیجتا ہے ان کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اُن کی آواز بجلی کی کڑک کے مثل ہے اُن کے دانت گائے کی سینگ کی طرح ہیں اُن کی سانس سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے اُن کے تمام بدن پر بہت بال ہیں اُن کے دو مونڈھوں کے درمیان بہت زمانہ کا راستہ ہے اُن کے دل میں مومنوں کے سوا اور کسی کے لئے رحم نہیں ہے ایک کا منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے دونوں کے ہاتھ میں اتنا بھاری گرز ہے کہ اگر تمام جن و انسان جمع ہو کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں یہ دونوں فرشتے میت سے کہتے ہیں بیٹھ وہ بیٹھتا اور اس کی کفن کمر تک اتر جاتی ہے پھر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرے نبیؐ کون ہیں۔ میت کہتی ہے میرا رب اللہ

ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور دین میرا اسلام ہے اور نبی میرے محمدؐ ہیں۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تونے سچ کہا پھر قبر کو چاروں طرف سے پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں اوپر دیکھ جب میت اوپر نظر کرتی ہے تو جنت کو دیکھتی ہے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے دوست یہ تمہارا گھر ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اسوقت میت کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہوگی جو کبھی نہ نکلے گی پھر فرشتے کہیں گے نیچے دیکھ جب نیچے نظر کرتی ہے تو دوزخ دیکھتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے دوست تونے اس سے نجات پائی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اسوقت میت کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہوگی جو کبھی نہ نکلے گی پھر اس کے لیئے جنت کے ستہتر دروازے کھولدیئے جائیں گے جس سے جنت کی خوشبو اور ٹھنڈک قیامت تک آتی رہے گی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمائیگا اللہ تعالیٰ ملک الموت سے کہ میرے دشمن کی طرف جاتا کہ آج میں اس سے بدلا لوں یہ نے دنیا میں اس کی روزی زیادہ کی اور ہر قسم کی نعمتیں اس کو دیں مگر اس نے میری نافرمانی کی ملک الموت اُس کے پاس ایسی بدصورت میں جائیں گے کہ کسی نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی ہوگی بارہ آنکھیں ہوگی ان کے ساتھ لوہے کی سیخ ہوگی جس میں بہت سے سرکانٹے دار ہوں گے پانسو فرشتے ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کے ساتھ دوزخ کا کوئلہ اور دھواں ہوگا اور کوڑا ہوگا جس میں سے آگ کا شعلہ نکلتا ہوگا ملک الموت سیخ کو اس بدن میں ڈالیں گے سیخ کا ہر ایک سر اس کے ہر بال کی جڑ میں اندر تک گھس جائے گا اور ہر رگ و ریشہ کو پکڑلے گا پھر ملک الموت رگ و ریشہ کو اس میں مضبوط کر کے لپٹیں گے اور کھینچیں گے اس کی روح قدم کے ناخن سے نکال کر ایڑی کی طرف لے جائیں گے اسوقت خدا کا دشمن سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اور فرشتے کوڑوں سے اس کے منہ پر اور پیٹھ پر ماریں گے پھر ملک الموت روح کھینچیں گے اور زانو تک لادیں گے اور فرشتے کوڑوں سے ماریں گے اسیطرح کمر تک اور سینہ تک اور حلق تک مارتے ہوئے اس کی روح کھینچیں گے پھر دھواں اور کوئلہ اس کے حلق پر رکھ کر عذاب کریں گے اور ملک الموت کہیں گے اے روح خبیث ملعون

بدن سے نکل اور گرمی اور آگ کی طرف روانہ ہو جب روح نکلتی ہے تو بدن سے کہتی ہے تجھ کو خدا برباد کرے تو دنیا میں مجھ کو خدا کی نافرمانی کی طرف لے جاتا تھا اور عبادت سے روکتا تھا تو آپ ہلاک ہوا اور مجھ کو بھی ہلاک کیا بدن بھی اسیطرح کہتا ہے اور لعنت کرتا ہے اور جس جس زمین پر اللہ کی نافرمانی کی وہ زمین اس پر لعنت کرتی ہے اسوقت ابلیس کی فوج ابلیس کے پاس جاکر خوشخبری سناتی ہے کہ ہم لوگوں نے ایک بنی آدم کو دوزخ میں ڈلوایا۔ جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر تنگ ہو کر آپس میں مل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی ہڈی پسلی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ داہنی طرف کی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں طرف کی پسلیاں داہنی طرف مل جاتی ہیں اور اللہ تعالےٰ اس کی طرف بہت سے اژدہے بھیجیگا وہ اس کو کاٹتے رہیں گے پھر اللہ تعالےٰ دو فرشتے بھیجیگا وہ پوچھیں گے تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرے نبی کون ہیں یہ کہے گا میں نہیں جانتا وہ کہیں گے تو نے نہ جانا اور نہ پڑھا پھر ایسی مار ماریں گے کہ قبر آگ کے شعلہ سے بھر جائیگی اور کہیں گے اوپر کی طرف نظر کر۔ تو جنت کو دیکھے گا۔ فرشتے کہیں گے اے خدا کے دشمن اگر تو اللہ کا حکم بجالاتا تو یہ تیری جگہ ہوتی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کے دل میں اس قدر افسوس داخل ہوگا جو کبھی نہ نکلے گا اور ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھولدیں گے اور اس سے کہیں گے اے خدا کے دشمن جب تو نے اللہ کی نافرمانی کی تو یہ تیری جگہ ہے اور اس کی طرف ستہتر دروازے دوزخ کے کھولے جائیں گے اس سے دوزخ کی تیزی اور گرمی قیامت تک آتی رہے گی۔

روایت ہے ابو سعید خدریؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا اور دنیا سے اُٹھتا ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوتی ہے ان کے چہرے آفتاب کے مثل چمکتے ہیں اپنے ساتھ جنت سے کفن اور خوشبو لاتے ہیں اور میت کے سامنے جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے بیٹھتے ہیں جب اس کی روح نکلتی ہے تو جتنے فرشتے آسمان و زمین کے درمیان میں ہیں سب اس پر نماز پڑھتے ہیں۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مومن کی روح

قبض کی جاتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید کپڑا ریشمی جنت سے لاتے ہیں اور کہتے ہیں اے روح بدن سے باہر نکل آ تجھ سے اللہ راضی ہے اور تو اللہ سے راضی ہے روح نکلتی ہے اور اُس سے مشک سے اچھی خوشبو آتی ہے پھر فرشتے ہاتھوں ہاتھ اس کو لیتے ہیں اور اس کو خوشبو سونگھتے ہیں یہاں تک کہ پہلے آسمان کے دروازہ تک لاتے ہیں وہاں کے فرشتے کہتے ہیں یہ خوشبو جو زمین کی طرف سے آتی ہے کتنی اچھی ہے اسیطرح ہر آسمان پر جب پہنچتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں اور ساتوں آسمان کے اوپر مومنوں کی ارواح کی جگہ پر اس کو لاتے ہیں تو جسقدر کھوئے ہوئے آدمی مل جانے سے گھر کے لوگ خوش ہوتے ہیں اُس سے بھی زیادہ مومنوں کی ارواح اُس کو دیکھ کر خوش ہوتی ہیں اور اس سے پوچھتی ہیں کہ فلاں کیا کرتا ہے پھر آواز آتی ہے کہ ٹھہر جاؤ ذرا آرام لینے دو ابھی اس نے دنیا کی مصیبت اور رنج سے نجات پائی ہے یہ روح جواب دیتی کہ اُس کا انتقال ہو چکا گیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا یہ کہتے ہیں افسوس کہ وہ اپنے نیچے کے ٹھکانے پر گیا اور جب کافر کی روح قبض کی جاتی ہے تو عذاب کے فرشتے ٹمل لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں نکل اے خبیث روح اللہ کے غضب اور عذاب کی طرف تو اللہ سے خوش نہ تھی اللہ تجھ سے ناخوش ہے اور تجھ پر غضب ناک ہے پس روح نکلتی ہے اور سڑے مُردار سے بھی زیادہ بدبو اس سے نکلتی ہے پھر اس کو زمین کے دروازے تک لے جاتے ہیں تو وہاں کے فرشتے کہتے ہیں کسقدر سخت بدبو ہے اسیطرح ساتوں زمین کے جس دروازہ تک پہنچتے ہیں وہاں کے فرشتے کہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو وہاں لے جاتے ہیں جہاں کافروں کی ارواح رہتی ہیں۔

روایت ہے عبداللہ بن عمیرؓ سے کہ جب مومن اللہ کی راہ میں شہید ہوتا ہے تو اُس کے خون کے اوّل قطرے سے جو زمین پر گرتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کے تمام گناہ بخشد یتا ہے اور جنت سے کپڑا بھیجتا ہے اسی میں اس کی روح قبض کی جاتی ہے اور جنت سے ایک جسم (مثالی) بھیجتا ہے اس میں اس کی روح آجاتی ہے اور فرشتوں کے ساتھ آسمان پر جاتا ہے اور فرشتوں میں ایسا مل جاتا ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ اصل ہی یہ فرشتہ ہے اور اللہ کے پاس جا کر سجدہ کرتا ہے اس کے بعد سب فرشتے سجدہ کرتے ہیں اور اس کی مغفرت ہوتی ہے اور پاک د

صاف کیا جاتا ہے پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کو شہیدوں کے پاس لے جاؤ سبز باغ میں جہاں
حریر کے گنبد بنے ہیں یہاں گائے اور مچھلیاں ہیں یہ دونوں ہر روز شہیدوں کو ایسی غذا کھلاتے
ہیں کہ اس کے پہلے انھوں نے کبھی نہ کھائی تھی یہ مچھلیاں تمام دن جنت کی نہروں میں سیر
کرتی ہیں اور جنت کی خوشبو کی چیزیں کھاتی ہیں۔ شام کو گائے اپنی سینگ سے اُن کو ذبح
کرتی ہے اور پک کر تیار ہوتی ہے جب شہدا اس کو کھاتے ہیں تو ان کے گوشت میں جنت
کی کل خوشبو پاتے ہیں اور گائے تمام رات جنت میں چرتی ہے اور جنت میں ہر قسم کے میوے
کھاتی ہے صبح مچھلیاں اپنے دُم سے اس کو ذبح کرتی ہیں اور پک کر تیار ہوتی ہے جب اس
کا گوشت کھاتے ہیں تو اس میں جنت کے کُل پھلوں کا مزہ پاتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ مومن
کی روح قبض کرتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے اُن کے پاس جنت کا کپڑا اور جنت
کی خوشبو ہوتی ہے یہ کہتے ہیں اے پاک روح بدن سے باہر آ اور اپنے پروردگار کی طرف
جو تجھ سے راضی ہے روانہ ہو۔ اسوقت روح جسم سے نکلتی ہے اُس سے مشک خالص سے
بھی زیادہ خوشبو آتی ہے اور آسمان کے کنارے فرشتے صف باندھ کر کھڑے رہتے ہیں، اور
کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے پاک روح آتی ہے ہر آسمان کا دروازہ اس کے واسطے
کھولا جاتا ہے اور ہر آسمان کے فرشتے اس کے لئے اللہ سے رحمت کی دعا
کرتے ہیں اور سفارش کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کو رب کے پاس لاتے ہیں اور سجدہ کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اے رب یہ تیرا فلاں بندہ ہے تو جانتا ہے کہ ہم نے اس کی روح قبض کی
ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کو سجدہ کرنے کے لئے کہو روح سجدہ میں جاتی ہے، اور
میکائیل کو حکم ہوتا ہے اس کی روح کو مومنوں کی ارواح کے ساتھ رکھو قیامت کے دن
اس کا حال تم سے پوچھوں گا پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کو قبر میں لے جاؤ اور قبر ستر گز طول میں
اور ستر گز عرض میں کشادہ کی جاتی ہے اور اس میں حریر کا فرش بچھاتے ہیں اور خوشبو سے
معطر کرتے ہیں پھر اگر اُس نے قرآن شریف کی تلاوت کی ہے تو اس کا نور قبر کو منور کرتا ہے
اور اگر قرآن کی تلاوت نہیں کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں آفتاب کی روشنی کے مثل نور
دیتا ہے اور جنت کیطرف دروازہ کھولا جاتا ہے یہ صبح و شام اپنے رہنے کی جگہ جنت میں

دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کافر کی روح قبض کرتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے
اُن کے ساتھ کمّل رہتا ہے جو دنیا کی کل بدبودار چیزوں سے زیادہ بدبو کرتا ہے اور سب چیزوں
سے زیادہ سخت اور کانٹے دار ہوتا ہے فرشتے کہتے ہیں اے خبیث روح بدن سے نکل
اور دوزخ کے عذاب کی طرف اور اللہ کے غضب کیطرف چل روح نکلتی ہے اور اس سے
بہت بدتر بدبو پیدا ہوتی ہے اور آسمان کے کنارے فرشتے کھڑے رہتے ہیں اور کہتے ہیں
سبحان اللہ زمین سے مردار اور خبیث روح آتی ہے اس کے واسطے آسمان کا دروازہ نہ کھولا
جائے ۔ پھر قبر میں ڈال دی جاتی ہے اور قبر تنگ ہوتی ہے اور اس میں اژدھے بھر دیئے
جاتے ہیں کل اژدھے مثل اونٹ کی گردن کے ہوتے ہیں ۔ اور اس کا گوشت اور ہڈیاں کھاتے
ہیں پھر فرشتے آتے ہیں اور وہ بہرے ہیں یعنی اس کی فریاد نہیں سنتے کہ رحم کریں اور اندھے
ہیں یعنی اس کو دیکھ کر ترس نہیں کھاتے اُن کے پاس بھاری گُرز ہوتے ہیں اُس سے مارتے
ہیں اور دوزخ کی طرف کا دروازہ کھولدیتے ہیں ۔ اس روایت کو ہنّاد بن سری نے کتاب
الزھد میں اور عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے
اور اس کے سب راوی معتبر اور ثقہ ہیں ۔

روایت ہے حضرت معاویہؓ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص بہت بدکار تھا رات کو گناہ کے کام میں رہتا تھا اس نے ستانوے
آدمی کو بیگناہ قتل کیا اور ایک روز اپنے گھر سے نکلا اور ایک عبادت خانہ میں جاکر عابد سے
کہا اگر کوئی شخص ستانوے آدمی کو بیگناہ قتل کردے تو اس کے توبہ کی کوئی صورت ہے یا
نہیں اس نے جواب دیا نہیں تو اس نے اس عابد کو بھی قتل کیا پھر دوسرے عابد کے پاس گیا
اس سے بھی یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا اس نے اس عابد کو بھی قتل کیا۔ پھر تیسرے عابد
کے پاس گیا اس سے بھی یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا اُس نے اس کو بھی قتل کیا پھر چوتھے
عابد کے پاس گیا اس سے بھی یہی سوال کیا کہ ایک شخص نے ہر قسم کا گناہ کیا اور ایک سو ایک
آدمی کو بیگناہ قتل کیا اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے یا نہیں ۔ عابد نے جواب دیا قسم خدا کی
اگر میں یہ کہوں کہ اللہ توبہ نہیں قبول کرے گا تو میں جھوٹا ہوں ۔ سامنے عبادت خانہ ہے

وہاں اللہ کے بندے عبادت کرتے ہیں تو بھی وہاں جاکر اُن کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔ وہ شخص شرمندہ ہوکر توبہ کرتا ہوا عبادت خانہ کی طرف روانہ ہوا جب آدھے راستہ کے قریب پہنچا ملک الموت آئے اور اس کی روح کو قبض کیا اب عذاب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے آئے اور آپس میں جھگڑنے لگے عذاب کے فرشتوں نے اس کو عذاب کرنا چاہا اور رحمت کے فرشتوں نے آرام دینا چاہا اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیواسطے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا کہ اختلاف نہ کرو بلکہ جہاں سے یہ شخص آیا ہے اور جہاں جاتا ہے ان دونوں بستی کوناپ لو جو بستی اس کے قریب پڑے اسی میں اس کو شمار کرو۔ فرشتوں نے دونوں کیطرف زمین ناپی تو عابدوں کے بستی کے قریب بقدر ایک انگلی کے پایا اللہ تعالیٰ نے اس کے سب گناہ بخش دیئے اور بخاری کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں طرف کی زمین کو حکم دیا تو جہاں سے وہ آتا تھا وہ زمین زیادہ ہو گئی اور عابدوں کی طرف کی زمین گھٹ گئی۔ اس حدیث کو ابو عمرو اور مقدام بن معدیکرب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ مومن کی روح قبض نہیں کی جاتی جب تک خوش کرنیوالی چیزوں کو نہ دیکھ لے جب قبض کرکے لے جاتے ہیں تو میت پکار کر کہتی ہے کہ مجھ کو ارحم الراحمین کی طرف جلد لے چلو تو اس کے گھر میں جتنے جانور چھوٹے بڑے ہیں اس کی آواز سنتے ہیں سوائے انسان اور جن کے پھر جب قبرستان میں لے جانے کیواسطے چارپائی پر رکھا جاتا تو میت کہتی ہے کیوں آہستہ آہستہ لیجاتے ہو جب لحد میں رکھ کر قبر برابر کرتے ہیں تو مُردہ بیٹھتا ہے اور جنت میں اپنے رہنے کی جگہ دیکھتا ہے اور جن چیزوں کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا اُن سب کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر اچھی چیزوں سے اور خوشبو اور مشک سے بھر دی جاتی ہے یہ دیکھ کر کہتا ہے اے رب مجھ کو آگے لے چل یعنی جنت میں داخل کر غیب سے آواز آتی ہے کہ ذرا ٹھہر جا اب تک تیرے بھائی اور بہنیں نہیں آئی ہیں آرام سے سوجا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی آسودہ حال والا ایسی چھوٹی نیند اور میٹھی نیند نہیں سو سکتا یہاں تک کہ جب نیند سے سر اٹھائے گا تو قیامت کا دن ہوگا اور اپنے اعمال کا ثواب دیکھے گا۔

روایت ہے ربیعؒ سے کہ ہم چار بھائی تھے ایک بھائی جس کا نام ربیع تھا ہم سب سے زیادہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا تھا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارے بھائی کا انتقال ہو گیا میں دوڑتا ہوا آیا دیکھا کہ اس کی لاش چادر سے چھپائی ہے میں اپنے بھائی کے سرہانے بیٹھ گیا اور سبحان اللہ اور انا للہ پڑھنے لگا، ناگاہ ربیع نے چادر سے منہ کھول کر کہا السلام علیکم ہم نے کہا وعلیکم السلام اور پوچھا کہ تم نے مرنے کیبعد سلام کیا کہا ہاں میں اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور اسکو راضی اور خوش پایا اور مجھ پر بہت رحمت اور مہربانی کی اور مجھ کو سبز لباس جنت کے ریشمی کپڑوں کا پہنایا تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر نماز جنازہ پڑھنے کے منتظر ہیں تم لوگ جلد میری تجہیز و تکفین کرو اور دیر مت کرو اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا۔ پھر ربیعی نے روایت کیا کہ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ میری اُمت کا ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی دلائل النبوت میں میں اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کی صحت میں شک نہیں ہے۔

روایت ہے ابان بن ابی عیاشؒ سے کہ ہم لوگ مورّق عجلی کے پاس وفات کیوقت حاضر ہوئے جب روح قبض ہو گئی اور چادر اُڑھا دی گئی تو ہم نے دیکھا کہ اُن کے سرہانے سے ایک نور بلند ہوا اور مکان کی چھت سے آسمان تک گیا پھر دیکھا کہ ان کے پیر کی طرف سے ایک نور پہلے نور کے مثل بلند ہوا پھر دیکھا کہ ان کے سینہ سے ایک نور اسیطرح سے بلند ہوا کچھ دیر تک ہم لوگ چپ رہے پھر میت نے چادر سر سے اٹھایا اور کہا تم لوگوں نے کچھ دیکھا ہم لوگوں نے کہا دیکھا اور جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کیا اس نے جواب دیا یہ سورۂ سجدہ کا نور ہے جس کو ہمیشہ رات کو پڑھا کرتا تھا جو نور سر کی طرف سے بلند ہوا ہے اول کی دس آیت کا نور ہے اور جو نور پیر کی طرف سے بلند ہوا ہے وہ آخر کی دس آیت کا نور ہے اور جو نور سینہ سے بلند ہوا وہ اس سورہ کی آیت سجدہ کا نور ہے اس نور نے آسمان تک جاکر میری سفارش کی اور سورۂ تبارک الذی جس کو میں ہر رات پڑھا کرتا تھا وہ میری حفاظت کرتی ہے یہ کہہ کر وہ سرد ہو گئے اس روایت کو جویبر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

روایت ہے مورق عجلی سے کہ ہم لوگ ایک مرد کے پاس گئے وہ موت کی بیہوشی میں تھے

ہم نے دیکھا کہ ایک نور اُن کے سر سے بلند ہوا اور چھت سے اوپر نکل گیا پھر ان کی ناف سے ایک نور نکلا اور پہلے نور کے مثل بلند ہوا اسیطرح اُن کے پیر سے نور نکلا اُس کے بعد وہ ہوش میں آئے ہم نے پوچھا کہ تم سے جو نور نکلا ہے اس کو تم جانتے ہو کہا ہاں جو نور سر سے نکلا ہے وہ الٓمٓ تنزیل کا ہے اور جو نور میری ناف سے نکلا ہے وہ سورہ سجدہ کی آیت کا نور ہے اور جو نور میرے پیر سے نکلا ہے وہ آخیر سورہ سجدہ کا نور ہے ان تینوں نوروں نے اللہ تعالیٰ کے پاس میری شفاعت کی ہے اور تبارک الذی میری حفاظت کرتی ہے ان دونوں سورتوں کو میں ہر رات پڑھا کرتا تھا۔ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب من عاش بعد الموت میں اور اسی طرح روایت کیا ہے ثابت بن بنانی نے مطرف بن عبداللہ کے حال میں۔

روایت ہے حارث غنوی سے کہ ربیعی نے قسم کھائی کہ میں کبھی نہ ہنسوں گا جب تک میں دیکھ نہ لوں گا کہ میرا ٹھکانا کہاں ہے اور عمر بھر کبھی نہ ہنسے پھر موت کے بعد ہنسے اور اسیطرح اُن کے بھائی ربیع نے قسم کھائی کہ میں کبھی نہ ہنسوں گا جب تک میں یہ نہ دیکھ لوں کہ میرا ٹھکانا جنت ہے یا دوزخ حارث کہتے ہیں جس نے اُن کو غسل دیا وہ کہتا تھا کہ وہ غسل دیتے وقت برابر مسکراتے رہے۔

روایت ہے مغیرہؓ سے کہ ایک عورت جس کا نام ردبہ تھا اس نے انتقال کیا جب اُس کے غسل اور کفن سے فارغ ہوئے وہ ہلنے لگی ہم نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا تم لوگوں کو مبارک ہو جس سے تم لوگ ڈرتے تھے اس کو میں نے یہاں آسان دیکھا اور البتہ یہ بات دیکھی کہ جنت میں وہ آدمی داخل نہ ہو گا جس نے اپنے قرابت داروں سے محبت اور میل جول چھوڑ دیا اور جو ہمیشہ شراب پیتا رہا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا۔

روایت ہے بشیرؓ سے کہ میں شہر مدائن میں ایک میت کے پاس گیا دیکھا کہ اس کے شکم پر ایک اینٹ رکھی ہے اور بہت سے آدمی اس کے قریب بیٹھے ہیں، میں بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد وہ گھبرا کر چارپائی سے کود پڑا سب لوگ وہاں سے بھاگ گئے میں نے قریب جا کر پوچھا تیرا کیا حال ہے اور تو نے کیا دیکھا اس نے بیان کیا کہ میں کوفہ میں چند بڈھوں کے پاس جایا کرتا تھا اُن لوگوں نے مجھ کو اپنے مذہب میں کھینچ لیا تھا اور مجھ کو ابوبکرؓ اور عمرؓ پر تبرا میں اپنے

شامل کر لیا تھا بشیر کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا استغفار پڑھ اور اب ایسا کلام نہ کر اس نے جواب دیا کہ اب مجھ کو نفع نہیں ہو سکتا مجھ کو فرشتے دوزخ میں ڈالنے کیواسطے لیجا چکے اور میں نے دوزخ کو دیکھ لیا فرشتوں نے کہا کچھ دیر کیلئے تجھ کو فرصت دی جاتی ہے کہ اپنے ساتھیوں سے اس کا حال بیان کر اور تیرا وہی ٹھکانا ہے یہ کہہ کر گرا اور مر گیا۔

روایت ہے ابن عساکرؒ سے کہ جب ماجشون کا انتقال ہوا تو ان کے لڑکے نے بیان کیا کہ ہم نے غسل کیلئے اُن کو تخت پر رکھا جب غسل دینے والا آیا تو اس نے دیکھا کہ دونوں قدم کے نیچے اگ حرکت کرتی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ دیا چوتھے روز اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا ستو لاؤ ستو پانی میں گھول کر دیا گیا۔ وہ پی گئے پھر ہم لوگوں نے کہا اپنا حال بیان کرو اور جو کچھ دیکھا ہے ہم سے کہو اس نے کہا کہ میری روح کو فرشتے قبض کر کے لے چلے اور جب آسمان طے کر کے ساتویں آسمان پر پہنچے تو ایک شخص نے فرشتوں سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ کون شخص ہے کہا ماجشون ہے انہوں نے کہا ابھی اس کے لانے کا وقت نہیں آیا ابھی تو اس کی عمر اتنے برس اتنے مہینہ باقی ہے پھر مجھ کو وہاں سے نیچے اُتار دیا۔

روایت ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف مرض الموت کی حالت میں بیہوش ہوئے سب نے جانا کہ انتقال ہو گیا اور چادر اڑھا کر چلے گئے جب ہوش ہوا تو کہا میرے پاس دو فرشتے خوفناک سخت دل والے آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ چل اللہ کے پاس تیرا فیصلہ ہو گا اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے پھر دو فرشتے اُن سے ملے یہ دونوں نہایت رحمدل اور مہربان تھے پوچھا اس کو کہاں لے جاتے ہو چھوڑ دو یہ ماں کے پیٹ سے نیک بخت پیدا ہوا ہے، اُس کے بعد دو مہینہ زندہ رہ کر انتقال کیا روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں۔

روایت ہے ابو قلابہؓ سے کہ میرا ایک بھتیجا بدکار تھا وہ بیمار ہوا اور عرصہ تک مریض رہا مگر میں اس کے دیکھنے کو نہ گیا۔ ایک روز بازار گیا دل میں خیال ہوا کہ وہ میرا بھتیجا ہے اُس کا کام اللہ کے اختیار میں ہے میں اس کے پاس گیا اور تمام رات اُس کے نزدیک رہا ناگاہ دیکھا کہ دو سیاہ فرشتے کلہاڑی لئے ہوئے چھت سے اُترے ایک نے دوسرے سے کہا اس کے پاس جا کر دیکھو کچھ نیک عمل ہے یا نہیں وہ میرے بھتیجے کے قریب آیا اور اُس کے سر کو

سونگھا سر میں قرآن شریف کو نہ پایا اور اس کے پیٹ کو سونگھا ایکدن بھی اس کو روزہ دار نہ پایا اور اس کے پانوں کو سونگھا اُس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے نہ پایا نہ نماز کیواسطے مسجد کی طرف جاتے پایا۔ اُس کے بعد اس کا دوسرا ساتھی آیا اور اس کے سر کو سونگھا اور پیٹ کو سونگھا اور دونوں پانوں کو سونگھا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا ہائے تعجب یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہے اور اس میں ایک صفت بھی ان صفتوں میں سے نہیں ہے اُس کو دوبارہ دیکھا اور اُس کا منہ کھول کر زبان کو دبایا اور اپنے ساتھی سے کہا سبحان اللہ اس نے ایک بار شہر انطاکیہ میں صدق دل سے اللہ اکبر کہا تھا اس کی خوشبو نکلتی ہے بعد اس کے دونوں فرشتے باہر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ملک الموت آئے اور اس کی روح کو قبض کیا اور جاتے وقت ان دونوں فرشتوں سے کہا تم چلے جاؤ اس کے ساتھ جانے کا تم کو راستہ نہیں ہے جب صبح ہوئی تو ابو قلابہ نے اس واقعہ کو لوگوں سے بیان کیا لوگوں نے کہا اس نے مقام ساکنہ میں اللہ اکبر کہا ہے ابو قلابہ نے کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے فرشتے کے منہ سے سُنا ہے کہتے تھے کہ انطاکیہ میں اللہ اکبر کہا ہے۔ پھر سب لوگ نماز جنازہ کیلئے روانہ ہو گئے اس روایت کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ذکر کیا ہے

روایت ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مُردہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اُسوقت سے دوسروں کو نہیں پہچانتا۔

روایت ہے فضالہ رحمہ اللہ سے کہ میں محمد بن واسع کے پاس گیا اسوقت یہ موت کی حالت میں تھے ناگاہ کہنے لگے مبارک ہو میرے رب کے فرشتوں کو لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے اسوقت ایسی اچھی خوشبو پائی کہ آج تک ایسی خوشبو کبھی نہیں پائی تھی اسکے بعد آسمان کیطرف دیکھا اور انتقال کیا۔

روایت ہے حسن بن صالح رحمہ اللہ سے کہ میرا بھائی علی بیمار ہوا میں رات کو اس کے پاس رہا اس نے مجھ سے کہا پانی پلاؤ۔ میں نماز میں مشغول تھا جب فارغ ہوا تو اس کے پاس پانی لے گیا اور کہا پی لو۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ابھی پانی پیا ہے۔ میں نے کہا اس گھر میں میرے اور تیرے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے کس نے پانی پلایا۔ کہا جبرائیل علیہ السلام نے ابھی پانی لاکر مجھ کو پلایا ہے اور کہا کہ تو اور تیرا بھائی اور تیری ماں اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام دیا

ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین سے پھر انتقال کیا۔

روایت ہے محمد بن علی رضؓ سے کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے نیک اعمال اور برے اعمال کبصورت اس کے آگے پیش کی جاتی ہے تو نیکیوں کو برابر دیکھتا ہے اور برائیوں کو دیکھ کر اپنا سر جھکا لیتا ہے۔ حسن نے کہا جو فرشتے اعمال لکھتے تھے وہ مرتے وقت اُس کے سامنے نیک اور بد اعمال پیش کرتے ہیں نیک اعمال دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور بُرے اعمال کو دیکھ کر مُنہ بگاڑتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ یعنی انسان کو اسدن بتا دیا جائیگا جو کچھ اس نے پہلے کیا ہے اور جو کچھ پیچھے کیا ہے اور حنظلہ بن اسودؓ کہتے ہیں کہ جب میرے مالک انتقال کرنے لگے تو اسوقت کبھی اپنا منہ ڈھانک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور بار بار اسی طرح کرتے رہے میں نے مجاہدؒ سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا مجھ کو روایت ملی ہے کہ مومن کی روح قبض نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے سامنے اس کے اعمال نہ لائے جائیں یہ اُسی کا رنج اور خوشی ہے۔

روایت ہے سلمان فارسیؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد انصاری کے یہاں گئے وہ موت کی حالت میں تھا آپ نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا میں اچھی حالت میں ہوں مگر میرے پاس دو شخص آئے ہیں ایک سیاہ رنگ کا اور ایک سفید رنگ کا آپ نے فرمایا تمہارے قریب ان دونوں میں سے کون ہے، اس نے کہا سیاہ رنگ والا آپ نے فرمایا تمہاری نیکی کم ہے اور بدی زیادہ ہے اس نے عرض کیا یا رسول آپ دعا سے میری مدد کیجئے آپ نے دعا کی یا اللہ زیادہ کو بخشدے اور کم کو زیادہ کر دے پھر آپ نے فرمایا اب کیسا دیکھتے ہو اُس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ اب دیکھتا ہوں کہ نیکی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور بدی کم ہوتی جاتی ہے اور سیاہ آدمی دور ہوتا جاتا ہے۔

روایت ہے دہیب بن الورد سے کہ مومن کی روح قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ ان دو فرشتوں کو نہ دیکھ لے جو دنیا میں اس کا عمل لکھتے تھے پس اگر اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی ہے تو یہ دونوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تم کو نیک بدلا دے تم ہمارے اچھے دوست تھے تم نے ہم کو اچھی مجلس میں بٹھایا اور اچھا عمل ہمارے سامنے اور اچھا کلام ہم کو سنایا اللہ

تعالیٰ ہماری طرف سے تم کو اچھا بدلا دے اور اگر اس نے ایسا عمل کیا ہے جس سے اللہ راضی نہیں ہے تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تم کو اچھا بدلہ نہ دے تو نے ہم کو بُری مجلس میں بٹھایا اور بُرے عمل ہمارے سامنے کئے اور بُرے کلام ہم کو سنائے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تجھے اچھا بدلہ نہ دے اور اب کبھی لوٹ کر نہیں آنے والا ہے اس سبب سے میت اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہے سفیانؒ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

روایت ہے عبادہ بن صامتؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے یہ سُن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں یعنی جب موت کو ناپسند کرتے ہیں اور موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ذریعہ ہے تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ناپسند کرتے ہیں تو وہاں ہماری حالت کیا ہوگی۔ آپ نے فرمایا اے عائشہؓ یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ مومن کے پاس جب ملک الموت آتے ہیں تو اللہ کی طرف سے اس کی خوشنودی کی خبر سناتے ہیں اور اس کی رحمت و مغفرت کا وعدہ سُناتے ہیں اُسوقت آخرت کے سوا کوئی شے اس کو پسند نہیں ہوتی اور صرف اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کے پاس جب ملک الموت آتے ہیں تو اللہ کے عذاب کی خبر سناتے ہیں اسوقت آخرت کے سوا کوئی شے اس کو ناپسند نہیں معلوم ہوتی اور اللہ کی ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اُس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اسی کے مثل روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بھی۔

روایت ہے ابن جریجؒ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے کہ مومن موت کے وقت فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کیا تم کو ہم دنیا میں بھیجدیں جواب دیتا ہے کہ مجھ کو تکلیف اور مصیبت کے گھر میں بھیجنے کے لئے کہتے ہو مجھ کو اللہ کے گھر کیطرف لے چلو اور جب کافر کو کہتے ہیں کہ تمکو ہم دنیا میں بھیجدیں تو وہ کہتا ہے ہاں دنیا میں بھیجدو کہ کچھ نیک کام کروں کیونکہ میں نے اب تک نیک کام نہیں کیا ہے۔

روایت ہے انس بن مالکؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی ولی کے پاس ملک الموت آتے ہیں اور اس سے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیک یا ولی اللہ دنیا

کے گھر کو آپ نے خراب کیا ہے اب اس کو چھوڑ دیجئے اور آخرت کے گھر کو آپ نے آباد کیا ہے وہاں چلئے اور اگر میت ولی نہیں ہے تو کہتے ہیں دنیا کے گھر تو تو نے آباد کیا ہے۔

اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح کو قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت سے کہتا ہے تم اس کے پاس جاکر میرا اسلام کہو جب ملک الموت اس کے پاس آکر کہتے ہیں کہ تیرے رب نے تجھ کو سلام کہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے اشتیاق میں نکل آتی ہے۔

روایت ہے ابو سعیدؓ سے کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے بعض کتاب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کی ہتھیلی پر اپنی قدرت سے نور کے حرفوں میں لکھتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور حکم کرتا ہے کہ فلاں شخص میرا خاص بندہ ہے وفات کیوقت اس کو اپنی ہتھیلی دکھاؤ جب اس کی روح دیکھتی ہے تو پلک مارنے سے بھی جلد اڑ کر اس کی طرف چلی جاتی ہے اس روایت کو حافظ سلفیؒ نے اپنی کتاب مشیخہ بغداد میں نقل کیا ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب اس امت کے گنہگار بندوں کی روح قبض کرنیکا حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو فرماتا ہے کہ اس نے دنیا میں جو کچھ کام کیا ہے پہلے اُسکا بدلہ لیلو پھر اُسکو جنت کی خوشخبری سناؤ۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے، تو اس کی آنکھ کھلی رہ جاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب ملک الموت اس کی روح کو آسمان کی طرف لیجاتے ہیں تو وہ روح کی طرف دیکھتی ہے۔

روایت ہے سفیان ثوریؒ سے کہ جب ملک الموت گردن کی رگ پکڑتے ہیں تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور کسی کو نہیں پہچانتا اور دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کو بھول جاتا ہے اگر اس پر موت کی سختی نہ ہوتی تو تلوار لے کر سب کو قتل کرتا۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کیدن مجھ پر درود ایکہزار بار پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے اپنے رہنے کی جگہ جنت میں دیکھ لیگا۔ اس مضمون کی روایتیں حدیثوں میں بہت ہیں۔ ہم نے بقدرِ ضرورت یہاں پر لکھا تاکہ کتاب زیادہ بڑی نہ ہو جائے

فائدہ:۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نیک بندوں کے ساتھ ملک الموت بھی نہایت

کریمانہ محبتانہ برتاؤ کرتے ہیں اور اچھی صورتوں میں اُن کے پاس تشریف لاتے ہیں جس سے بجائے اس کے کہ خوف لاحق ہو شوق لقاء اللہ کا پیدا ہوتا ہے یہ برتاؤ ان کا ہر مسلمان کے ساتھ ہوتا ہے ہاں کفار کیساتھ البتہ اس کا برعکس برتاؤ ہوتا ہے۔

باب ۱۱ مُردہ کی روح سے کُل ارواح ملاقات کرتی ہیں اور اس سے حالات پوچھتی ہیں

روایت ہے ابو ایوب انصاری رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ کے نیک بندوں کی ارواح اس کی ملاقات کو آتی ہیں جس طرح دنیا میں خوشخبری لانے والے کی ملاقات کو لوگ آتے ہیں پھر آپس میں کہتی ہیں ذرا اس کو فرصت دو کہ آرام کرلے یہ سخت مصیبت میں تھا پھر پوچھتی ہیں کہ فلاں شخص کیا ہوا اور فلاں نے نکاح کیا یا نہیں جب اس آدمی کا حال پوچھتی ہیں جو مر گیا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے ارواح کہتی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اُس کو نیچے کے ٹھکانے میں جگہ ملی وہ بہت بری جگہ ہے پھر آپ نے فرمایا تمہارے سب اعمال تمہارے عزیز واقارب کو جو مر چکے ہیں دکھائے جاتے ہیں پھر اگر نیک اعمال ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے اُس پر اپنی نعمت زیادہ کر اور اسی پر اس کا خاتمہ کر۔ اور اُن کے بُرے اعمال بھی دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں اے اللہ اس کو نیک عمل کی توفیق دے جس سے تو خوش رہے۔

روایت ہے لبیبہ رضؓ سے کہ بشر کا انتقال ہوا ان کی ماں کو بہت غم اور صدمہ ہوا اکثر رویا کرتی تھیں ایکدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ میرے خاندان کے اکثر آدمی انتقال کیا کرتے ہیں۔ تو کیا ان کی ارواح ایکدوسرے کو جانتی پہچانتی ہیں اگر پہچانتی ہوں تو میں بشر کو سلام کہلا بھیجوں آپ نے فرمایا ہاں پہچانتی ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپس میں اسطرح جان پہچان رکھتی ہیں جیسے چڑیاں درختوں پر آپس میں جان پہچان رکھتی ہیں پس جب بشر کے خاندان میں کوئی بیمار مرنے کے قریب ہوتا تھا تو بشر کی ماں اس کے پاس جاکر کہتی تھیں کہ میرے لڑکے بشر کو میرا سلام کہنا۔

روایت ہے محمد منکدرؒ سے کہ جابر بن عبداللہ کے پاس میں گیا اور وہ انتقال کر رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ابوقتادہ کا انتقال ہوا تو پندرہ دن کے بعد اُن کی لڑکی ام البنین عبداللہ بن انیس کے پاس آئی یہ بیمار تھے ام البنین نے کہا اے چچا میرے باپ کو سلام کہنا۔ اسکو امام بخاری نے روایت کی ہے

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مومن کو موت آتی ہے اور جنت کی چیزیں دیکھتا ہے تو اس کی روح چاہتی ہے کہ جلد بدن کے باہر نکل جائے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور مومن کی روح آسمان کیطرف جاتی ہے تو مومنوں کی ارواح اس کی ملاقات کو آتی ہیں اور دنیا کے ملاقاتیوں کا حال پوچھتی ہیں جب یہ کہتا ہے کہ فلاں کو میں نے دنیا میں چھوڑا ہے تو خوش ہوتی ہیں اور جب یہ کہتا ہے کہ فلاں مرگیا ہے وہ کہتے ہیں افسوس کہ ہمارے پاس نہیں آیا۔ یہاں تک کہ اگر گھر میں بلی تھی تو اس کا بھی حال پوچھتی ہیں۔

روایت ہے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہ جب سفیانؒ کو مرض میں سختی پہنچی تو گھبرائے اور بے صبری ظاہر کی مرحوم بن عبدالعزیز اُن کے پاس آئے اور کہا اتنی بے صبری کیوں ہے تم اس پروردگار کے پاس جاؤ گے جس کی عبادت ساٹھ برس تک تم نے کی ہے اور ہر روز روزہ رکھا اور نماز پڑھی ہے اور حج کیا ہے اگر کسی پر تمہارا احسان ہو اور تم اس سے ملاقات کرو تو کیا تم کو یہ خیال نہ ہوگا کہ وہ میرے احسان کا بدلہ دیگا اس کہنے سے ان کو اطمینان ہوا اور بے صبری جاتی رہی۔ اور ابونعیمؒ نے کہا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ پر مرض کی تکلیف زیادہ ہوئی تو گھبرائے ایک شخص نے اُن سے کہا یہ گھبرانا کیسا ہے اگر آپ کی روح قبض کی گئی تو آپ اپنے ماں باپ علیؓ، فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس اور اپنے نانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور نانی خدیجہؓ کے پاس اور اپنے چچا حمزہؓ اور عباسؓ کے پاس اور اپنے ماموں قاسمؓ اور طیبؓ اور طاہرؓ اور ابراہیمؓ کے پاس اور اپنی خالہ رقیہ اور کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس جائینگے اس کہنے سے اطمینان ہوگیا۔

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ دو دوست مومن تھے اور دو دوست کافر تھے

جب ایک مومن کا انتقال ہوا اور جنت کی خوشخبری اس کو دی گئی تو اس نے اپنے دوست کو یاد کیا اور کہا اے اللہ میرا فلاں دوست مجھ کو تیری عبادت اور تیرے رسول کی تابعداری کا حکم کرتا تھا اور نیکی کی طرف مجھے رغبت دلاتا تھا اور بُرائی سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم بھی تم سے ملیں گے اے اللہ تو اس کو ہدایت دے اور نیک رستہ پر چلا اور اس کو بھی وہ دکھا جو مجھ کو دکھایا اور تو اس سے راضی رہ جیسا مجھ سے راضی ہوا۔ پھر جب دوسرے دوست کا انتقال ہوتا ہے تو دونوں کی روحیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اور ہر ایک دوسرے کو کہتا ہے تم ہمارے اچھے دوست تھے اور اچھے بھائی تھے۔ اور جب ایک کافر مرا اور اس کو دوزخ دکھائی تو اپنے دوست کو یاد کیا اور کہا اے اللہ میرا دوست تیری نافرمانی اور تیرے رسول کی نافرمانی اور برے کام کا حکم کرتا تھا اور نیکی سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم بھی تم کو ملیں گے اے اللہ تو اس کو گمراہ کر اور اس کو بھی وہ دکھا جو مجھ کو دکھایا اور اپنا غضب اس پر نازل کر جیسا مجھ پر نازل کیا پھر جب دوسرا کافر مرتا ہے تو دونوں کی روحیں ایک جگہ پر جمع ہوتی ہیں اور ہر ایک دوسرے کو کہتا ہے تو میرا دوست بُرا دوست اور بدتر تھا۔

باب ۱۲ مردہ اپنے غسل دینے اور کفن پہنانے والے کو پہچانتا ہے اور جنازہ لیجاتے وقت جو کچھ اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے اس کو سنتا ہے اور فرشتے اس کیساتھ چلتے ہیں

روایت ہے ابوسعیدؓ خدری سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پہچانتی ہے غسل دینے والے کو اور کفن پہنانے والے کو اور لحد میں اتارنے والے کو اور ایسی ہی روایت ہے مجاہد اور عبدالرحمٰن اور عمرو بن دینارؓ سے۔

روایت ہے بکر بن عبداللہؓ سے کہ جب میت مرتی ہے تو اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں رہتی ہے اور غسل اور کفن دیتے وقت جو کچھ کرتے ہیں وہ سب دیکھتی ہے اگر اس کو بات کرنے کی طاقت ہوتی تو لوگوں کو رونے اور چلانے سے منع کرتی۔

روایت ہے عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلی سے کہ روح فرشتہ کے ہاتھ میں رہتی ہے جب جنازہ لیجاتے ہیں تو وہ فرشتہ بھی ساتھ چلتا ہے جب کوئی میت کی بھلائی بیان کرتا ہے تو فرشتہ میت سے کہتا ہے سنو جو کچھ تمہارے بارے میں کہتے ہیں جب لحد میں رکھ کر مٹی ڈالتے ہیں تو فرشتہ روح کو قبر میں ڈالتا ہے۔

روایت ہے انسؓ سے کہ جنگ بدر میں جب کفار قتل کر کے کوئیں میں ڈالے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئیں پر کھڑے ہو کر پکارا کہ اے فلاں بن فلاں پروردگار نے جو وعدہ تم سے کیا تھا۔ اس کو تم نے سچ دیکھا یا نہیں ہم سے تو جو وعدہ پروردگار نے کیا تھا اس کو سچ دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول جس کے بدن میں روح نہیں ہے اس سے آپ کیوں کلام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو بات میں کہتا ہوں اس کو تم سے زیادہ وہ سنتے ہیں البتہ اُن کو جواب دینے کی قدرت نہیں ہے۔

روایت۔ ہے عبید بن مرزوقؓ سے کہ مدینہ میں ایک عورت تھی وہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی جب وہ مرگئی لوگوں نے اسکو دفن کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ ہوئی ایک روز آپؐ اس کی قبر کیطرف سے گذرے پوچھا یہ کس کی قبر ہے صحابہؓ نے عرض کیا یہ فلاں عورت کی قبر ہے آپ نے پوچھا جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے صف کو درست کیا اور سب لوگوں نے اس پر نماز پڑھی پھر آپؐ نے عورت سے پوچھا تو نے کونسا عمل اچھا پایا۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ کیا آپ کا کلام وہ سنے گی آپ نے فرمایا تم سے زیادہ وہ سنتی ہے پھر عورت نے جواب دیا کہ مسجد کا جھاڑو دینا سب عمل سے ہم نے افضل پایا۔

روایت ہے ابوسعیدؓ خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنازہ کو اپنے گردن پر لیجاتے ہیں تو مردہ اگر نیک ہے تو کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اور اگر نیک کام نہیں ہے تو کہتا ہے ہائے خرابی مجھ کو کہاں لیجاتے ہو اس کی آواز کل چیزیں سُنتی سوائے جن اور انسان کے اگر انسان اس کی آواز سنتا تو چیخ مارتا۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کو تیزی سے لیجلو اگر وہ نیک ہے تو نیکی کی طرف جلد پہنچادو اور اگر نیک نہیں ہے تو اپنی گردن کا بوجھ جلد ہلکا کردو۔

ابو بکر مزنی کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ مومن جلد لیجانے سے خوش ہوتا ہے اور ایوبؓ سے روایت ہے کہ میت کو جلد قبر میں پہنچانا میت کی کرامت ہے۔

روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میت کو چارپائی پر رکھ کر تین قدم لیجاتے ہیں تو وہ کہتا ہے اے میرے بھائیو اے میرے لیجانیوالو تم خبردار رہنا دنیا تم کو دھوکہ نہ دے جیسا مجھ کو دھوکا دیا اور زمانہ تم کو کھیل کود میں مشغول نہ کرے جیسا مجھ کو مشغول کر دیا میں نے جو کچھ جمع کیا اس کو وارثاؤں کیواسطے چھوڑا اور اللہ قیامت کے دن مجھ سے ذرہ ذرہ کا حساب لے گا تم لوگ بھی میرے بعد آ ئے گے۔ اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں لکھا ہے۔

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داؤد پیغمبر نے پروردگار سے سوال کیا الٰہی جو شخص جنازہ کیساتھ چلے اس کو کیا ثواب ملے گا حکم ہوا اے داؤد یہ ثواب ملے گا کہ وہ مرے گا تو میرے ملائکہ اس کے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور میں اس کی روح پر رحمت نازل کروں گا اور ایسی ہی روایت ہے ابو خلدؓ سے بھی۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے جنازہ کے آگے آگے چلتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ اس نے آخرت کیواسطے کیا عمل کیا ہے اور آدمی یہ کہتے ہیں کہ اس نے کیا میراث چھوڑی ہے۔

باب ۱۳ مومن کے مرنے پر زمین و آسمان روتے ہیں

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر انسان کے واسطے آسمان میں دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازہ سے اس کے نیک اعمال جاتے ہیں اور دوسرے دروازہ سے اس کی روزی نازل ہوتی ہے پس جب بندہ مومن مرتا ہے تو یہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کسی نے ان سے سوال کیا کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ - یعنی نہیں روئے ان پر آسمان اور زمین - اور

پوچھا کیا آسمان وزمین کسی پر روتے ہیں۔ فرمایا ہاں روتے ہیں جتنی مخلوق ہے سب کے واسطے آسمان وزمین روتے ہیں۔ ایک دروازے سے ان کی روزی آتی ہے دوسرے دروازے سے نیک عمل جاتا ہے پس جب مومن مرتا ہے تو اس کے دونوں دروازے آسمان کے بند ہو جاتے ہیں جس سے روزی آتی تھی اور جس سے نیک عمل جاتا تھا یہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں اور جس زمین پر نماز پڑھا کرتا تھا وہ زمین اس کا مصلےٰ نہیں دیکھتی اور اللہ کا ذکر نہیں سنتی تو اس پر روتی ہے۔ فرعون کی قوم کے نیک اعمال نہ تھے نہ زمین پر نہ ایسے کہ آسمان کی طرف جائیں تو یہ دروازے اُن پر نہ روئے۔ یہ مضمون آیت کا ہے اور اس روایت کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

روایت ہے شریح حضرمی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مومن سفر میں مرتا ہے اور اس پر کوئی رونے والا نہیں رہتا ہے تو اس پر آسمان وزمین روتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ پھر آپ نے فرمایا کافر کے مرنے پر یہ نہیں روتے اور مجاہد سے روایت ہے کہ مومن کے مرنے پر زمین وآسمان چالیس روز تک روتے ہیں اور عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ مومن نے جس جس زمین پر سجدہ کیا ہے وہ کل زمین قیامت کے دن اس کے واسطے گواہی دیگی اور اس کے مرنے پر روتی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ چالیس دن تک زمین مومن پر روتی ہے۔

روایت ہے ابو عبید سے کہ جب مومن مرتا ہے تو زمین پکار کر کہتی ہے اللہ کے فلاں بندہ مومن کا انتقال ہو گیا پھر آسمان وزمین اس پر روتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے تم دونوں کس واسطے میرے بندہ پر روتے ہو وہ کہتے ہیں جس جگہ اس بندہ کا گذر ہوتا تھا اللہ کو یاد کرتا تھا اور محمد بن قیس سے روایت ہے کہ یہ دونوں جب مومن بندہ پر روتے ہیں آسمان کہتا ہے کہ اس بندہ سے میری طرف ہمیشہ نیک عمل آتا تھا اور زمین کہتی ہے کہ یہ ہمیشہ مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔ عطاؒ اور سفیانؒ، ثوریؒ اور حسنؒ فرماتے ہیں آسمان کے کنارے جو سُرخی ہے یہ اُسی رونے کا اثر ہے اور حسنؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن کی روح جب سفر میں قبض کرتا ہے تو اس کی مسافرت پر رحم فرما کر عذاب نہیں کرتا اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ

اس پر کوئی رونے والا نہیں تمہیں اُس پر رو۔

باب ۱۴ جس زمین سے آدمی پیدا کیا گیا ہے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے

روایت ہے ابو سعیدؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں کسی طرف جا رہے تھے ایک جماعت کو دیکھا کہ قبر کھود رہے ہیں آپ نے پوچھا کس کیلئے قبر کھودتے ہو لوگوں نے کہا حبش کے ملک کا ایک شخص یہاں آکر انتقال کر گیا ہے آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ وہ مٹی کھینچ کر لائی ہے جس سے یہ پیدا کیا گیا اس روایت کو بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے اور ہلال بن یسافؒ نے کہا کہ جو کوئی پیدا ہوتا ہے اسکی ناف میں اسجگہ کی مٹی رہتی ہے جہاں وہ دفن کیا جاتا ہے روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ جو فرشتہ شکم میں بچہ کیواسطے مقرر ہے وہ شکم سے نطفہ کے بارہ میں اللہ سے پوچھتا ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہوگا یا نہیں اگر حکم ہوا پیدا ہوگا۔ تو پھر پوچھتا ہے اے رب اس کی روزی کس قدر ہوگی۔ یہ کس زمین پر جائے گا۔ کتنی عمر ہوگی کیسا عمل ہوگا۔ اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ لوح محفوظ میں دیکھو فرشتہ لوح محفوظ کو دیکھتا ہے اس میں اس کی روزی اور زمین پر چلنا اور مدت عمر اور عمل لکھا ہوا پاتا ہے پھر جس زمین میں دفن ہوتا ہے وہاں کی مٹی لیکر نطفہ میں ملاتا ہے اور بچہ کی صورت بناتا ہے یہی مطلب اس آیت کا ہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ یعنی اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لیجائیں گے اور ابن مسعودؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ جب حکم ہوتا ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہوگا تو فرشتہ سوال کرتا ہے لڑکا یا لڑکی۔ نیک بخت یا بد بخت کتنی عمر ہوگی کہاں کہاں جائیگا کتنی روزی ہوگی۔ کس زمین پر مرے گا پھر حکم ہوتا ہے جا کر لوح محفوظ دیکھو وہاں اس نطفہ کا کل حال معلوم ہوگا۔ فرشتہ لوح محفوظ دیکھ کر نطفہ سے پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے اللہ پھر پوچھتا ہے تیری روزی دینے والا کون ہے وہ جواب دیتا ہے اللہ اسیطرح سات باتوں کا سوال کرتا ہے اور ہر ایک کے جواب میں وہ کہتا ہے اللہ پس اس سے بچہ پیدا کیا جاتا ہے پھر وہ اپنے لوگوں میں رہتا ہے اور اپنی روزی کھاتا پیتا ہے اور زمین پر چلتا ہے اور موت کا وقت آنے پر مر جاتا ہے تو اسی زمین میں دفن

کیا جاتا ہے اس روایت کو حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں لکھا ہے۔
روایت ہے معطر بن عطاس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے جب اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم کرتا ہے کہ فلاں بندہ کی روح فلاں زمین میں قبض کر تو اس زمین میں جانے کی اس کو ضرورت پڑ جاتی ہے۔
روایت ہے ابوہریرہؓ اور ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کی قبروں کے درمیان میں دفن کرو اس واسطے کہ مُردوں کو بُرے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے جیسے زندوں کو بُرے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔
روایت ہے ابن عباسؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارا کوئی مر جائے تو اس کو اچھا کفن دو اور جلد لے جاؤ اور قبر گہری تیار کرو اور بُرے ہمسایہ سے اس کو دور رکھو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آخرت میں بھی نیک ہمسایہ سے نفع ہوتا ہے آپ نے پوچھا دنیا میں نفع ہوتا ہے۔ سب نے عرض کیا ہاں ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی ہوتا ہے۔
روایت ہے عبداللہ مزنیؓ سے ایک آدمی نے مدینہ میں انتقال کیا اور وہیں دفن کیا گیا کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہے پھر ساتویں یا آٹھویں روز دیکھا، کہ وہ جنت میں ہے اس نے اس کا سبب پوچھا اس نے جواب دیا کہ میرے بعد ایک نیک مرد یہاں دفن کیا گیا۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے چالیس آدمی کو اپنے ہمسایوں سے سفارش کی میں بھی اس چالیس میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی سفارش قبول فرمائی۔
روایت ہے انسؓ سے کہ جنازہ کیساتھ جانیوالوں پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جب یہ لوگ میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو وہ فرشتہ قبر سے ایک مٹھی مٹی لے کر ان کی طرف پھینکتا ہے تم لوگ اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ اللہ تمہاری میت کو تمہارے دل سے بھلا دے اب یہ لوگ اپنی میت کو بھول جاتے ہیں اور اپنے دنیاوی کام میں لگ جاتے ہیں گویا کہ میت ان لوگوں میں سے نہ تھی اور نہ یہ لوگ میت کے تھے اس کو مسند الفردوس میں روایت کیا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے قبرستان میں ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جب میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو قبر کی ایک مٹھی مٹی لے کر فرشتہ ان کیطرف پھینکتا ہے اور کہتا ہے تم لوگ اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنی میت کو بھول جاؤ۔

باب ۱۵ دفن کے وقت کیا کہنا چاہیئے اور تلقین کا بیان

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جب جنازہ قبر تک پہنچ جائے اور سب لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ قبر کے پاس کھڑے رہو جب مردہ کو قبر میں داخل کریں تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اے اللہ تیرا بندہ تیرے پاس جاتا ہے تو اس کی خاطرداری کرنے والا ہے اس نے دنیا کو پیچھے چھوڑا تو اس کی آخرت کو دنیا سے اچھی کر دے تو نے فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے نزدیک ہے وہ نیکوں کے واسطے بہتر ہے۔

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے سنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے جب تمہارا کوئی مر جائے تو دیر نہ کرو اور جلد اس کو قبر کی طرف لیجاؤ اور اس کی قبر پر سرہانے کی طرف سورہ بقرہ کے شروع کی آیتیں اور پیر کی طرف آخیر کی آیتیں پڑھو۔ عبدالرحمٰن بن علاء نے مرتے وقت اپنے لڑکے سے وصیت کی کہ جب مجھ کو لحد میں رکھنا تو کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ پھر مٹی ڈال کر قبر برابر کرنا اور سرہانے کی طرف سورہ بقرہ کے اوّل کی آیتیں اور اخیر کی آیتیں پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ۔ قبر برابر کر کے سرہانے کی طرف الٓمّٓ سے مفلحون تک پڑھے پھر پیر کی طرف جائے اور آمن الرسول سے آخر سورہ تک پڑھے یہ آیتیں مردہ کی سفارش کرتی ہیں اور عذاب قبر سے حفاظت کرتی ہیں۔

روایت ہے خثیمہ رض سے لوگ مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں تو کہیں بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اے اللہ اس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے نجات دے اور شیطان کی برائی سے اس کو محفوظ رکھ اور اس کی قبر کشادہ اور منوّر کر اور پیغمبر کے ساتھ اس کو ملا دے۔

روایت ہے ابوامامہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرجائے تو قبر کو برابر کرنے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ سُنے گا اور جواب نہ دیگا پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مُردہ بیٹھے گا پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ پوچھے گا کیا کہتے ہو اُس وقت کہو یاد رکھنا اس بات کو جس پر دنیا میں تھے یعنی گواہی لا الٰہ الا اللہ کی اور اللہ کو رب ماننا اور اسلام کو دین ماننا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا اور قرآن کو امام ماننا۔ اسوقت منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں یہاں سے چلو اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں گے اس کو آخرت کی دلیل سکھادی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی دلیل لے لیتا ہے پہلے فلاں کی جگہ میت کا نام اور دوسرے فلاں کی جگہ ماں کا نام لے ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اس جگہ پر حوا کا نام لے اور فلاں ابن حوا کہے۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے۔

روایت ہے ابوامامہؓ باہلی سے کہ انہوں نے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں اور مجھ کو دفن کرلو تو میرے سرہانے ایک شخص کھڑا ہو کر کہے کہ اے صدا ابن عجلان تم دنیا میں جس حالت پر تھے اس کو یاد رکھو یعنی گواہی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی۔ صدا ابوامامہ کا نام ہے اور روایت ہے راشد اور ضمیرہ اور حکیمؓ سے کہ جب میت کی قبر برابر کرکے واپس ہونے لگیں تو مستحب ہے کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت سے تین بار کہے اے فلاں تو کہہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اے فلاں تو کہہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فائدہ: آجری نے کہا مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور قبر کے پاس منہ قبلہ کی طرف اور پیٹھ مردہ کی طرف کرکے دعا کریں کہ اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے تو خوب جانتا ہے اور ہم لوگ جانتے ہیں کہ اس نے نیک عمل کیا اب تو نے سوال کرنے کے واسطے اس کو بٹھایا ہے تو آخرت کی گواہی پر اس کو ثابت قدم رکھ جیسا دنیا میں ثابت قدم رکھا تھا اے اللہ اس پر رحم کر اور اس کو اپنے نبی محمدؐ کے ساتھ کر دے اور ہم کو گمراہ

نہ کر اور اس کے ثواب سے محروم نہ کر۔ اور ترمذی نے کہا ہے قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے سے میت کو مدد پہنچتی ہے۔

باب ۱۶ ضغطہ قبر یعنی قبر کے دبانے کا بیان

روایت ہے حذیفہؓ سے کہ ایک جنازہ کیلئے ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ روانہ ہوئے جب قبر کے قریب پہنچے تو آپ قبر کے کنارے بیٹھ کر اندر کی طرف دیکھنے لگے اور فرمایا کہ مومن کو اس کے اندر ایسا ضغطہ ہوتا ہے کہ اس کی گردن اور سینہ اور پسلی کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں اور کافر کے واسطے ان میں آگ بھر دی جاتی ہے اور آپ نے فرمایا قبر میں ضغطہ ضرور ہوتا ہے اگر اس سے کسی کو نجات ملتی تو سعد بن معاذؓ کو نجات ملتی۔

روایت ہے جابرؓ سے کہ جب سعد بن معاذؓ دفن کئے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی اور سب لوگوں نے آپ کیساتھ دیر تک تسبیح پڑھی پھر آپ نے تکبیر کہی اور سب لوگوں نے تکبیر کہی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں تسبیح پڑھی فرمایا اس کی روح جب عرش کے قریب پہنچی تو خوشی سے عرش ہلنے لگا اور اس کیواسطے ساتوں آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور اس کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر تھے اس کی قبر تنگ ہو کر مل گئی اور میری دعا سے اللہ تعالیٰ نے کشادہ کیا۔

روایت ہے انسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی صاحبزادی زینب کا انتقال ہوا تو ہم لوگ آپ کا جنازہ لے کر نکلے آپ کو پریشانی ہوئی اور بہت غمگین ہوئے آپ کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر قبر میں داخل ہوئے اور زیادہ غمگین ہوئے کچھ دیر بعد آپ خوش ہوئے اور مسکرائے ہم لوگوں نے اس کیوجہ آپ سے دریافت کی آپ نے فرمایا مجھ کو قبر کا تنگ ہونا یاد آیا اور زینب کے ضعف کا خیال ہوا اس سبب سے مجھ کو بڑا غم ہوا پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ نے آسانی کی لیکن اس پر بھی قبر کے مل جانے کی ایسی آواز ہوئی کہ پورب سے پچھم تک کے کل جانداروں نے سوائے جن وانسان کے اس کی آواز سنی اسی طرح روایت ہے ابن عمرؓ سے

آپ کی صاحبزادی کے بارے ہیں۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکا یا لڑکی پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا اگر کوئی ضغطہ قبر سے نجات پاتا تو یہ بچہ نجات پاتا۔ ابن ابی ملیکہ رضی فرماتے ہیں کوئی شخص ضغطہ قبر سے محفوظ نہ رہا اور نہ سعد بن معاذ جن کا ایک رومال دنیا و مافیہا سے بہت بہتر ہے اور حسن رضی کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سعد بن معاذ دفن کئے گئے تو قبر نے ان کو ایسا دبایا کہ وہ بال کے مثل ہو گئے یہ اس وجہ سے کہ پیشاب کے بعد وہ اچھی طرح صفائی نہ کرتے تھے۔

روایت ہے ابراہیم غنوی رضی سے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ایک چھوٹے لڑکے کا جنازہ اس طرف سے گذرا اور اسکو دیکھ کر آپ رونے لگیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں۔ فرمایا اس بچہ پر مجھ کو رحم آتا ہے کہ ضغطہ قبر میں مبتلا کیا جائیگا۔

روایت ہے انس رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضغطہ قبر کسی سے معاف نہیں کیا گیا۔ سوائے فاطمہ رضی بنت اسد کے، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے صاحبزادہ قاسم سے بھی معاف نہیں کیا گیا آپ نے فرمایا بلکہ ابراہیم سے بھی نہیں معاف کیا گیا ابراہیم آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم سے بھی چھوٹے تھے۔

روایت ہے سعید بن مسیب رضی سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ جب سے آپ نے منکر اور نکیر کی آواز اور ضغطہ قبر سے مجھ کو ڈرایا ہے کوئی شے مجھ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ منکر اور نکیر کی آواز مومن کے کان میں آسان معلوم ہوگی۔ جیسے آنکھ میں سرمہ لگاتا اور ضغطہ مومن کیواسطے ایسا ہوگا جیسے مہربان ماں بچہ کا سر نرمی سے دباتی ہے جسوقت بچہ کہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے لیکن، اے عائشہ خرابی اس کی ہے جو اللہ کے بارے میں شک کرتا تھا وہ اسطرح قبر میں پیسا جائے گا۔ جیسے بھاری پتھر سے انڈا پیسا جائے۔

روایت ہے رقاشی رضی سے کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسکے اعمال چاروں طرف سے اس کو گھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے بندہ تو قبر میں اکیلا پڑا ہے تیرے گھر والے

اور تیرے سب دوست تجھ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اب میرے سوا کوئی تیرا ساتھی نہیں۔
روایت ہے عطاؒ سے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو جو چیز سب سے پہلے اُسکے پاس آتی ہے وہ اس کا عمل ہے یہ عمل اس کی ران پکڑ کر ہلا دیگا اور کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ مردہ اس سے پوچھے گا میرے گھر والے اور میرے لڑکے بالے کہاں ہیں۔ اور میرے خاندان والے اور میرے نوکر چاکر کدھر گئے وہ جواب دے گا تو نے اپنے گھر والوں کو اور بال بچوں کو اور نوکر چاکر اپنے پیچھے چھوڑا میرے سوا کوئی دوسرا تیرے ساتھ نہیں آیا ہے مردہ کہیگا کیا اچھا ہوتا دنیا میں بجائے ان لوگوں کے تجھی کو میں اختیار کئے ہوتا آج تیرے سوا میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔
فائدہ:۔ ابو القاسم سعدی اپنی کتاب الروح میں لکھتے ہیں کہ ضغطہ قبر سے کوئی نیک بخت نجات نہیں پا سکتا فرق اتنا ہے کہ کافر کو ہمیشہ ضغطہ رہیگا اور مومن کو جب قبر میں جائے گا تو کچھ عرصہ تنگ ہو کر قبر کشادہ ہو جائیگی۔ اور سبکی نے اپنی کتاب بحر الکلام میں لکھا ہے کہ جو مومن اللہ تعالیٰ کا تابعدار ہے اُس کو عذاب قبر نہ ہوگا اور بجائے اس کے ضغطہ قبر ہوگا اسواسطے کہ اُس نے اللہ کی نعمتیں کھائیں اور اس کا پورا شکر نہیں ادا کیا۔
فائدہ:۔ حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ ضغطہ قبر کا سبب یہ ہے کہ ہر آدمی اگرچہ وہ بڑا نیک ہو مگر گناہ اس سے ضرور ہوا ہے ضغطہ سے گناہ کا بدلہ ہو جاتا ہے اس کے اللہ کی رحمت اُس پر نازل ہوتی ہے حضرت سعد بن معاذؓ کو اسی وجہ سے ضغطہ ہوا کہ پیشاب کے بعد طہارت میں اُن سے کچھ تقصیر ہوتی تھی اور انبیاء علیہم السلام سے قبر میں سوال منکر اور نکیر کا نہ ہوگا اور نہ ان کو ضغطہ ہوگا۔ اسواسطے کہ وہ سب گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔
فائدہ:۔ جو آدمی مر کر زمین کے اوپر رہ جاتا ہے اور دفن نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ اسکو جانور کھا جاتے ہیں یا سڑ گل جاتا ہے یا جس کو پھانسی اور سُولی دیکر کتنے دن لٹکا رکھا اُن سب کو ضغطہ قبر اس طرح ہوتا ہے کہ بجائے زمین کے ہوا اس کو ایسا سخت دباتی ہے کہ ہڈی پسلی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اُس کو انسان کی نظر سے چھپایا ہے جسطرح فرشتوں اور شیطانوں کو ہماری نظر سے چھپا رکھا ہے۔

فائدہ: علما نے فرمایا ہے کہ جو گناہ کرے گا وہ مستحق دوزخ کے عذاب کا ہوگا مگر دس چیزیں ہیں کہ اُن کے سبب سے دوزخ کا عذاب معاف کیا جاتا ہے۔
ایک یہ کہ صدق دل سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے۔
دوسرے یہ کہ گناہوں سے استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ اسے بخشدے۔
تیسرے یہ کہ گناہ کرنے کے بعد نیکی کرے تو یہ نیکی اس گناہ کو مٹا دیتی ہے۔
چوتھے یہ کہ دنیا میں مصیبت اور بیماری میں مبتلا کیا جائے اور یہ مصیبتیں اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں۔
پانچویں یہ کہ ضغطہ قبر میں مبتلا کیا جائے اور قبر میں سختی کی جائے تاکہ گناہوں کا کفارہ عالم برزخ میں ہو اور آخرت میں نجات پائے۔
چھٹے یہ کہ مسلمان بھائی اس کے حق میں دعائے خیر کریں اور اُس کے گناہوں کی مغفرت اللہ تعالیٰ سے طلب کریں۔
ساتویں یہ کہ گھر والے یا اولاد یا دوست یا مومنین نیک کام کر کے اُس کا ثواب بخش دیں۔
آٹھویں یہ کہ قیامت کے میدان میں کہ پچاس ہزار برس کا وہ ایک دن ہوگا اُس کے خوف اور دہشت سے گناہ مٹ جائیں۔
نویں یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کو نصیب ہو۔
دسویں یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو بخشدے۔
روایت ہے عبداللہ بن شخیرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی بیماری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کریگا اور اس بیماری میں مریگا تو قبر میں عذاب سے محفوظ رہے گا اور ضغطہ قبر اس کو نہ ہوگا اور قیامت کے دن ملائکہ اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر اس کو پُل صراط سے پار کر کے جنت کے دروازہ تک پہنچا دیں گے۔

باب ۱۷ میت کے ساتھ قبر کی گفتگو کرنے کا بیان

روایت ہے ابو سعیدؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز تمام دنیا

کی لذتوں سے فنا کرنے والی ہے اس کو یاد کرو اس واسطے کہ قبر ہر روز کہتی ہے تم
اپنا وطن چھوڑ کر میرے اندر آؤ گے میں تنہائی کا گھر ہوں میرے اندر سانپ اور بچھو
اور کیڑے مکوڑے ہیں اور جب مومن بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تم کو یہاں
کا آنا مبارک ہو جو لوگ زمین پر چلتے پھرتے تھے ان سب میں تو اچھا تھا اب تو میرے
یہاں آیا اور میرے حوالہ کیا گیا اب میری مہربانی دیکھ پس زمین کشادہ ہو گی اور جنت
کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا اور جب بدکار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو اس
سے قبر کہتی ہے تجھ کو یہاں کا آنا مبارک نہ ہو جو لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے ان سب میں
تو بدتر تھا۔ آج تو میرے پاس آیا ہے اب میں اپنا کام تجھ کو دکھاتی ہوں اس وقت
قبر مل جاوے گی اس کی ہڈی پسلی ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر ستر اژدہے
مقرر کریگا وہ اس کو قیامت تک کاٹتے رہیں گے اگر ایک اژدہا ان میں کا زمین
پر پھونک دے تو جب تک دنیا باقی ہے زمین پر کوئی درخت اور گھاس نہ جمے گی۔
پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبر جنت کا باغ ہے یا دوزخ کی خندق ہے
اسی کے مثل ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔

روایت ہے ابو الحجاج ثمالیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبر میں
مردہ رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کیا تو نے نہ جانا کہ میں عذاب کا گھر ہوں اور میں
اندھیری کوٹھری ہوں اور کیڑے مکوڑے کا مکان ہوں اے اولاد آدم تو بڑی غفلت
میں تھا اور تکبر سے میرے اوپر اکڑ کر چلتا تھا پس اگر مردہ نیک ہے تو اس کی طرف
سے فرشتہ جواب دیتا ہے یہ تو بتا کہ اگر یہ نیک ہوا اور لوگوں کو اچھے کام کی رغبت
دلاتا ہو اور برے کام سے منع کرتا ہو تب بھی تو عذاب کریگی قبر جواب دیگی اب
میں اس کے واسطے سبز باغ ہو جاؤں گی اور اس کا بدن نور کا ہوگا اور اس کی
روح اللہ تعالیٰ کی طرف جائے گی۔

روایت ہے عبداللہ بن عمیرؓ سے کہ میت سے قبر پکار کر کہتی ہے میں اندھیری کوٹھری
ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار تھا تو میں تیرے

واسطے رحمت ہوں اور اگر نافرمان تھا تو میں تیرے واسطے عذاب ہوں میں وہ گھر ہوں کہ جو شخص اللہ کا فرمانبردار میرے اندر آئے وہ مجھ سے خوش ہو کر قیامت کے دن اُٹھے گا اور جو نافرمان بندہ میرے اندر آئے گا وہ مجھ سے ہلاک ہو کر قیامت کے دن اُٹھے گا۔ اُسی کے مثل بلال بن سعدؓ اور براء بن عازبؓ سے بھی روایت ہے۔

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو! اپنی قبر کا سامان کرو اس واسطے کہ قبر ہر روز سات بار تم سے کہتی ہے اے اولاد آدم تم لوگ ضعیف ہو میری مصیبت برداشت نہ کر سکو گے تم لوگ زندگی میں اپنے اوپر رحم کرو میرے اندر آنے سے پہلے جب اپنے اوپر رحم کرو گے تو میرے عذاب سے نجات پاؤ گے۔

روایت ہے محمد صبیحؒ سے کہ جب مُردہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو عذاب ہوتا ہے تو اُس کے ہمسائے مردے پکار کر کہتے ہیں اے شخص تیرے سامنے تیرے بھائی دنیا سے گذر گئے اور تو زندہ رہا مگر تو نے ان کو دیکھ کر نصیحت نہ پکڑی اور ہم لوگ بھی تیرے سامنے دنیا سے گذر گئے مگر تو نے اپنا عمل درست نہ کیا اس کے بعد قبرستان کی زمین ہر طرف سے پکار کر کہے گی اے غافل تیرے گھر کو دنیا نے تیرے سامنے دھوکا دیا اور تجھ سے پہلے موت نے ان کو قبر کا راستہ دکھایا اور تو نے دیکھا کہ اُن کو اٹھا کر لے گئے اور قبر میں دفن کیا اس کے دوست آشنا سب روتے رہ گئے اے غافل تو نے اُن سے نصیحت کیوں نہیں پکڑی آج تیری آہ وزاری کچھ کام نہ آئے گی۔

فائدہ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا جو آدمی قبر کی یاد تازہ کرے گا اس کے واسطے قبر جنت کا باغ ہو جائے گی اور جو آدمی قبر کی یاد سے غافل رہے گا اس کی قبر دوزخ کی خندق ہو گی۔

فائدہ انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ دو دن اور دو رات ایسی ہیں کہ کسی نے ایسا رات اور دن دیکھا نہ سنا۔

پہلا وہ دن ہے جب پروردگار کی طرف سے فرشتہ اس کی رضامندی یا غضب کا حکم لے کر تیرے پاس پہنچے گا۔
دوسرا وہ دن ہے جس دن تو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوگا اور تیرا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیں گے۔
اور پہلی رات وہ ہے جب مردہ اپنی قبر میں سوئے گا کہ اُس سے پہلے کبھی ایسی رات میں نہ سویا تھا اور دوسری رات وہ ہے جس رات کی صبح کو قیامت کا دن ہوگا کہ اس کے بعد رات نہیں ہے۔ اس روایت کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے۔

باب۱۰ عذاب قبر اور سوال منکر نکیر کا بیان

عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال کے بارہ میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں اور سب کے راوی قوی اور مضبوط ہیں جیسے انس بن مالک اور تمیم داری اور بشیر بن کمال اور ثوبان اور جابر اور عبداللہؓ بن رواحہ اور عبادہ بن صامت اور حذیفہ اور ضمرہ بن حبیب اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عثمان بن عفانؓ اور عمر بن خطاب اور عمرو بن العاص اور معاذ بن جبل اور ابو امامہ اور ابو الدرداء اور ابو رافع اور ابو سعید خدری اور ابو قتادہ اور ابو ہریرہؓ اور ابو موسیٰ اور اسماء اور عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین قبر کے متعلق اس کے ثواب و عذاب کے بارے میں کتنی حدیثیں پہلے ہم بیان کر چکے ہیں اب یہاں پر چند حدیثیں بیان کرتے ہیں تاکہ کتاب دراز نہ ہو۔
روایت ہے جابرؓ بن عبداللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میت مومن کو دفن کرتے ہیں تو وہ وقت اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب قریب غروب کے ہے پس مُردہ بیٹھتا ہے اور اپنی دونوں آنکھیں ملتا ہے گویا ابھی وہ خواب سے اُٹھا ہے نکیرین اس سے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے اس وقت مجھ سے نہ بولو ابھی مجھے عصر کی نماز پڑھنی ہے۔

روایت ہے جابر بن عبداللہ رض سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ اولاد آدم جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس سے بہت غافل ہے اللہ تعالیٰ نے جب اُس کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو فرشتہ کو حکم دیا کہ اُس کی روزی لکھو اُس کا آنا جانا لکھو اس کی مدت عمر لکھو اُس کے بد بخت ہونے اور نیک بخت ہونے کو لکھو فرشتہ ان سب کو لکھ کر چلا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ دوسرا فرشتہ اُس کے پاس بھیجتا ہے تاکہ بالغ ہونے تک اس کی حفاظت کرے جب یہ بالغ ہوتا ہے تو وہ فرشتہ چلا جاتا ہے اور دو فرشتے اللہ تعالیٰ اُس پر مقرر کرتا ہے کہ اُس کی نیکی اور بدی لکھیں پس جب موت کا وقت آتا ہے تو یہ دونوں چلے جاتے ہیں اور ملک الموت آتے ہیں اور روح قبض کرتے ہیں جب دفن کیا جاتا ہے تو روح کو اس کے بدن میں ڈالتے ہیں اور قبر کے دو فرشتے منکر اور نکیر آتے ہیں اور اُس کا امتحان لے کر چلے جاتے ہیں پھر جب قیامت کا دن آئے گا تو نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتے آئیں گے اور اس کی گردن میں جو نامہ اعمال لٹکایا ہے اس کو کھولیں گے اور ایک فرشتہ آگے سے کھینچتا اور دوسرا فرشتہ پیچھے سے ہنکاتا ہوا میدان حشر کی طرف لے جائیگا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے اتنا بھاری کام آنے والا ہے کہ تم لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے تو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔

روایت ہے عبادہ بن صامت رض سے کہ جو شخص تہجد کیوقت اٹھے تو چاہئے کہ نماز تہجد کسیقدر بلند آواز سے پڑھے بلند آواز ی شیاطین اور خبیث جن کو دور کرتی ہے اور جو فرشتے اوپر یا مکان میں رہتے ہیں وہ کان لگا کر سنتے ہیں اور اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں جب صبح ہوتی ہے تو یہ رات آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اسے تہجد کے وقت اٹھا دینا اور اُس پر آسانی کرنا اسی طرح ہر رات دوسری رات کو وصیت کرتی ہے جب اُس کی موت کا وقت آتا ہے تو قرآن شریف سرہانے کھڑا ہوتا ہے جب غسل و کفن سے فارغ ہوتے ہیں تو مُردہ کے سینہ

اور کفن کے درمیان میں آتا ہے اور جب دفن کیا جاتا ہے اور منکر ونکیر آتے ہیں تو قرآن شریف میت اور منکر اور نکیر کے درمیان میں آجاتا ہے دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں تو کنارے ہو جا ہم اس سے سوال کریں گے وہ کہتا ہے قسم خدا کی میں اس سے ہرگز جدا نہ ہوں گا جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرا لوں گا۔ اگر تم دونوں کو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ہوا ہے تو بجا لاؤ پھر قرآن شریف میت کی طرف دیکھ کر کہتا ہے تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں پہچانتا یہ کہتا ہے میں قرآن ہوں مجھ پر تو نے عمل کیا ہے میں نے تجھ کو رات کو جگایا اور دن کو بھوکا پیاسا رکھا اور تیری خواہشوں کو پوری نہ ہونے دیا اور تیرے کان اور آنکھ کو محفوظ رکھا تو سب دوستوں سے مجھ کو سچا دوست دیکھیگا اور سب بھائیوں میں اچھا بھائی پائے گا تو خوش ہو کہ تجھ کو منکر ونکیر کے بعد کوئی خوف اور غم نہیں ہے پھر منکر ونکیر چلے جائیں گے قرآن شریف پروردگار کے پاس جاکر میت کے آرام کی چیزیں طلب کریگا حکم ہوگا کہ آرام دینے والی چیزیں لیجانے پھر پہلے آسمان کے ایک ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لیکر فرش اور جنت کی قندیل اور خوشبودار جنتی پھول لائے گا اور قبر میں فرش بچھائیں گے اور پھولوں کو اس کے سینہ کے پاس رکھیں گے اور میت کو داہنی کروٹ لٹائیں گے اور سب فرشتے آسمان کی طرف چلے جائیں گے اور قرآن قبر کو کشادہ کرے گا جتنی دور تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور ابو خثیمہ اور اگلے محدثین نے روایت کیا ہے اور بعضوں نے اس میں کلام کیا ہے اور اسی کے مثل ابو معاذؓ سے روایت ہے۔

روایت ہے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمر تمہارا کیا حال ہوگا جب تم چار ہاتھ گہری قبر میں جاؤ گے اور منکر ونکیر کو دیکھو گے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ منکر ونکیر کون ہیں آپ نے فرمایا قبر میں امتحان لینے والے فرشتے ہیں زمین کو اپنے دانت سے چیرتے پھاڑتے ہوئے آئیں گے اُن کی آواز بجلی کی کڑک کے مثل ہوگی اور اُن کی آنکھیں بجلی کی مانند ہوں گی یہ دونوں

تمکو قبر میں بٹھائیں گے اور تم کو ڈرائیں گے اُن کے ساتھ لوہے کا بڑا بھاری گرز ہوگا تمہارا امتحان کریں گے اگر جواب نہ دو گے تو تم کو ایسا ماریں گے کہ تم راکھ ہو جاؤ گے حضرت عمرؓ نے پوچھا یارسول اللہ میں اس وقت ہوش و حواس میں رہوں گا یا نہیں یعنی دین و ایمان کی مضبوطی اور عقل و سمجھ باقی رہے گی۔ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو کچھ پرواہ نہیں میں اُن کو کافی ہوں۔

روایت ہے مسلم سے کہ عمرو بن العاصؓ نے مرتے وقت وصیت کی کہ جب مجھ کو دفن کر کے فارغ ہو نا تو میری قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہر جانا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں تا کہ تمہاری وجہ سے مجھ کو گھبراہٹ نہ ہو اور اطمینان سے فرشتوں کو جواب دوں۔

روایت ہے ابو رافعؓ سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت البقیع میں گیا میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا اور میرے سوا دوسرا نہ تھا آپ نے فرمایا تو نے ہدایت نہ پائی اور گمراہ ہو گیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں کس وجہ سے گمراہ ہو گیا آپ نے فرمایا میں نے تجھ کو نہیں کہا بلکہ اس قبر کی میت کو کہا ابھی اس سے نکیرین نے سوال کیا ہے اور میرے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ وہاں ایک نئی قبر تھی جس پر میت کو دفن کر کے پانی چھڑکا تھا۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میرے دروازہ پر ایک یہودی عورت بھیک مانگتی ہوئی آئی اور کہا کہ مجھے کچھ کھانا دو اللہ تم کو دجّال کے فتنہ اور عذاب قبر سے بچا دے میں نے اس کو کچھ دیر تک روک رکھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے کہا یارسول اللہ یہ کہتی ہے کہ اللہ تم کو دجّال کے فتنہ اور عذاب قبر سے بچا وے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ سے پناہ مانگی۔ دجّال کے فتنہ اور عذاب قبر سے پھر آپ نے فرمایا دجّال کا ایسا فتنہ ہے کہ سب پیغمبروں نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے اب میں بھی اُس سے ڈراتا ہوں۔ اور وہ بات بتاتا ہوں کہ کسی پیغمبر نے نہیں بتائی وہ داہنی آنکھ سے کانا ہے۔ اُس کی پیشانی

پر لکھا ہے ک ف ر کل مومن اس کو دیکھ کر پڑھ لے گا اور قبر کا فتنہ یہ ہے کہ اس میں سب مومنوں کا امتحان ہوگا اور میرے متعلق بھی سوال ہوگا جو مرد نیک ہوگا اطمینان سے قبر میں اُٹھے گا پھر اُس سے پوچھا جائے گا کہ تو کس دین پر تھا وہ جواب دیگا کہ میں اسلام پر تھا پھر پوچھیں گے یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس تھے وہ جواب دیگا محمد رسول اللہ ہیں۔ اس حدیث کا بھی پورا مضمون مومن اور کافر کے بارے میں وہی ہے جو پہلے بیان ہوا۔

روایت ہے سفیان ثوریؒ سے کہ جب میت سے سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے اُس وقت شیطان ایک طرف سے آکر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے دفن کے وقت دُعا کی ہے اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنَ الشَّیْطٰنِ یعنی اے اللہ اس کو پناہ دے شیطان سے اگر اُس وقت اُس کے پاس شیطان نہ آتا تو آپ ایسی دعا نہ کرتے اور ابن شاہین نے کتاب السنت میں راشدؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قبر کی دلیل اچھی طرح سیکھو تم سے اس کا سوال کیا جائیگا اور انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی مرنے کے قریب ہوتا تو قبر کی دلیل سکھاتے تھے اور جب لڑکا بولنے لگتا تو اس کو بھی یاد کراتے تھے اور کہتے تھے تجھ سے جب کوئی پوچھے کہ تیرا رب کون ہے تو کہو اللہ میرا رب ہے اور جب کوئی تجھ سے پوچھے کہ تیرا دین کیا ہے تو کہو اسلام میرا دین ہے اور جب کوئی پوچھے تمہارا نبی کون ہے تو کہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔

روایت ہے سہل بن عمارؓ سے کہ میں نے یزید بن ہارون کو اُن کو موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا کہا میری قبر میں دو فرشتے بڑے سخت دل خوفناک صورت کے آئے اور سوال کیا تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے تو میں نے اپنی سفید داڑھی پکڑ کر کہا ہم سے ایسا سوال کرتے ہو اُس کا جواب تو اسی برس تک لوگوں کو ہم نے سکھایا ہے تب وہ دونوں فرشتے چلے گئے۔

روایت ہے علاء بن عبد الکریمؒ سے کہ ایک شخص مرا اور اس کا ایک بھائی تھا جو آنکھ سے بہت کم دیکھتا تھا اُس کے بھائی نے بیان کیا کہ ہم نے اس کو دفن کیا جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے اپنا سر قبر پر رکھ کر کان لگایا اندر سے آواز سُنی کوئی پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا نبی کون ہے میں نے اپنے بھائی کی آواز سُنی اور خوب پہچانا کہ یہ آواز میرے بھائی کی ہے وہ کہتا تھا کہ میرا رب اللہ ہے دین میرا اسلام ہے اور نبی میرے محمدؐ ہیں پھر مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ قبر سے دو آدمی نکلے اُس وقت میرے بدن کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ اسی کے مثل ایک روایت ابوالحسنؒ نے بھی لکھی ہے اور ابن نجارؒ نے اپنی تاریخ میں ابوالقاسم مقری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں کے استاد تھے جن سے ہم لوگ پڑھا کرتے تھے اُستاد کے ایک دوست کا انتقال ہوا اُستاد نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ بخشدیا پھر پوچھا کہ منکر و نکیر کے ساتھ کیسی گذری تو کہا کہ مجھ کو بٹھایا اور پوچھا کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرے نبی کون ہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ میں نے کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے چھوڑ دو اسوقت ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اس نے بڑا واسطہ دیا اس کو چھوڑ دو پھر دونوں مجھ کو چھوڑ کر چلے گئے اس روایت کو ابن جریرؒ نے تہذیب الآثار میں لکھا ہے۔

روایت ہے محمد بن نصرؒ سے کہ میرے باپ نماز جنازہ پڑھنے کے بہت شائق تھے جو کوئی ملاقاتی یا غیر ملاقاتی انتقال کرتا اس کی نماز پڑھتے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک بار ایک میت کے جنازہ کیواسطے میں گیا جب اسکو دفن کرنے لگے تو دو روحیں قبر میں داخل ہوئیں پھر ایک تو نکل کر چلی گئی اور دوسری رہ گئی اور سب لوگ قبر میں مٹی ڈالنے لگے میں نے کہا اے لوگو مُردہ کے ساتھ زندہ کو بھی دفن کرتے ہو لوگوں نے کہا اس میں کوئی زندہ نہیں ہے میں نے کہا شاید مجھ کو شبہ ہو گیا ہے پھر میں کہا کہ یقیناً میں نے دیکھا کہ دو روحیں آئیں اور ایک چلی گئی دوسری رہ گئی ہے جب دفن

کر کے سب لوگ چلے گئے میں ٹھہر گیا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کا بھید مجھ پر کھولے میں نے دس بار سورۂ یٰسین اور دس بار سورۂ تبارک الذی پڑھ کر اللہ کے دربار میں عاجزی کی اور دعا کی کہ یا رب اُس کا بھید مجھ پر ظاہر کر دے میری عقل حیران ہے مجھے اپنے دین میں بھی شبہ پڑ گیا ناگاہ قبر پھٹ گئی اس سے ایک شخص نکل کر تیزی سے چلا میں نے کہا اے شخص میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ذرا ٹھہر جا مجھے تجھ سے کچھ پوچھنا ہے اس نے کچھ خیال نہ کیا یہاں تک کہ میں نے دو بار اور تین بار کہا تب اُس نے کہا تیرا نام نصر ہے میں نے کہا ہاں اُس نے کہا تو مجھے نہیں پہچانتا میں نے کہا نہیں کہا ہم دونوں رحمت کے فرشتے ہیں ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیواسطے مقرر کیا ہے جو کہ نبی کی سنت پر عمل کرے اور مر جاوے تو ہم دونوں اس کی قبر میں جاتے ہیں اور قبر کی دلیل اس کو بتاتے ہیں یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔

فائدہ۔ اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ قبر میں دو فرشتے سوال کرتے ہیں اور بعض روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ سوال کرتا ہے اور بعض روایت میں آیا ہے کہ بعد دفن کے جب سب لوگ واپس جاتے ہیں تو سوال کرتے ہیں اور بعض میں ہے کہ اُس سے پہلے سوال کرتے ہیں سو یہ اختلاف آدمیوں کے مختلف اعمال پر موقوف ہے۔ جس نے گناہ زیادہ کیا ہے اُس سے سب کے چلے جانے کے بعد سوال کرتے ہیں تاکہ تنہائی کے سبب سے اس پر خوف اور سختی زیادہ ہو اور چلے جانے سے پہلے اسواسطے سوال کرتے ہیں کہ لوگوں کے موجود رہنے سے خوف اور سختی کم ہو۔ اور جس نے نیک اعمال زیادہ کیے ہیں اس کی آسانی کیواسطے صرف ایک فرشتہ آتا ہے اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ دو فرشتے آتے ہیں مگر سوال ایک ہی کرتا ہے۔

فائدہ۔ جو آدمی جنگل یا میدان میں مر گیا اور دفن نہیں ہوا اس سے بھی سوال کیا جاتا ہے اور اُس پر عذاب کیا جاتا ہے یا اُسکو ثواب دیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے کہ دیکھ نہیں سکتا جس طرح فرشتہ اور شیطان کے دیکھنے سے آنکھوں پر پردہ ڈالا ہے اس کے بدن میں روح ڈالی جاتی ہے مگر ہم اُس کے

زندہ ہونے کو نہیں پہچان سکتے جیسے بیہوش اور سکتہ کی بیماری والا آدمی کہ زندہ ہے مگر ہم اُس کی زندگی کو نہیں جان سکتے اور اُس کو ضغطہ قبر بھی ہوتا ہے زمین و آسمان کے درمیان کی ہوا اس کو دباتی ہے اور ہم کو خبر نہیں ہوتی جس کے دل میں ایمان ہے وہ ان سب کو سچ جانتا ہے اور تصدیق کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے روز میثاق میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے تمام ارواح کو نکالا اور سب سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا اور سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے جس طرح اس پر ایمان لائے اُسی طرح اس پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔

فائدہ: منکر و نکیر کی صورت سب جانداروں کی صورت سے علیحدہ ہے نہ آدمی کے مثل ہیں نہ فرشتہ کے نہ جانور کے نہ چوپایہ کے بلکہ ان کی شکل نئی قسم کی ہے جو کسی سے مشابہت نہیں رکھتی اُن میں محبت نہیں جو کوئی ان کو دیکھے گا اپنے حواس میں نہ رہے گا مگر مومن کے ایمان کے سامنے یہ فرشتے نرم بن جائینگے اور مومن کو خوف نہ ہوگا۔

فائدہ جب سوال کے واسطے روح بدن میں ڈالتے ہیں تو مُردہ زندہ ہوتا ہے مگر یہ زندگی ایسی نہیں ہوتی جیسے ہم لوگوں کی ہوتی ہے کہ چلنے پھرنے کھانے کی حاجت ہو بلکہ یہ دوسری قسم کی زندگی ہے جو اس زندگی کے مثل نہیں ہے۔ اسی زندگی میں منکر و نکیر کا سوال اور امتحان ہوتا ہے۔ اس زندگی کی مثال یوں سمجھنا چاہیئے کہ جاگتے ہوئے آدمی کی حیات ہے اور سوتے ہوئے آدمی کی بھی حیات ہے اس حیات کو موت نہیں کہہ سکتے اسیطرح میت میں روح ڈالنے کے بعد ایک حیات ہے اور یہ حیات دنیاوی حیات کے درمیان کی ایک چیز ہے جیسے نیند حیات موت کے درمیان کی چیز ہے اب اگر بدن موجود رہے یا سڑ گل جائے یا ریزہ ریزہ ہو جائے یا ٹکڑہ ٹکڑہ کر کے اُڑا دیا جائے ہر صورت میں یہ حیات باقی رہتی ہے۔

فائدہ: جس نے نشہ پیا اور نشہ کی حالت میں مر گیا تو قبر میں بھی نشہ کی حالت میں داخل ہوگا اور نشہ کی حالت میں نکیرین کو دیکھے گا اور جب عقل و سمجھ ٹھکانے نہ ہوگی تو نکیرین کا سوال نہ سمجھے گا اور جواب بھی نہ دیگا۔ ابوالفضل طوسی نے انس رضؓ سے

روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ فَارَقَ الدُّنْیَا وَھُوَ سَکْرَانُ دَخَلَ الْقَبْرَ وَھُوَ سَکْرَانُ یعنی جو آدمی نشہ کی حالت میں دنیا چھوڑے گا تو وہ نشہ کی حالت میں قبر میں داخل ہو گا۔

باب ۱۹ جن سے قبر میں نکیرین کا سوال نہ کیا جائیگا

ابو القاسم سعدی نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ بعض میت کو قبر میں عذاب نہ ہو گا اور نہ اُن کے پاس منکر و نکیر آئیں گے اور یہ تین قسم کے ہیں ایک وہ کہ ایسے نیک عمل کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر کا موقوف کر دیا ہے (مثلاً جہاد میں شہید ہو گئے۔)

دوسرے وہ ہیں کہ موت کے وقت اُن پر ایسی سختی کی گئی کہ اس کے عوض میں عذاب و سوال اُٹھا دیا جائے گا۔

تیسرے وہ ہیں کہ ایسے دن (مثلاً جمعہ کا دن یا جمعہ کی رات) دنیا سے گذرے کہ اس دن عذاب و سوال نہیں ہے۔

روایت ہے نسائی میں ابو ایوبؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے جہاد میں دشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دل ہو کر لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا یا دشمن پر غالب ہوا وہ قبر میں عذاب نہ کیا جائے گا۔

روایت ہے سلمانؓ سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے جہاد میں دشمن کے مقابلہ کے واسطے دار الاسلام کی سرحد پر ایک دن ٹھہرنا ایک مہینہ کے روزہ اور ایک مہینہ کی رات کی عبادت سے افضل ہے اگر وہ اس درمیان میں مرگیا تو جو نیک عمل کرتا تھا اس کا ثواب ہمیشہ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھتے رہیں گے اور اُس کی روزی اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کو برابر ملا کرے گی اور نکیرین کے سوال سے محفوظ رہے گا۔

روایت ہے فضالہ بن عبیدؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

آدمی مرجاتا ہے تو اس کے کل نیک عمل ختم ہو جاتے ہیں یعنی فرشتے اس کے نامہ اعمال کو مہر کر کے علیین میں رکھدیتے ہیں اور اس میں اب کچھ نہیں لکھتے لیکن جو آدمی اللہ کی راہ میں سرحد پر ٹھہرا ہے اور دشمن اسلام سے مقابلہ کرنے کیواسطے مستعد ہے اگر وہ مر جائے تو اُس کے نیک اعمال قیامت تک بڑھتے رہیں گے اور فرشتے اُس کے نامۂ اعمال میں لکھتے رہینگے اور قبر کے فتنہ سے وہ محفوظ رہیگا۔ ابوہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جنت سے اُسکی روزی ملتی رہیگی اور قیامت کے خوف سے وہ امن میں رہے گا۔

روایت ہے نسائی میں کہ ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ کیا وجہ ہے کہ ہر مومن سے قبر میں سوال کیا جائے گا اور بعض کو عذاب بھی ہو گا لیکن شہید سے سوال نہ ہو گا نہ اُس پر عذاب ہے آپ نے فرمایا اس کے سر پر تلوار پڑی تو اُسیقدر اُس کو کافی ہے اور اب سوال و عذاب کی ضرورت نہیں۔

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ جو آدمی سورہ تبارک الذی ہر رات کو ایک بار پڑھے گا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور جو کوئی یہ آیت پڑھتا رہے گا۔ اِنِّیْ آمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ تو اللہ تعالیٰ منکر و نکیر کا سوال اس پر آسان کرے گا اور کعب سے روایت ہے کہ ہم نے توراۃ میں دیکھا ہے کہ جو کوئی تبارک الذی ہر روز پڑھے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مومن جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مریگا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے نجات دے گا۔ اور عطاءؒ بن یسیار سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان مرد یا عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے گا وہ عذاب قبر اور نکیرین کے سوال سے امن میں ہو گا اور قیامت کے دن اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اُس کے اعمال اُس کے جنتی ہونے پر گواہی دیں گے۔

فائدہ:۔ چھوٹے بچے مرتے ہیں اُن سے سوال قبر ہونے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ نکیرین اُن سے سوال کریں گے اور قرطبی نے لکھا ہے کہ سوال

کے وقت اللہ تعالیٰ بچہ کو پوری عقل دیتا ہے تاکہ وہ اپنی نیک بختی کا درجہ پہچانے اور جو سوال کیا جاتا ہے اُس کا جواب اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں ڈالتا ہے۔ جویبرؒ کہتے ہیں کہ ضحاک بن مزاحم کا ایک بچہ چھ دن کا مرا انہوں نے کہا جب میرے بچہؒ کو لحد میں رکھنا تو کفن کی گرہ اور اس کے چہرہ کو کھول دینا کیونکہ اُس کو بیٹھا کر سوال کرینگے جویبرؒ نے پوچھا کہ بچہ سے بھی سوال ہوگا اس نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے فرمایا کہ روز میثاق میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے تمام ارواح کو نکال کر اپنے معبود ہونے کا سب سے اقرار لیا اور سب نے اقرار کیا اس اقرار کا سوال ہوگا۔ اور بعض علماء نے فرمایا صحیح یہ ہے کہ بچوں سے سوال نہ ہوگا کیونکہ سوال اس سے ہونا چاہیے جس کو عقل اور سمجھ ہو اور بچہ اس سے پاک ہے اور نسفی نے بحر الکلام میں لکھا ہے کہ انبیاء اور مومن کے بچوں سے نہ سوال نکیرین کا ہوگا نہ اُن پر عذاب و حساب ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

فائدہ: شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنی کتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون میں لکھا ہے کہ جو مسلمان طاعون میں مرے گا اُس سے بھی سوال نہ ہوگا کیونکہ جو طاعون کے وقت اپنی جگہ پر قیام کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھے اور یقین کرے کہ اللہ نے ہماری تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا ہمارے اُوپر کچھ نہیں آسکتا تو یہ شخص طاعون کے زمانہ میں طاعون میں مبتلا ہو کر مرے یا دوسری بیماری میں مرے قبر کے سوال و عذاب سے نجات پائے گا اور یہ اس شخص کے مثل ہے جو دارالاسلام کی سرحد پر جہاد کے واسطے ٹھہر ا رہا اور لکھا ہے جو مومن جمعہ کے دن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پردہ اُٹھا دیتا ہے اور وہ مرتے وقت اپنے مرتبہ کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس مقرر ہے دیکھ لیتا ہے اس واسطے کہ جمعہ کے دن دوزخ کی آگ روشن نہیں کی جاتی اور اُس کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور دوزخ کا داروغہ اس دن اپنا کام نہیں کرتا پس اللہ تعالیٰ جس بندہ کی روح جمعہ کو قبض کرتا ہے تو یہ اُس کی نیک بختی اور اُس کے نیک خاتمہ ہونے کی دلیل ہے بلکہ جمعہ کے دن وہی مومن مرے گا جو اللہ کے پاس

نیک بخت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مومن جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اس کو شہید کا ثواب ملے گا اُس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔

بابؔ۲ قبر کی سختی اور مومن پر آسانی کا بیان

روایت ہے ہانی سے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر جاتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی لوگوں نے پوچھا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر ہوتا ہے تو آپ نہیں روتے اور قبر دیکھ کر اس قدر روتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جس نے اُس سے نجات پائی اس کیواسطے اس سے زیادہ آسان منزل ہے اور جس نے اُس سے نجات نہ پائی اُس کے واسطے اس سے زیادہ سخت منزل ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ میں نے دیکھا قبر کو سب سے زیادہ سخت پایا۔

روایت ہے ابن عمرو رضؓ سے کہ ایک شخص نے مدینہ میں انتقال کیا اور نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور فرمایا کیا خوب ہوتا اگر یہ شخص سفر میں مرا ہوتا۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ آپ نے جواب دیا جو آدمی اپنے گھر سے جتنی دُور مرے گا اتنی ہی دُور تک حساب سے جنت میں اس کو زیادہ جگہ دی جائے گی ایسی ہی روایت ابن مسعود نے بھی کی ہے۔

روایت ہے ابو سعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر جہنم کی خندقوں سے ایک خندق ہے یا جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے یعنی کافر اور بدکار کے حق میں جہنم کی خندق ہے کہ طرح طرح کا عذاب ہوگا اور مومن نیک کار کے حق میں جنت کا باغ ہے کہ طرح طرح کا آرام اور ثواب ملیگا اور علی کرم اللہ وجہہ سے اس کے بعد یہ بھی روایت ہے کہ ہر روز تین بار قبر کہتی ہے کہ میں کیڑے مکوڑے کا گھر ہوں میں اندھیری کوٹھری ہوں میں تنہائی کا قبر ہوں۔

روایت ہے ابو ہریرہ رضؓ سے کہ مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے اُس کی قبر

ستر گز بڑی کی جاتی ہے اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبر چالیس گز لمبی اور چالیس گز چوڑی کی جاتی ہے قرطبی نے لکھا ہے کہ ضغطہ قبر اور سوال نکیرین کے بعد قبر کشادہ کی جاتی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس گئے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب حوارین تھے لوگوں نے قبر کی تنگی اور اندھیری کا تذکرہ کیا حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم لوگ ماں کے شکم میں قبر سے بھی زیادہ تنگ جگہ میں تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے کشادہ جگہ دنیا میں دی پھر جب اللہ چاہے گا قبر کو بھی کشادہ کر دے گا۔

روایت ہے ابن ابی الدنیا سے ان کی کتاب ذکر الموت میں کہ بصرہ میں ایک بزرگ پرہیزگار تھے اور اُن کا ایک نوجوان بھتیجا نالائق تھا اور گانے والی عورتوں کی صحبت میں رہتا تھا یہ بزرگ اس کو بہت نصیحت کرتے تھے مگر وہ نہیں سنتا تھا جب وہ مرا اور اس بزرگ نے اس کی لاش کو قبر میں اتارا اور تختہ برابر کر کے مٹی ڈالنے لگے کسی بات میں ان کو شک ہوا اور ایک اینٹ نکال لی دیکھا کہ اس کی قبر بصرہ کی عیدگاہ سے بھی بہت زیادہ کشادہ ہے وہ جوان اس کے درمیان میں بیٹھا ہے اس بزرگ نے اینٹ برابر کر دی اور قبر درست کر کے اس کی بی بی کے پاس گئے اور پوچھا اس کا عمل کیسا تھا اس نے جواب دیا کہ جب وہ اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنتا تھا تو کہتا تھا اے مؤذن جس بات کی تو گواہی دیتا ہے اس کی ہم بھی گواہی دیتے ہیں اور جو آدمی اذان کی آواز نہیں سنتا ہم اس کو بھی گواہی سکھاتے ہیں۔

روایت ہے شریک بن عبداللہ سے کہ میں نے کوفہ میں ایک میت پر نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں بھی داخل ہوا اور اینٹوں کو لحد پر چننے لگا اتفاقاً ایک اینٹ گر پڑی میں نے اپنے کو دیکھا کہ کعبہ میں ہوں اور طواف کر رہا ہوں اور کعبہ اور حجر اسود کی صورت میرے سامنے موجود ہے۔

روایت ہے عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد قبر کھودنے والے نے مجھ سے بیان

کیا کہ میں نے دو قبریں کھود کر تیار کیں اور تیسری قبر کھود رہا تھا کہ مجھے آفتاب کی گرمی معلوم ہوئی میں نے قبر کے اوپر اپنی چادر پھیلا دی اور اس کے سایہ میں کھودنے لگا اتفاقاً میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار آئے اور پہلی قبر میں کھڑے ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ لکھو اُس نے پوچھا کہ کیا لکھوں کہا تین میل لمبی اور تین میل چوڑی پھر دوسری قبر میں آئے اور کہا لکھو اُس نے پوچھا کہ کیا لکھوں کہا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے پھر تیسری قبر پر آئے جس کو میں کھود رہا تھا اور کہا لکھو اُس نے پوچھا کیا لکھوں کہا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیانی فاصلے کے برابر یہ سُن کر میں بیٹھ گیا اور جنازہ کا انتظاری کرنے لگا۔ اتنے میں چند آدمی ایک جنازہ لے کر آئے اور پہلی قبر پر گئے میں نے پوچھا یہ مردہ کیسا ہے لوگوں نے کہا یہ شخص پانی پلاتا تھا اس کی اولاد بہت ہے اس کے پاس کچھ نہ تھا ہم لوگوں نے اس کے واسطے چندہ جمع کیا ہے میں نے کہا میں اسکی مزدوری نہ لوں گا یہ اس کی اولاد کو دیدو اور میں دفن میں شریک ہو گیا اُس کے بعد دوسرا جنازہ آیا جس میں سوائے چار آدمی جنازہ لانے والوں کے دوسرا کوئی نہ تھا اس کو دوسری قبر پر لے گئے میں نے پوچھا یہ مردہ کیسا ہے انہوں نے کہا ایک مسافر گھوڑے پر سوار مرا پڑا تھا اُس کے پاس کچھ نہ تھا میں نے اس کی بھی مزدوری نہ لی اور دفن میں شریک ہو گیا اس کے بعد تیسرے جنازہ کے انتظار میں عشا تک قبرستان میں بیٹھا رہا پھر ایک سردار کی عورت کا جنازہ آیا میں نے اُن سے اپنی مزدوری طلب کی انہوں نے مجھے بہت مارا اور اس کو دفن کر کے چلے گئے۔

روایت ہے ابو یزید سے جو بحرین کے رہنے والے ہیں کہ میں نے ایک مسافر کو بحرین میں غسل دیا میں نے دیکھا کہ اس کے بدن پر لکھا ہے طوبیٰ لک یا غریب یعنی اے مسافر تجھ کو مبارک ہو پھر غور سے دیکھا تو چمڑہ اور گوشت کے درمیان میں لکھا تھا اس روایت کو آجری نے کتاب الغربا میں لکھا ہے۔

روایت ہے عقبہ بن ابی معیط سے کہ میں احنف کے جنازے میں شریک ہوا اور قبر میں اُترا جب تختہ برابر کرنے لگا تو جہاں تک میری نگاہ جاتی تھی قبر کو کشادہ

دیکھتا تھا اس روایت کو آجری نے اپنے دوسرے ساتھی کو دکھایا مگر جو مجھ کو نظر آتا تھا وہ اس کو نظر نہ آیا۔

روایت ہے کہ عبداللہ بن غالب جہاد میں شہید ہوئے جب دفن کئے گئے تو ان کی قبر سے مشک کی خوشبو پھیلی پھر اُن کے ہر ایک دوست نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہاں ٹھکانا ہے کہا جنت میں پوچھا کس عمل کی برکت سے کہا میرا ایمان مضبوط تھا اور میں تہجد پڑھا کرتا تھا اور روزہ رکھتا تھا پھر پوچھا تمہاری قبر سے کس چیز کی خوشبو آتی تھی کہا تلاوت قرآن اور تہجد کی خوشبو تھی۔

فائدہ۔ قبر کی کشادگی میں مختلف حدیثیں وارد ہیں اور سب صحیح ہیں سو معلوم کرنا چاہیئے کہ ہر شخص کا حال عمل کے اعتبار سے مختلف ہے قبر کی کشادگی کی کمی و زیادتی اعمال کے موافق ہو گی۔

فائدہ:۔ اُن چیزوں کے بیان میں جو قبر میں نفع دیتی ہیں۔

روایت ہے سری بن مخلدؒ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذرؓ سے کہ اگر تم سفر کا ارادہ کرو گے تو اس کے واسطے سامان کرو گے تو قیامت کیواسطے تم نے کیا سامان کیا ہے اے ابو ذرؓ ہم تم کو بتا دیتے ہیں وہ چیز جو اس دن کام آوے ابو ذرؓ نے کہا فرمائیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا گرمی کے زمانہ میں نفل روزہ رکھو اور دو رکعت اندھیری رات میں پڑھا کرو اس سے قبرؓ کی وحشت دُور ہو گی۔

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی ہر روز ایک سو بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ پڑھتا رہے گا تو تنگدستی سے محفوظ رہے گا اور قبر کی وحشت اس کو نہ ہو گی اور جنت کے دروازے اُس کے واسطے کھولے جائیں گے۔

روایت ہے کعبؓ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ میں علم پڑھنے والے اور پڑھانے والے کی قبر روشن کرتا ہوں تاکہ قبر کی وحشت سے کبھی وہ نہ گھبرائیں۔

روایت ہے حضرت ابراہیم ادھم رضؓ سے کہ میں ایک جنازہ لے چلا اور دعا کی کہ یا اللہ میری موت میں برکت دے جنازہ کے اندر سے آواز آئی کہ موت کے بعد بھی برکت کی دعا کرو۔ میں اس آواز سے ڈرا اور میت کو دفن کر کے قبر کے پاس بیٹھا دیکھا کہ قبر سے ایک آدمی نکلا جو خوبصورت چہرہ کا تھا اس سے خوشبو آتی تھی کپڑے نہایت صاف پہنے تھا میں نے پوچھا تو کون شخص ہے اُس نے جواب دیا میں وہی ہوں جس نے جنازہ کے اندر سے آواز دی تھی میں رسول اللہ کی سنت ہوں مجھ پر اس نے عمل کیا ہے میں دنیا میں اس کی حفاظت کرتا تھا اور قبر میں اس کے واسطے نور ہوں گا اور اس کا دوست بنوں گا اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل کر دوں گا۔

روایت ہے ابو کاہل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابو کاہل یاد رکھ کہ جس نے کسی کو تکلیف نہیں دی تو اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ میں اُس کی قبر سے تکلیف کو دُور کر دوں گا۔

روایت ہے عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی مسجد میں چراغ جلائے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر نورانی کرے گا اور جو آدمی مسجد کو خوشبودار کرے گا تو میں اس کی قبر جنت کی خوشبو سے معطر کر دوں گا۔

روایت ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موسیٰؑ نے پروردگار سے سوال کیا کہ اے رب جو کوئی مریض کو دیکھنے جائے اس کو کیا ثواب ملے گا حکم ہوا اے موسیٰؑ میں اُس کے واسطے دو فرشتے مقرر کر دوں گا کہ قیامت تک قبر میں اس کو دیکھتے رہیں اور حسنؓ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

باب ۲۱ عذابِ قبر کا بیان

بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ یعنی

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے۔

روایت ہے زید بن ثابتؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی النجار کے باغ میں گئے آپ خچر پر سوار تھے اور ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے یکایک خچر وہاں سے اس طرح گھبرا کر ہٹا کہ آپ گرنے کے قریب ہو گئے وہاں پر پانچ چھ قبریں تھیں آپ نے پوچھا کوئی پہچانتا ہے ان قبر والوں کو ایک صحابی نے کہا میں ان کو جانتا ہوں آپ نے فرمایا کس حالت میں یہ مرے ہیں کہا شرک کی حالت میں پھر آپ نے فرمایا اگر یہ دفن نہ ہوئے ہوتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تم کو عذاب قبر سنائے جیسا کہ میں سنتا ہوں۔

روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر حق ہے اور مردے پر عذاب کئے جاتے ہیں قبر میں اور کل جاندار عذاب قبر کو سنتے ہیں۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کیواسطے قبر باغ کر دی جاتی ہے اور ستر گز کشادہ کی جاتی ہے اور روشن کی جاتی ہے جیسے چودھویں رات کی چاندنی پھر آپ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۔ یعنی جس نے میری یاد سے منہ پھیرا اس کے واسطے تنگ زندگی ہے اور قیامت کے دن اس کو ہم اندھا اٹھائیں گے صحابہؓ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ آیت کافر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس پر ننانوے اژدہے مقرر کئے جائیں گے اور قیامت تک اس کے بدن میں پھونکیں گے اور کاٹیں گے۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے دو قبر کیطرف اور فرمایا ان میں سے ایک مردہ پیشاب سے صفائی نہ رکھتا تھا اور دوسرا لوگوں کی

چغلخوری کرتا تھا پھر آپ نے درخت خرما کی ایک شاخ کو پھاڑ کر دونوں کی قبر پر رکھدیا صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ آپ نے کس لیے ایسا کیا فرمایا کہ امید کرتا ہوں کہ جب تک تازہ رہے گی اس وقت تک عذاب کی تخفیف رہے گی یعنی شاخ جب تک تازہ رہے گی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے گی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ عذاب میں تخفیف کرے گا۔ یعلی ابن مرہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قبرستان میں گیا اور قبر کے ضغطہ یعنی تنگ ہوجانے کی آواز سنی میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے ضغطہ قبر کی آواز سنی آپ نے فرمایا تم نے سنا میں نے کہا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا یہ مردہ لوگوں کی چغلخوری کرتا تھا اور پیشاب سے صفائی نہ کرتا تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ عذاب قبر تین چیز سے ہے غیبت اور چغلخوری اور پیشاب کی بے پرداہی سے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ مقام بدر کے قبرستان میں میرا گذر ہوا میں نے دیکھا کہ ایک قبر پھٹی اس میں سے ایک مرد نکلا اُس کی گردن میں لوہے کا طوق تھا اس نے مجھے پکارا اے عبداللہ مجھ کو پانی پلاؤ مجھے تعجب ہوا پھر میں نے دیکھا کہ ایک مرد نکلا اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اُس نے مجھے پکار کر کہا اے عبداللہ اس کو پانی نہ پلانا یہ کافر ہے اور اُس کو کوڑہ مارتے لگا یہاں تک کہ وہ قبر میں چلا گیا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا وہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا یہ عذاب اسکو قیامت تک ہوتا رہے گا۔

روایت ہے حویرثؓ سے کہ میں ایک بار مقام اثابہ کی طرف گذرا دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکل کر میری طرف چلا اُس کا چہرہ اور سر آگ سے بھرا تھا اور تمام بدن زنجیر سے جکڑا تھا اُس نے فریاد کی کہ اے اللہ کے بندے مجھے پانی پلاؤ اس درمیان میں اُسی قبر سے دوسرا آدمی نکل آیا اور کہنے لگا اس کافر کو پانی نہ پلانا اور اس کو مُنہ کے بل گھسیٹ کر لے چلا یہاں تک دونوں اُس قبر میں چلے گئے۔ حویرث کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر میری سواری کی اونٹنی بھاگی اور میں اُس کو سنبھال نہ سکا اور مقام عرق الظبیہ میں پہنچکر میں نے اونٹنی بٹھائی اور مغرب و عشاء کی نماز پڑھ کر روانہ

ہوا صبح ہوتے ہی مدینہ پہنچا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بیان کیا حضرت عمرؓ نے بوڑھے آدمیوں کو بلا کر مُردے کا حال دریافت کیا ایک بوڑھے نے کہا اے امیر المؤمنین میں جانتا ہوں وہ قبیلہ بنو غفار کا آدمی تھا جاہلیت کے زمانہ میں مرگیا اور مہمانوں کا حق کبھی نہ ادا کرتا تھا۔

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص متقی اور پرہیزگار تھا جب اس کا انتقال ہوا اور دفن کر کے سب لوگ روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کے فرشتہ کو حکم دیا کہ اسکو درّے مارو فرشتہ نے دُرّہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میں اللہ کا تابعدار اور عبادت گزار بندہ ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی حکم ہوا کہ اس کو پچاس درّے مارو پھر دعا کی اور درّہ میں کمی ہوئی یہاں تک کہ حکم ہوا کہ ایک دُرّہ مارو فرشتہ نے ایک دُرّہ مارا کہ اُس کی قبر آگ سے بھر گئی اور عذاب قبر میں مبتلا ہوا جب کچھ افاقہ ہوا تو فرشتہ سے پوچھا کہ مجھ کو کس گناہ کے عوض میں دُرّہ مارا گیا فرشتہ نے جواب دیا کہ ایک دن تو نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور تو ایکدن مظلوم کے پاس سے گذرا وہ فریاد کرتا تھا تو نے اُس کی مدد نہ کی۔

روایت ہے ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں چند مُردوں کو دیکھا کہ ملائکہ اُن کے گوشت کو آگ کی قینچی سے کاٹتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اچھے اچھے کپڑے پہن کر ناجائز کام میں جاتے تھے اور میں نے دیکھا ایک کنواں سخت بدبودار نہایت گندگی والا ہے اُس میں سے شور و فریاد کی آواز آتی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ عورتیں ہیں کہ اچھے اچھے کپڑے پہنتی تھیں ناجائز کام کیواسطے اور میں نے دیکھا کچھ لوگوں کو کہ آدھا بدن اُن کا نہایت خوبصورت ہے اور آدھا بدن انتہا درجہ کا بدصورت ان لوگوں نے آب حیات میں غسل کیا تمام بدن اُن کا خوبصورت ہوگیا اور بدصورتی جاتی رہی میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں اچھے کام کئے تھے اور کچھ بُرے کام بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو بخشدیا۔

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز صبح سے فارغ ہو کر فرمایا رات میں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور میرے دونوں بازو پکڑ کر آسمان پر لے گئے یہاں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر ہے اور ایک آدمی کے سر پر وہ پتھر مارتا ہے ایسی سخت مار کہ اس کا دماغ اور دونوں طرف کا کلہ دور جا گرتا ہے جب فرشتہ پتھر اٹھانے جاتا ہے تب تک اسکا دماغ اور کلہ درست ہو جاتا ہے اور پھر پتھر مارتا ہے میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کیسا آدمی ہے۔ اُس نے کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا ایک فرشتہ کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سیخ ہے جس کا سر ٹیڑھا بنا ہے ایک آدمی اس کے سامنے ہے اس کے منہ میں داہنی طرف سے سیخ ڈال کر کان تک پھاڑتا ہے پھر بائیں طرف جاتا ہے اور سیخ منہ میں ڈالکر کان تک پھاڑتا ہے اتنے عرصہ میں داہنا منہ درست ہو جاتا ہے میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کیسا آدمی ہے کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا ایک نہر خون کی دیکھی وہ ایسے جوش و خروش سے جاری ہے۔ جیسے دیگ چولہے پر جوش مارتی ہو اس نہر میں آدمیوں کی ایک جماعت ہے جو ننگے بدن ہے اور نہر کے کنارے فرشتے ہیں اُن کے ہاتھ میں پتھر ہیں جب وہ جماعت تیرتی ہوئی کنارے آتی ہے فرشتے پتھر مارتے ہیں وہ پتھر اُن کے منہ میں گھس جاتا ہے اور پتھر کے صدمہ سے لوگ نہر میں نیچے اور بہت دور جا رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسے ہیں کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا ایک مکان دیکھا جس کے نیچے کا حصہ کشادہ اور اوپر کا حصہ تنگ ہے مثل تنور کے اور آگ سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں ایک جماعت آدمیوں کی ہے ننگی اور بے ستر ہے اور شور و فریاد کرتی ہے اُن سے سخت بدبو آتی ہے میں نے پوچھا یہ کیسے لوگ ہیں کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا ایک سیاہ ٹیلہ دیکھا اُس پر ایسے آدمی ہیں جن کے نیچے سے آگ بھڑکتی ہے اور اُن کے منہ اور ناک اور کان اور آنکھ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے میں نے پوچھا یہ کیسے لوگ ہیں کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا دیکھا کہ یہاں آگ

دُور تک جلتی ہے اس پر ایک فرشتہ خوفناک مقرر ہے جب کوئی شعلہ اُڑ کر باہر جاتا ہے وہ فوراً جمع کرتا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا ایک باغ نہایت سبز دیکھا طرح طرح کے پھول کھلے ہیں۔ اس میں نہایت خوبصورت ایک بوڑھے آدمی بیٹھے ہیں ایسا خوبصورت کوئی نہیں ہو سکتا اُن کے آس پاس بہت سے لڑکے بیٹھے ہیں اس باغ میں ایک درخت ہے اُس کے پتے بڑے بڑے ہاتھی کے کان کے مثل ہیں میں اوپر گیا جہاں تک اللہ نے چاہا وہاں میں نے مکانات دیکھے اچھے اچھے عمدہ خوبصورت جو موتی اور زبرجد سبز اور یاقوت سُرخ کے بنے تھے پوچھا یہ کیسے مکانات ہیں کہا آگے چلئے۔ جب آگے بڑھا تو ایک نہر ملی اُس پر دو پل سونے اور چاندی کے تھے اور دونوں کنارے پر اچھے اچھے محل تھے اُن سے اچھا کوئی محل نہیں ہو سکتا موتی اور زبرجد اور یاقوت سُرخ کے بنے تھے کناروں پر پیالے اور لوٹے رکھے تھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے کہا اس میں جا کر دیکھئے میں اس کے کنارہ پر گیا اور ایک پیالہ نہر سے پانی نکالا اور پیا شہد سے زیادہ میٹھا اور دُودھ سے زیادہ سفید تھا اور مکھن سے زیادہ ملائم اور پاکیزہ تھا۔ اب میں نے فرشتوں سے کہا آج کے جو عجائبات ہم نے دیکھے ہیں اُس کو بیان کرو۔

انہوں نے کہا جن کے سر کچلے جاتے تھے اور دماغ اور کلّے دور جا کر گرتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز نہ پڑھتے تھے اور باقی نمازوں کو بیوقت پڑھتے تھے یہ عذاب ان پر قیامت تک کرتے رہیں گے۔ اور جس کا منہ سیخ سے پھاڑتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے درمیان چغلخوری کرتے تھے اور جھوٹ اور غیبت سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے اور فساد کرتے تھے یہ عذاب اُن کو قیامت تک کرتے رہیں گے اور جو خون کی نہر میں غوطہ لگاتے تھے اور اُن کے منہ میں پتھر بھرتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے یہ عذاب ان کو قیامت تک کرتے رہیں گے۔ اور جو مرد عورتیں ننگی آگ کے تنور میں تھے یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے

تھے یہ عذاب اُن کو قیامت تک کرتے رہیں گے اور جو سیاہ ٹیلہ پر ہیں اور اُن کے منہ اور ناک اور کان اور آنکھ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو عمل قوم لوط کا کرتے تھے یہ عذاب اُن کو قیامت تک کرتے رہیں گے اور جو آگ دُور تک جلتی ہے وہ جہنم ہے اور جو باغ سرسبز ہے وہ جنت عدن ہے۔ اور بوڑھے آدمی حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور جو لڑکے اُن کے گرد ہیں وہ مسلمانوں کے بچے ہیں جو بچپن میں مر گئے اور وہ درخت، درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نہر کے کنارے جو محل ہیں وہ انبیاء اور صدیقین اور صلحا اور صالحین کے محل ہیں اور وہ نہر حوض کوثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت کیا ہے اور وہ محل آپ کا محل ہے اور آپ کے اہل بیت کا۔

فائدہ:۔ علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عذابِ قبر حق ہے ہر شخص کو اپنے عمل کے موافق عذابِ قبر کا مزہ چکھنا ہے اس واسطے کہ انبیاء کا خواب بھی وحی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حق ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ یہ عذاب قیامت تک اُن پر کیا جائے گا۔

روایت ہے ابو امامہؓ سے کہ متوجہ ہوئے ایکدن رسول اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی طرف بعد نماز صبح کے اور فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے یہ حق اور سچا ہے اس کو سمجھو اور یاد رکھو ایک شخص میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ لے چلا راستہ میں بہت اونچا ایک پہاڑ ملا مجھ سے کہا اس پر چڑھئے میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ کہا میں آپ کے واسطے پہاڑ کو نرم کر دیتا ہوں پھر جب نرم کر دیا تو میں نہایت آسانی سے اُوپر چڑھ گیا میں نے دیکھا کہ یہاں مرد اور عورتیں ہیں جن کے مُنہ دونوں طرف سے کان تک پھاڑے گئے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے تھے اور کرتے نہیں تھے یعنی وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے تھے۔ ہم لوگ آگے چلے گئے دیکھا کہ یہاں مرد اور عورتیں ہیں اُن کے آنکھ اور کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالتے ہیں میں نے کہا یہ لوگ کون ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں

جو سوراخ سے لوگوں کے گھروں میں جھانکتے تھے اور جو بات سننے کی نہ تھی اُس کو کان لگا کر سُنتے تھے۔ ہم لوگ آگے چلے دیکھا کہ عورتوں کو پیر باندھ کر اوندھے مُنہ لٹکاتے ہیں اور اُن کے سینہ میں اژدھے کاٹتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو بھوکا رکھتی تھیں اور دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ ہم لوگ آگے چلے دیکھا کہ مردوں اور عورتوں کے پاؤں باندھ کر اوندھے منہ لٹکائے ہیں یہ لوگ کالا کیچڑ اور گندہ پانی چاٹتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ روزے رکھتے اور وقت سے پہلے افطار کرتے تھے۔ ہم لوگ آگے چلے ایک جماعت مردوں اور عورتوں کی دیکھی جو نہایت بدصورت اور بدشکل تھی اُن کا لباس بہت بدتر تھا اُن سے ایسی بدبو آتی تھی جیسے بخار کے بعد پسینہ کی بدبو ہوتی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔ ہم لوگ آگے چلے کچھ مردوں کو دیکھا اُن کے بدن اور کل اعضاء پھولے ہیں اور بہت گندی بدبو آتی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ کافروں کی لاشیں ہیں۔ ہم لوگ آگے چلے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے پڑے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ مسلمانوں کی لاشیں ہیں ہم لوگ آگے چلے دیکھا کہ دو نہریں جاری ہیں اس میں لڑکے اور لڑکیاں کھیلتی ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ہم لوگ آگے چلے کچھ لوگوں کو دیکھا اُن کے چہرے روشن چمکتے اور صاف سُتھرے کپڑے پہنے اور خوشبو سے معطر تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ لوگ صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمّت میں سے جو شخص قوم لوط کا عمل کرے گا اُس کو گھسیٹ کر اُس کی قبر لوط کی طرف پہنچا دے گی اور قیامت کے دن اُس کا حشر بھی انہیں کیساتھ ہو گا چنانچہ تاریخ ابن عساکر میں لکھا ہے کہ ایک شخص سرحد میں مرا اور اسی جگہ دفن کیا گیا تیسرے دن اُس کی قبر کھودی گئی لحد کے کُل تختے درست تھے اور میت غائب تھی پھر ہم لوگوں نے دیکھ

بن جراح سے اس کا حال دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص عمل قوم لوط کا کرتا ہے۔ اُس کو قبر کھینچ کر قوم لوط کے ساتھ
کر دیتی ہے اُسی کے ساتھ اُس کا حشر ہو گا۔

روایت کی ہے اصفہانی نے ترغیب میں عوام بن حوشب سے کہ میں ایک قبیلہ
میں گیا وہاں ایک قبر تھی عصر کے بعد وہ قبر پھٹ گئی اور اُس میں سے ایک آدمی نکلا
اُس کا سر گدھے کا تھا اور بدن آدمی کا اُس نے تین بار گدھے کے مثل آواز کی اور قبر
میں چلا گیا اور قبر برابر ہو گئی میں نے لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا تو بیان کیا کہ
یہ شخص شراب پیتا تھا جب نشہ سے ہوش میں آتا تو اس کی ماں نصیحت کرتی اور کہتی
اے میرے لڑکے اللہ تعالیٰ کا خوف کر وہ جواب دیتا تو کیا گدھی کے مانند بکتی ہے
وہ شخص بعد عصر کے مرا اُس وقت سے ہمیشہ بعد عصر کے یہ قبر پھٹتی ہے اور وہ شراب
خوار نکل کر تین بار گدھے کی مانند چلاتا ہے پھر قبر برابر ہو جاتی ہے۔

روایت کی ابو اسحاق رضہ نے کہ میں ایک میت کے غسل دینے کو بلایا گیا جب
میں نے اس کا کپڑا نکالا تو دیکھا کہ اُسکے گردن میں ایک سانپ لپٹا ہے مجھے تعجب ہوا
لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا تھا۔

روایت ہے عبداللہ بن زیاد کے سر میں ایک سانپ ناک کے سوراخ سے داخل ہو
کر منہ سے نکلا پھر مُنہ میں داخل ہو کر ناک کے دوسرے سوراخ سے باہر نکلا اسیطرح
کئی بار داخل ہوا اور نکلا پھر ایک طرف چلا گیا اور لوٹ آیا پھر اسی طرح داخل ہوتا
اور نکلتا رہا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ سانپ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔

روایت ہے عصمت عبادانی سے کہ میں ایک میدان میں جاتا تھا ایک گرجا
دیکھا اس کے حجرہ میں ایک پادری بیٹھا تھا میں نے اس سے کہا تم وہ عجوبہ چیز جس
کو یہاں دیکھا ہے بیان کرو اس نے کہا ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک سفید چڑیا
شتر مرغ کے برابر اس پتھر کی چٹان پر بیٹھی اُس نے قے کیا تو ایک سر پھر پاؤں
پھر پنڈلی نکلی اور جب قے کرتی تھی کسی عضو پر تو وعضو فوراً دوسرے عضو سے مل

جاتا تھا یہاں تک کہ ان اعضاء سے ایک مرد بیٹھا ہوا تیار ہو گیا۔ جب اٹھنے کا قصد کیا چڑیا نے چونچ ماری اور ایک ایک عضو کر کے اس کے تمام اعضاء کو کھا گئی۔ یہ واقعہ کئی دن تک برابر ہوتا رہا۔ مجھ کو بہت تعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا پورا یقین ہوا اور یقین ہوا کہ اس بدن کو اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ایکدن میں نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے طائر میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ذرا ٹھہر جا میں اس آدمی سے اس کا حال پوچھوں اور وہ اپنا قصہ مجھ سے بیان کرے چڑیا نے نہایت فصیح زبان سے عربی میں کہا سارا عالم میرے رب کا ملک ہے اُسی کی ہمیشگی ہے وہ کل چیزوں کو فنا کرتا ہے اور اس کو فنا نہیں ہے میں ایک فرشتہ ہوں اللہ کے فرشتوں سے اور میں اس کے اُوپر مقرر کیا گیا ہوں کیونکہ اس نے گناہ کیا ہے پھر میں نے کہا اے مرد گنہگار تو کون ہے اور تیرا قصہ کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا میں عبداللہ بن ملجم علی کرم اللہ وجہہ کا قتل کرنے والا ہوں پھر جب میں قتل کیا گیا۔ اور اللہ کے سامنے میری روح گئی تو مجھ کو میرا نامہ اعمال دیا گیا اس میں سب کچھ نیکی و بدی لکھی تھی جو میں نے کیا تھا جب سے میری ماں نے مجھ کو پیدا کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قتل کرنے تک اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ فرشتہ مقرر کیا مجھ پر میرے عذاب کے واسطے قیامت تک جیسا تو نے دیکھا اس کے بعد چڑیا نے چونچ ماری اور اس کے ہر عضو کو کاٹ کاٹ کر کھا لیا اور اُڑ گئی۔ اس روایت کو تمام بن محمد اور ابن عساکر اور ابن نجار اور محمد بن احمد نے بیان کیا ہے۔

روایت ہے کتاب من عاش بعد الموت میں عبداللہ سے کہ وہ کشتی میں سوار ہوئے اُن کے ساتھ کچھ اور بھی آدمی تھے ہوا تیز چلنے لگی اور سیاہ بدلی نے اندھیرا کر لیا کئی دن تک کشتی اندھیرے میں چلتی رہی پھر دن ظاہر ہوا اور کشتی آبادی کے قریب پہنچی میں پانی کی تلاش میں نکلا ایک بڑا مکان ملا اس کے دروازے بند تھے اندر سے تیز ہوا چلنے کی آواز آتی تھی میں نے پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اُس وقت دو سوار سفید چادر اوڑھے ہوئے آئے اور کہا اے عبداللہ اس راہ سے جاؤ آگے

پانی کا حوض ملیگا۔ تم پانی پینا اگر تعجب کی کوئی چیز دیکھنا تو خوف نہ کرنا میں نے ان دونوں سواروں سے پوچھا یہ کس کا گھر ہے جس کے سب دروازے بند ہیں اور اُس میں ہوا گونجتی ہے کہا اس گھر میں مُردوں کی رُوحیں ہیں میں آگے بڑھ کر حوض تک پہنچا دیکھا کہ حوض کے درمیان میں پانی سے کچھ اُوپر ایک آدمی پاؤں بندھا ہوا اوندھے منہ لٹکتا ہے اپنا ہاتھ پانی کی طرف بڑھاتا ہے مگر پانی نہیں پاتا مجھ کو دیکھ کر اُس نے پکارا اے عبداللہ مجھ کو پانی پلاؤ میں نے پیالہ بھر کر اس کو دینا چاہا میرا ہاتھ شل اور بے کار ہو گیا پیالہ اس کو نہ دے سکا پھر میں نے پوچھا اے اللہ کے بندے تم کون شخص ہو اس نے جواب دیا کہ آدم کا بیٹا قابیل ہوں میں نے سب سے پہلے روئے زمین پر خون اپنے بھائی کا بہایا ہے۔ اس روایت کو امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی تفسیر دُر منثور میں لکھا ہے حافظ ابو محمد نے کتاب کرامات الاولیا میں لکھا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ہاشم بیان کرتے ہیں کہ میں ایک میت کے غسل دینے کے لیے گیا جب اس کے سر سے کپڑا کھینچا تو دیکھا کہ اس کی گردن میں سانپ لپٹا ہے میں نے سانپ سے کہا تو اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میت کو غسل دیں بہتر ہے کہ تو کنارہ چلا جا۔ جب ہم اپنا کام کر لیں تب تو اپنا کام کر یہ بات سُن کر سانپ گھر کے گوشہ میں جا بیٹھا جب ہم غسل و کفن سے فارغ ہوئے وہ آیا اور اس کی گردن میں لپٹ گیا بعد کو معلوم ہوا یہ مُردہ بے دینی کا کام کرتا تھا۔

روایت ہے کہ ایک مرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اس کا آدھا سر آدھی داڑھی سفید تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا تیری یہ حالت کس طرح ہوئی اس نے کہا میں فلاں قبرستان کی طرف گیا تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک آدمی کو دُرہ مارتا ہے جب دُرہ اُس کے جسم پر پڑتا ہے تو سر سے پاؤں تک وہ آگ ہو جاتا ہے مجھ کو دیکھ کر وہ آدمی لپٹ گیا اور فریاد کی کہ میری مدد کرو دُرّہ مارنے والے نے کہا ہرگز مدد نہ کرنا یہ کافر ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں تھا اس کی بہن نے انتقال کیا اس کو
دفن کر کے گھر آیا تو یاد آیا کہ روپیہ کی تھیلی قبر میں چھوٹ گئی ایک آدمی کو ساتھ
لے کر گیا اور قبر کھود کر تھیلی نکالی پھر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم الگ ہو جاؤ میں
اپنی بہن کو دیکھوں کہ کس حالت میں ہے جب لحد کا تختہ نکالا دیکھا کہ تمام قبر آگ
سے بھر گئی ہے فوراً تختہ لگا کر قبر کو برابر کر دیا اور اپنی ماں کے پاس جا کر پوچھا کہ
میری بہن کس حال میں دُنیا سے گذری تھی ماں نے کہا وہ نماز آخر وقت میں پڑھتی
تھی اور کبھی بے وضو بھی پڑھ لیتی تھی اور جب ہمسایہ لوگ سو جاتے تو اُن کے
دروازوں پر جاتی اور کان لگا کر اُن کی باتیں سُنتی اور لوگوں سے بیان کرتی۔

روایت ہے ابان بن عبداللہؓ سے کہ میرا ہمسایہ مر گیا میں اس کے غسل اور کفن
ودفن میں شریک ہوا جب قبر میں میت اتارنے کا قصد کیا تو ایک جانور بلی کے مثل
دیکھا ہر چند کہ اُس کے دفع کرنے کی کوشش کی مگر وہ دفع نہ ہوا ناچار دوسری قبر
میں دفن کرنے کا ارادہ کیا اُس میں بھی اُسی جانور کو دیکھا اس جگہ سے بھی وہ دفع
نہ ہو سکا۔ پھر تیسری قبر میں دفن کرنا چاہا یہاں بھی اُسی جانور کو دیکھا اور کسی طرح دفع
نہ ہو سکا۔ ناچار اُسی میں دفن کیا جب مٹی کو برابر کیا تو ایک آواز خوفناک قبر سے سُنی
لوگوں نے اُس کی بی بی سے اس واقعہ کو بیان کیا اور دریافت کیا کہ وہ کیا عمل کرتا تھا
اُس نے جواب دیا کہ وہ جنابت کا غسل نہ کرتا تھا۔ ابن قیم نے کتاب الروح میں ذکر
کیا ہے کہ بغداد میں ایک شخص لوہاروں کے بازار میں لوہے کی میخیں بیچنے کو لے گیا
ایک لوہار نے خریدا جب بھٹی میں ڈال کر دھونکا تو آگ نے اُس پر کچھ اثر نہ کیا اور
نہ وہ میخیں سُرخ ہوئیں نہ نرم ہوئیں اور ہتھوڑے کا بھی اُس پر اثر نہ ہوا یہاں تک
کہ لوہار عاجز ہو گیا ناچار ہو کر اُس نے دریافت کیا کہ یہ میخیں تجھ کو کہاں ملیں اُس
نے حیلہ حوالہ کی باتیں کیں جب زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ میں نے ایک پُرانی قبر کھلی ہوئی
دیکھی اور میت کی ہڈیوں میں میخیں لگی تھیں میں نے نکالنے کی بڑی تدبیر کی مگر کسی
طرح نکل نہ سکیں یہاں تک کہ ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے میں نے نکالا۔ اور ابن قیم

نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابو عبد اللہ نے کہ میں اپنے گھر سے بعد عصر کے نکلا ایک باغ میں پہنچا اور قبل غروب آفتاب کے چند قبریں دیکھیں اُن میں سے ایک قبر میں آگ بھری ہے اور نہایت تیز شعلہ نکلتا ہے جیسے شیشہ گر کی بھٹی اور میت آگ کے درمیان میں ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کی قبر ہے معلوم ہوا کہ یہ شخص سودا بیچنے میں لوگوں کو دھوکا دیتا تھا کہ آج اس کا انتقال ہوا ہے۔ عبد الکافی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں شریک ہوا وہاں سیاہ رنگ کا ایک آدمی تھا جب سب لوگ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے وہ علیحدہ چلا گیا اور دفن کے وقت اُس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس کا عمل ہوں اور قبر میں میت کے ساتھ داخل ہو گیا اور نظر سے چھُپ گیا۔

فائدہ۔ علماء نے فرمایا ہے عذاب برزخ کو عذاب قبر کہتے اور برزخ کہتے ہیں۔ دُنیا و آخرت کے درمیانی مدت کو یعنی میت نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں بلکہ عالم برزخ میں ہے اور جس میت کو اللہ تعالیٰ عذاب کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو اسی عالم برزخ میں عذاب کرتا ہے چاہے میت کو دفن کریں یا جانور کو کھلا دیں یا سولی پر چڑھا دیں یا جلا کر خاک کر دیں یا باریک کر کے ہوا میں اُڑا دیں یا دریا میں غرق کر دیں اللہ تعالیٰ اس کے عذاب کرنے پر ہر طرح قادر ہے جسطرح چاہے عذاب کرے اور عذاب برزخ کو اسواسطے عذاب قبر کہتے ہیں کہ اکثر یہ عذاب قبر میں ہوتا ہے اور یہ عذاب ہلکا ہلکا قیامت تک ہوتا رہے گا قیامت میں حساب کے بعد اصلی عذاب ہو گا۔ یہ عذاب نہایت سخت ہے نعوذ باللہ منہ۔

فائدہ:۔ عذاب قبر کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی نظر سے چھپا دیا ہے اس واسطے کہ اگر یہ عذاب دیکھ لے تو دیوانہ کے مثل ہو جائے اور دنیا کا کُل کاروبار چھوڑ دے انتظام عالم خراب ہو جائے لیکن کبھی کبھی نمونہ کے طور سے کچھ دکھا دیتا ہے تاکہ آدمی کے دل میں آخرت کی یاد ہو اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہو اُسکی قدرت کا یقین ہو غفلت دُور ہو جائے اور عبرت و نصیحت حاصل ہو اور بُرے کام سے

توبہ کرے اور باز آئے گناہوں سے شرمندہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے

باب ۲۲ اُن چیزوں کا بیان جو عذاب قبر سے نجات دیتی ہیں

روایت کی طبرانی اور حکیم ترمذی اور اصفہانی نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے آج کی رات عجیب خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کو دیکھا جو میری امت میں سے ہے کہ اس کے پاس ملک الموت آئے تاکہ اُس کی روح قبض کریں اس وقت اسکا احسان جو اپنے ماں باپ کیساتھ کیا تھا آیا اور ملک الموت کو رُخصت کیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں سے دیکھا کہ جب اس کو دفن کر کے واپس ہوئے تو عذاب قبر پر نازل ہوا اُس کے وضو نے آکر عذاب سے بچا لیا اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں سے دیکھا کہ جانکنی کی حالت میں ہے شیاطین نے اس کو رنج و مشقت میں ڈالا ہے بس اللہ کا ذکر آیا اور اس کو شیاطین سے نجات دلائی اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں سے دیکھا کہ ملائکہ عذاب نے اس کو غمگین اور خوف زدہ کر دیا ہے۔ پس اس کی نماز آئی اور بچا لیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں سے دیکھا کہ مارے پیاس کے زبان نکالے ہوئے ہے جب پانی پینا چاہتا ہے روک دیا جاتا ہے پس اس کا روزہ آیا اور پانی پلایا اور سیراب کیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت میں سے دیکھا کہ اس سے کچھ دُور انبیاءؑ حلقہ کئے بیٹھے ہیں جب وہ اُن کے پاس آنے کا قصد کرتا ہے تو منع کیا جاتا ہے پس اس کا غسل جنابت آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پہلو میں بٹھا دیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ اس کے چاروں طرف نہایت اندھیرا ہے وہ پریشان ہے کہ کدھر جاؤں کیا تدبیر کروں پس اس کا حج اور عمرہ آیا اور اندھیرے سے نکال کر نور کی روشنی میں لایا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ وہ مومنوں سے بات کرتا ہے مگر وہ اس کی بات نہیں سنتے اور نہ جواب دیتے ہیں پس اس کا سلوک جو قرابت داروں کیساتھ کیا تھا آیا اور پکار کر کہا اے

ایمان والو! اس سے گفتگو کرو پس سب نے گفتگو کی۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ دوزخ کے شعلہ اور گرمی سے بچنے کے واسطے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ہے پس اُس کا صدقہ آیا اور دیوار بن کر اس کو گرمی سے بچایا اور اُس پر سایہ کر لیا اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ ملائکہ عذاب نے ہر طرف اس کو گھیرا ہے پس اُس نے دُنیا میں جو نیکی کرنے کا حکم اور بُرائی سے بچنے کا حکم لوگوں کو سُنایا تھا وہ آیا اور فرشتوں سے چھڑا لیا اور ملائکہ رحمت کے حوالے کیا اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ گھٹنوں کے بل اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہے لیکن درمیان میں ایک پردہ پڑا ہے پس اس کی اچھی خصلت آئی اور ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچا دیا اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال بائیں طرف سے آیا پس اللہ تعالیٰ کا خوف جو دنیا میں اسکے دل میں تھا وہ آیا اور اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیدیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ حساب کے وقت اس کی نیکی کا وزن ہلکا ہو گیا پس اس کا فرط آیا اور وزن کو بھاری کر دیا۔ فرط اُن بچوں کو کہتے ہیں جو بچپن میں مر گئے اور ماں باپ نے ثواب کی اُمید سے اُن پر صبر کیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ جہنم کے کنارہ پر کھڑا ہے پس اُس کا خوف جو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں رکھتا تھا آیا اور اس کو نجات دی اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ جہنم میں گر جانے کے قریب ہو گیا ہے پس اس کا آنسو جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا کرتا تھا آیا اور جہنم سے اس کو بچایا۔ ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ پُل صراط پر کھڑا خوف سے کانپتا تھرتھراتا ہے پس اس کا نیک گمان جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھتا تھا آیا اور خوف نکل گیا اور پُل صراط سے پار اُتر گیا اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ پُل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور کبھی سرین کے بل پس اُس کی نماز آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دیا وہ پُل صراط سے گذر گیا۔ اور ایک شخص کو اپنی اُمت سے دیکھا کہ جنت کے دروازہ تک پہنچا تھا کہ دروازہ بند ہو گیا۔

پس اس کا کلمہ شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آیا اور دروازہ کھول کر اس کو جنت میں داخل کیا اس کے بعد میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ اُن کی زبان اوپر کو کھینچی ہے اور لوگ لٹکتے ہیں میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو جھوٹی تہمت زنا کی لگاتے تھے۔ اور میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ اُن کے دونوں لب قینچی سے کاٹتے ہیں پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ مسلمانوں میں چغل خوری کرتے تھے۔

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جہاد میں شریک ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو چھ کرامات عطا فرمائے گا۔

اوّل یہ کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے میں کُل گناہ اس کے معاف ہوجاتے ہیں اور اپنی جگہ جنت میں دیکھتا ہے۔

دوسری یہ کہ عذاب قبر سے اس کی نجات ہوجاتی ہے۔

تیسری یہ کہ روز قیامت کے صدمہ سے بے خوف و خطر ہوگا۔

چوتھی یہ کہ اُس کے سر پر عزّت کا تاج رکھا جائے گا ہر ایک دانہ اُس کے یاقوت کا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

پانچویں یہ کہ جنت کی بہترین حُور سے اس کا نکاح ہوگا

چھٹی یہ کہ اپنے خاندان کے ستّر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص شکم کی بیماری میں مریگا وہ قبر میں عذاب قبر سے نجات پائے گا مراد شکم کی بیماری سے مرض استسقا اور اسہال ہے۔

روایت ہے سلمان فارسیؓ سے کہ مجھ کو خبر دی بعض اہل کتاب نے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے نماز میں طول قیام امان ہے پُل صراط کی سختی سے اور طول سجدہ امان ہے عذاب قبر سے۔

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے ایک مرد سے کہا کیا میں تم کو ایسا

تحفہ نہ دوں کہ تم خوش ہو جاؤ کہا ضرور دیجئے فرمایا سورہ تبارک الذی پڑھو اور اپنی
بی بی بچے اور گھر کے سب لوگوں کو اور اپنے ہمسایہ کو بھی سکھاؤ اس سورہ کا نام منجیہ
ہے یعنی عذابِ قبر سے نجات دینے والی اور مجادلہ ہے یعنی پروردگار کے پاس کوشش
کر کے سفارش کرنے والی اور عذاب دوزخ سے پناہ دلانے والی اور عذابِ قبر
سے نجات دلانے والی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قبر میں عذاب سر کی طرف سے آئیگا
تو سر جواب دے گا اِدھر سے تیرا راستہ نہیں ہے اس میں سورۂ ملک ہے پھر پاؤں
کی طرف سے آئے گا تو پاؤں جواب دے گا ادھر سے تیرا راستہ نہیں ہے اس
پاؤں سے کھڑے ہو کر اُس نے سورہ ملک پڑھی ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جو
شخص ہر رات کو سورہ تبارک الذی پڑھے گا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی مر گیا
اُس نے قرآن سے سوائے سورہ تبارک الذی کے اور کچھ یاد نہ کیا تھا جب وہ قبر میں
اتارا گیا۔ عذاب کے فرشتے آئے اور اس سورہ نے فرشتوں کو عذاب کرنے سے منع
کیا فرشتوں نے کہا تو قرآن میں سے ہے ہم تجھ کو رنج دینا ناپسند کرتے ہیں ہم
کو قدرت نہیں کہ تجھ کو یا مُردہ کو یا اپنے کو نفع و نقصان پہنچائیں اگر تو اس مُردہ
کو عذاب سے بچانا چاہتی ہے تو پروردگار کے دربار میں جا کر اُس کی سفارش کر
یہ سورہ پروردگار کے دربار میں جا کر کہے گی یارب یہ مُردہ دنیا میں مجھ کو پڑھا کرتا
تھا میں اس کے دل میں ہوں اگر تو عذاب کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو قرآن پاک
سے مٹا دے پروردگار کہے گا۔ تو غصہ میں آگئی ہے سورہ کہے گی اس کے بارے
میں مجھے غصہ آنے کا حق ہے حکم ہو گا کہ جا میں نے میت کو تیرے حوالے کیا اور
تیری شفاعت قبول کی سو وہ فرشتہ کے پاس آئے گی اور اس کو دفع کرے گی
فرشتہ نا امید ہو کر چلا جائے گا تو یہ میت کے پاس آکر خوشخبری دے گی کہ مبارک
ہو تیرا منہ جس سے مجھ کو پڑھا اور مبارک ہو تیرا سینہ جس میں میں ہوں اور
مبارک ہوں تیرے دونوں پاؤں جس سے کھڑے ہو کر مجھ کو نماز میں پڑھا پھر

یہ سورہ اس کی قبر میں رہا کرے گی تاکہ کبھی خوف نہ کرے ۔ امام یافعی نے ذکر کیا ہے کہ یمن میں ایک بزرگ تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے ایک میت کو دفن کیا جب فارغ ہوا تو قبر سے مارنے کی سخت آواز آئی اور قبر سے ایک سیاہ کتا نکل کر بھاگا میں نے پوچھا تو کون ہے کہا میں میت کا عمل ہوں پھر میں نے پوچھا یہ مار تجھ پر پڑی ہے یا میت پر کہا مجھ پر اور کہا اس کے پاس سورہ یٰسین اور سورہ سجدہ ہے اس نے مجھے مار کر دفع کیا ہے۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سوتے وقت تبارک الذی اور سورہ سجدہ پڑھا کرتے تھے ۔

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعرات کو بعد مغرب دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اذا زلزلت پندرہ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی اس پر آسان کرے گا اور عذاب قبر سے نجات دے گا اور پل صراط پہ گذرنا آسان کرے گا۔

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے گا وہ ایمان کے ساتھ مریگا اور عذاب قبر سے نجات پائیگا

روایت ہے انسؓ سے کہ جو شخص ماہِ رمضان میں مرے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

باب ۲۳ قبر میں مُردے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور نماز و قرآن پڑھتے ہیں اور ملاقات کرتے ہیں اور آرام پاتے ہیں۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل نے مجھ کو خبر دی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مومن کا دوست ہے موت کے وقت اور قبر میں اور قبر سے اٹھنے کے دن یعنی جس نے صدق دل سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور اس پر عمل کیا اور کفر و شرک سے بچا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی

تابعداری کی اور جس کام سے منع کیا اس سے باز رہا تو بیشک یہ کلمہ اُن تین جگہوں میں مدد کریگا یہ تین جگہ آخرت میں سب سے زیادہ مشکل اور سختی کی جگہ ہے۔

روایت ہے ابن عباس رضؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس گذرے آپ نے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ سب انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

روایت ہے کہ ثابت بنانی ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو قبر میں کسی میت کو نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو مجھ کو بھی اس نماز کی اجازت دے جبیرؓ کہتے ہیں کہ ثابت بنانی کا جب انتقال ہوا میں نے غسل وکفن دے کر لحد میں رکھا اور تختے برابر کئے اتفاقاً ایک تختہ گر پڑا میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور ابراہیم مہلبی کہتے ہیں کہ میرے پاس آنیجانے والوں نے بیان کیا جب ہم لوگ ثابت بنانی کی قبر کی طرف گذرتے ہیں تو قبر سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سُنا کرتے ہیں۔

روایت ہے ابن عباس رضؓ سے کہ ایک صحابی نے قبر پر خیمہ قائم کیا ان کو معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے سُنا کہ ایک شخص زمین کے اندر سورہ ملک پڑھتا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا آپ نے اسکی تصدیق کی اور فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے یوسف بن محمد کہتے ہیں کہ ابوالحسن جو بزرگ متقی ہیں انہوں نے مجھے ایک جگہ دکھائی اور کہا کہ میں ہمیشہ اس جگہ سے سورہ ملک کی آواز سُنتا ہوں عیسٰی بن محمد نے ابوبکر بن مجاہد کو ان کے انتقال کے بعد دیکھا کہ قبر میں قرآن شریف تلاوت کرتے ہیں پوچھا کہ تم تو انتقال کر چکے اب کیوں تلاوت کرتے ہو۔ کہا کہ ہر نماز کے بعد اور ختم قرآن کے بعد دعا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھ کو ان لوگوں میں سے بنادے جو قبر میں تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالی نے مجھ کو ویسا ہی کر دیا۔ اور ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ مومن کو قبر میں قرآن شریف دیا جاتا ہے اور وہ تلاوت کرتا ہے اور اسی طرح

روایت ہے عکرمہ سے کہ حافظ ابوالعلا ہمدانی جو عالم ربانی تھے انکے انتقال کے بعد ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک شہر میں ہیں اس کی تمام دیواریں کتاب کی بنائی گئی ہیں اُس کیوجہ اُن سے پوچھی تو ابدیا کہ میں اللہ تعالی سے سوال کیا کرتا تھا کہ مرنے کے بعد بھی مجھ کو علم میں مشغول رکھے جیسا کہ دنیا میں علم میں مشغول ہوں اللہ تعالی نے قبول فرمایا اور قبر میں میرے علم کا سامان کر دیا۔

روایت ہے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ ایک بار جنگل میں میرا گذر ہوا جب رات ہو گئی تو میں عبید اللہ بن عمرو کی قبر کے پاس ٹھہرا قبر سے تلاوت قرآن کی آواز ایسی خوش الحان آتی تھی کہ میں نے کبھی ایسی آواز نہیں سُنی پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا وہ عبد اللہ کی آواز تھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی ارواح کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان لٹکاتا ہے جب رات ہوتی ہے تو اُن ارواح کو اُن کے بدن میں ڈالتا ہے اور وہ تمام رات تلاوتِ قرآن اور نماز میں رہتی ہیں جب صبح ہوتی ہے تو اُن کو اصلی جگہ بُلا لیتا ہے۔

روایت ہے فردوس دیلمی میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن شریف یاد کرتا ہے اور ختم کرنے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قبر میں فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ پورا قرآن شریف اس کو حفظ کرائے یہانتک کہ قیامت کے دن حافظ قرآن ہو کر اپنی قبر سے اُٹھے گا۔

روایت ہے عاصم سقطی سے کہ بلخ میں ہم نے ایک میت کے واسطے قبر کھودی ایک طرف دیوار میں سوراخ ہو گیا اُس سے ہم نے دیکھا کہ پُرانی قبر ہے اُس میں بوڑھا آدمی سبز لباس پہنے قبلہ رُخ بیٹھا ہے قبر کی دیواریں اور زمین اور چھت بھی سبز ہے وہ قرآن شریف تلاوت کرتا ہے۔

روایت ہے ابوالنصر نیشاپوری سے جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور قبر کھودا کرتے تھے کہ میں نے ایک بار قبر کھودی اتفاقاً ایک قبر نکل آئی میں نے دیکھا

کہ اُس میں ایک نوجوان خوبصورت عمدہ لباس پہنے بیٹھا ہے اور اس سے نہایت اچھی خوشبو آتی ہے اُس کے ہاتھ میں قرآن شریف ہے اور سبز حرفوں سے لکھا ہے کل حروف نہایت خوبصورت ہیں وہ نوجوان تلاوت میں مصروف ہے اُس نے مجھ کو دیکھا تو پوچھا کیا قیامت آگئی میں نے کہا نہیں کہا اس سوراخ کو بند کرو میں نے بند کر دیا۔ اس واقعہ کو ابن نجار نے تاریخ بغداد میں بھی روایت کیا ہے۔

روایت ہے جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو اچھا کفن پہناؤ اس لیے کہ وہی کفن پہنے ہوئے آپس میں ملاقات کرتے ہیں ایسی روایت ابوہریرہؓ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی ہے۔

فائدہ:۔ علماء نے فرمایا ہے اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ سفید رنگ کا اور پاک وصاف ہو اور پورا ہو کم نہ ہو اور کپڑا موٹا ہو ہلکا نہ ہو اور قیمتی کفن مراد نہیں ہے۔

روایت ہے حذیفہ ابن یمان سے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے لیے دو کپڑے سفید خریدو اس لیے کہ وہ دیر تک میرے بدن پر نہ رہے گا بلکہ اس کے عوض میں اچھا لباس ملے گا یا اس سے بدتر ملے گا۔

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے وصیت کی کہ میرا کفن اوسط درجہ کا لینا نہ زیادہ قیمتی نہ بالکل کم قیمت کا اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں میرے واسطے خیر ہے تو میری قبر کشادہ کی جائے گی جہاں تک میری نگاہ پہنچے گی اور اگر خیر نہیں ہے تو میری قبر مجھ پر ایسی تنگ ہو گی کہ میری ہڈی پسلی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے یہ دونوں کپڑے دھولے اور اسی کا کفن دینا اے عائشہ اگر مرنے والا اچھا ہے تو اس سے اچھا لباس پہنایا جائے گا اور اگر برا ہے تو یہ بھی اُس سے چھین لیا جائے گا۔

روایت ہے خلف بردانی سے کہ ایک شخص نے انتقال کیا کفن کچھ بڑا تھا۔ پہناتے وقت زائد کو میں نے پھاڑ لیا رات کو کسی نے خواب میں بلند آواز سے کہا تو نے ولی اللہ کے کفن میں بخل کیا ہے ہم نے جنت سے اپنا کفن لا کر اس کو پہنایا میں اسی وقت گھبرا اٹھا دیکھا تو کفن کھونٹی پر رکھا ہے۔

حکایت۔ علامہ ابن جوزی نے عیون الحکایات میں فریابی سے روایت کی ہے کہ شہر قیساریہ میں ایک عورت نے انتقال کیا اُس کی لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہتی ہے کہ تم لوگوں نے مجھ کو تنگ کفن دیا میں اپنے ساتھیوں میں شرمندہ ہوں۔ گھر میں فلاں جگہ دینار رکھے ہیں اس سے میرے واسطے کفن خرید کر فلاں عورت فلاں روز ہمارے پاس آئے گی اس کے ساتھ وہ کفن بھیجدو لڑکی کہتی ہے کہ صبح کو میں گھر میں اسجگہ گئی دیکھا تو چار دینار موجود ہیں اُس کے بعد لڑکی اس عورت کے پاس گئی دیکھا کہ وہ صحیح و سالم ہے لڑکی نے اُس سے کہا کہ آج تیری موت آئے تو مجھ کو خبر دینا تیرے ذریعہ سے ماں کے پاس مجھ کو کچھ بھیجنا ہے یہ عورت اسی روز مر گئی لڑکی نے کفن خرید کر اس کے کفن میں رکھ دیا رات کو لڑکی نے خواب دیکھا کہ ماں کہتی ہے کہ فلاں عورت نے تیرا کفن مجھ کو دیا اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے۔ روایت ہے شعبیؒ سے کہ میت کو جب قبر کے حوالے کر دیتے ہیں تو میت کے لڑکے اور اس کے گھر کے آدمی جو گذر گئے ہیں اُس کے پاس آتے ہیں اور زندہ لوگوں کا حال پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کرتا ہے۔

روایت ہے سعید بن جبیرؓ سے کہ حضرت ابن عباسؓ نے طائف میں انتقال کیا ہیں اُن کے جنازہ میں حاضر تھا دیکھا کہ آسمان سے ایک چڑیا آئی اور کفن کے اندر داخل ہو گئی ہم لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا حاضرین نے یقین کیا کہ یہ ان کا نیک عمل تھا جب دفن سے فارغ ہوئے تو قبر سے یہ آواز سُنی یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ط فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ یعنی اے رُوح آرام کرنے والی تو چل اپنے پروردگار کی طرف

تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔

روایت ہے کہ طاؤس نے اپنے لڑکے سے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تختہ اٹھا کر دیکھنا اگر میں قبر میں نہ ہوں تو اللہ کی تعریف کرنا یہ دلیل ہوگی میرے جنت میں پہنچنے کی اور اگر میں رہوں تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا۔ جب لڑکے نے تختہ اٹھا کر دیکھا تو لاش کو نہ پایا اور اللہ کی تعریف کی۔

روایت ہے ابو بکر بن مقری سے کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک میت کو دفن کیا پھر ایک غلطی کی وجہ سے دوبارہ قبر کھودی تو میت کو ہم نے نہ پایا۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ اور انس بن مالکؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیواسطے لشکر روانہ کیا میں اس میں تھا جب ہم واپس ہوئے تو راستہ میں ہمارا ایک ساتھی مر گیا جب دفن سے فارغ ہوئے تو وہاں کے ایک شخص نے بیان کیا کہ یہ زمین مردہ کو قبول نہیں کرتی اور باہر پھینک دیتی ہے اگر دو ۲ میل دُور لے جا کر دفن کرو تو خوب ہے جب ہم نے قبر کھودی اور تختہ ہٹایا۔ تو میت کو نہ پایا اور دیکھا کہ جہاں تک نظر پڑتی ہے میدان ہے اور کل میدان نور سے بھرا ہے۔

روایت ہے ابو ذرادؓ سے کہ مکہ معظمہ میں ایک عورت ہر روز بارہ ہزار مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرتی تھی جب وہ مری اور اس کی لاش قبر تک لے گئے اور قبر میں اتارنے کا قصد کیا تو لاش خود بخود ہاتھ سے علیحدہ ہو کر لحد میں اُتر گئی۔

روایت ہے کہ وارد عجلی کا جب انتقال ہوا اور لاش قبر تک لے گئے تو چند آدمی قبر میں اُترے دیکھا کہ ریحان کے پھول کا فرش بچھا ہے اور خوشبو سے قبر معطر ہے۔ بعض لوگوں نے کچھ پھول لے لیا سات روز تک تر و تازہ رہا دیکھنے والے آتے اور دیکھتے تھے پھر اس پھول کو حاکم نے لے لیا اور اُس کے یہاں

سے غائب ہوگیا۔

روایت ہے محمد بن مخلد سے کہ میری ماں نے انتقال کیا جب میں قبر میں اُترا تو قبر کی دیوار میں ایک سوراخ ظاہر ہوا دیکھا کہ ایک قبر ہے اور مردہ نیا کفن پہنے ہے اور اُس کے سینہ پر چنبیلی کے پھولوں کا ایک گلدستہ ہے میں نے گلدستہ اٹھا کر سونگھا اور حاضرین کو بھی سنگھایا اس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بھی اچھی تھی۔ پھر گلدستہ کو اس کے سینہ پر رکھ کر سوراخ بند کر دیا۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے قریب ایک پُرانی قبر نکلی اور میت کے سینہ پر ریحان کے پھولوں کا گلدستہ تھا حافظ ابوالفرج بن جوزی لکھتے ہیں کہ سن ایک سو بہتّر میں بصرہ کے قریب ایک ٹیلہ تھا وہ ایک طرف سے کچھ گر گیا سات سات قبریں مانند حوض کے ظاہر ہوئیں ہر طرف کے مردے صحیح وسالم تھے کفن بھی ہر ایک کا نیا تھا اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی ایک قبر میں نوجوان آدمی تھا اس کے سر پر بال تھے اور اس کا لب تر و تازہ تھا جیسے کسی نے پانی پلایا ہے۔ آنکھیں سرمگیں تھیں کمر پر تلوار کا زخم تھا۔

روایت ہے کہ سعد بن مُعاذ کی قبر کھودتے وقت مشک کی خوشبو آتی تھی ایک شخص نے قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو وہ مشک تھی۔

روایت ہے کہ ایک میت کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ تمہاری قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آتی ہے جواب دیا کہ تلاوت قرآن مجید اور روزہ کے بھوک پیاس کی یہ خوشبو ہے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا جعفر طیار کو دیکھا کہ ملائکہ کیساتھ اڑتے ہیں اور حضرت حمزہ کو دیکھا کہ مسند لگائے بیٹھے ہیں اور بھی چند اصحاب کو وہاں دیکھا۔

باب ۲۴ زیارت قبر کے اور اس کا بیان کہ مُردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے اور دیکھتے ہیں۔

روایت ہے حضرت عائشہؓ اور ابوہریرہؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص اپنے جان پہچان والے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا ہے اور محبت کرتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے اور اگر اس کو نہیں پہچانتا تھا تو بھی خوش ہوتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ ابو زرین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا آنا جانا قبرستان کی طرف سے ہوتا ہے تو جب میں وہاں پہنچوں تو مجھ کو کیا کہنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا جب تم قبرستان میں جاؤ تو کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ط ابو زرین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمارا سلام مُردے سنتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں مگر تم نہیں سُن سکتے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ اُحد سے واپس ہونے لگے تو شہیدوں کی قبر پر گئے اور مصعب بن عمیرؓ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ اللہ کے پاس زندہ ہو پھر اصحاب سے فرمایا کہ ان کی قبروں کی زیارت کرتے رہو اور سلام کرتے رہو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب کوئی شخص ان کو سلام کرتا ہے تو ضرور جواب دیتے ہیں قیامت تک۔

روایت کی بیہقی نے محمد بن واسع سے انہوں نے کہا مجھے خبر ملی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب کوئی شخص میت کی زیارت کرتا ہے جمعہ کو یا ایک دن اس سے پہلے یا ایک دن اُس کے بعد تو میت پہچانتی ہے زیارت کرنے والے کو۔

حکایت:۔ شیخ اسمٰعیل خضرمی جو بہت بڑے عالم اور دیندار بزرگ تھے وہ ایک بار یمن کے قبرستان میں گئے اور چیخ مار کر رونے لگے اور بہت غمگین ہوئے کچھ دیر کے بعد قہقہہ مار کر ہنسے اور خوشی کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر ہوئے کسی نے اُن سے ہنسنے اور رونے کا حال پوچھا فرمایا میں نے دیکھا کہ مُردوں پر سخت

عذاب ہو رہا ہے اس لیے میں رونے لگا پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اُن کی مغفرت اور نجات کی دُعا کی اللہ تعالیٰ نے اُن سے عذاب دُور کیا اس میں ایک عورت گانے بجانے والی تھی وہ بولی اے اسماعیل تیری دُعا کی برکت سے اللہ نے مجھ کو بھی بخشدیا اس لیے میں ہنسنے لگا۔

حکایت:۔ زین الدین بوشی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن فقیہ مقام منصورہ میں رہتے تھے اُس وقت اہلِ فرنگ نے کتنے مسلمانوں کو قید کیا اور کتنوں کو شہید کیا تھا۔ عبدالرحمٰن فقیہ قرآن شریف تلاوت کرتے تھے یہ آیت پڑھی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے اُن کو مردہ خیال نہ کرو وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں پھر جب عبدالرحمٰن فقیہ قتل کئے گئے تو ایک فرنگی آیا اُس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اُس نے نیزہ سے ان کو کونچا اور طعنہ سے کہا اے مسلمانوں کے پیشوا تم کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ زندہ ہو اور روزی پاتے ہو اب یہ بات کہاں ہے فقیہ نے سر اٹھا کر دوبارہ کہا حَيٌّ وَّرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ یعنی وہ زندہ ہیں قسم ہے رب کعبہ کی۔ یہ سنکر فرنگی گھوڑے سے اُتر پڑا اور اُن کے سر کو بوسہ دیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کی لاش ہمارے شہر میں لے چلو۔

حکایت:۔ رسالہ قشیریہ میں ہے کہ ایک آدمی کفن چور تھا اتفاقاً ایک نیک بخت عورت نے انتقال کیا لوگوں نے نماز جنازہ کی پڑھی کفن چور بھی نماز میں شریک ہوا تاکہ قبر کی جگہ معلوم کرے جب دفن سے فارغ ہوئے اور رات آئی اس نے قبر کھودی عورت نے کہا سبحان اللہ جس کے گناہ اللہ نے بخشدیئے وہ کفن چوری کرتا ہے اس عورت کی جس کے گناہ اللہ نے بخشدیئے اس نے پوچھا میرے گناہ بھی بخشدیئے عورت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخشا اور اُن سب لوگوں کو جنہوں نے میرے جنازہ کی نماز پڑھی اور تو نے بھی میرے جنازہ کی نماز پڑھی ہے یہ سُن کر اُس نے قبر برابر کردی اور اس فعل سے توبہ کی۔

حکایت:۔ اسی رسالہ میں لکھا ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا میرا ایک مرید آیا اور کہا اے اُستاد کل ظہر کے وقت میرا انتقال ہوگا یہ اشرفی لو آدھی قبر کھودنے والے کو دینا اور آدھی کی کفن خریدنا جب دوسرا دن آیا اور ظہر کا وقت ہوا وہ مرید آیا طواف کیا اور کچھ دُور جا کر انتقال کیا جب میں نے غسل و کفن دے کر لحد میں رکھا تو اُس نے میری طرف دیکھا میں نے پوچھا تم مر گئے لیکن پھر زندہ ہوا اس نے کہا میں اللہ سے محبت رکھتا ہوں اور اللہ سے محبت رکھنے والا مرتا نہیں ہے۔

حکایت:۔ امام یافعی نے اپنی کتاب کفایۃ المعتقد میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک نیک مرد نے بیان کیا کہ فلاں بزرگ اپنے والد کی قبر پر جاتے ہیں اور اُن سے بات کرتے ہیں اور یہ واقعہ مشہور ہے کہ فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ کی قبر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز سُنی جاتی ہے۔

روایت کی حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، سعید بن مسیبؓ سے کہ ہم لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مدینہ کے قبرستان میں گئے حضرت علیؓ نے پکار کر کہا یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تُخْبِرُوْنَا بِاَخْبَارِكُمْ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ نُّخْبِرَكُمْ یعنی اے قبر والو تم پر سلام اور اللہ کی رحمت تم اپنا حال ہم سے کہو گے یا ہمارا حال سننا چاہتے ہو ایک قبر سے آواز آئی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے امیر المؤمنین آپ فرمایئے کہ ہمارے بعد کیا ہوا حضرت علیؓ نے فرمایا تمہاری بیبیاں دوسروں کے نکاح میں آئیں اور تمہارا مال ورثہ میں تقسیم کر لیا گیا اور تمہاری اولاد یتیم خانوں میں بھیج دی گئی اور تمہارے مکانات پر تمہارے دشمنوں نے قبضہ کیا یہ ہمارے یہاں کا حال ہے اب تم لوگ اپنا حال بیان کرو۔ ایک مُردہ نے جواب دیا جس کا کفن سڑ گیا تھا سر کے بال گر گئے تھے بدن کے چمڑے ریزے ریزے ہو گئے تھے آنکھیں بہ گئی تھیں بدن سے پیپ اور زرد پانی جاری تھے کہ جو دنیا میں ہم نے کیا تھا آج اسکا بدلہ پاتے ہیں اور جو نہیں کیا اس پر افسوس کرتے ہیں اور ہم اپنے اعمال میں بند ہیں۔

روایت ہے یونس بن ابی الفرات سے کہ ایک شخص قبر کھودتا تھا آرام کرنے کے واسطے کچھ دیر قبر میں بیٹھ گیا اس کی پیٹھ میں سرد ہوا لگی اس نے پھر کر دیکھا کہ ایک سوراخ ہے انگلی سے کشادہ کیا تو دیکھا قبر ہے اور بہت بڑا میدان ہے اس میں ایک بڈھا آدمی بیٹھا ہے اس کے بالوں میں مہندی کا خضاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ابھی کنگھی کی ہے۔

روایت ہے عبداللہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی زیارت کی اور فرمایا اے اللہ تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور جو شخص ان کی زیارت کرے گا تو یہ اُس کے سلام کا جواب دیں گے۔ قیامت تک عطاف کہتے ہیں کہ میری خالہ نے شہداء اُحد کی زیارت کی اُن کے ساتھ دو غلام سواری کے جانور کی خدمت کے لیے تھے انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور شہداء اُحد کو سلام کیا اور سلام کا جواب شہیدوں سے سُنا اور یہ بھی کہتے ہوئے سُنا کہ ہم لوگ تم کو پہچانتے ہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء اُحد کی زیارت کو جاتے تھے جب قبر کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے کہتے تھے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ہر سال شہداء اُحد کی زیارت کو جایا کرتے تھے اور حضرت فاطمہؓ اور سعد بن ابی وقاص بھی جاتے تھے۔ فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن کیساتھ شہداء اُحد کی زیارت کو گئی اور حضرت حمزہؓ کی قبر کے پاس جا کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی تم پر سلام اے چچا رسول اللہ کے۔ پس قبر سے آواز آئی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

روایت ہے ہاشم بن محمد سے کہ میرے باپ مجھ کو لے کر مدینہ کے قبرستان میں گئے آفتاب نکلنے سے پہلے جب قبرستان پہنچے تو بلند آواز سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ قبرستان سے جواب کی آواز آئی وعلیکم السلام

یا اباعبداللہ میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے جواب دیا ہے میں نے کہا نہیں پھر مجھ کو اپنی داہنی طرف کھڑا کر کے دوبارہ سلام کیا اور جواب سنا اسیطرح تین بار سلام کیا اور ہر بار سلام کا جواب سُنا۔

روایت ہے کتاب اخبار المدینہ میں بکر بن محمد سے کہ ایام حرہ میں جو سخت لڑائی کا زمانہ تھا اور سب لوگ لڑنے میں مشغول تھے اور مسجد نبوی میں تین روز تک اذان وجماعت نہ ہوئی سعید بن مسیبؓ کہتے ہیں کہ میں تنہا مسجد نبوی میں حاضر رہتا تھا میں گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب گیا ظہر کا وقت ہوا قبر مبارک سے اذان کی آواز سنی میں نے وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھی پھر اقامت کی آواز سُنی اور ظہر کی نماز ادا کی پھر جب عصر کا وقت ہوا تو اذان واقامت کی آواز قبر مبارک سے سنی اسی طرح تین دن تک ہر نماز کے وقت اذان واقامت کی آواز سنتا اور نماز ادا کرتا رہا۔

روایت ہے منہال بن عمرو سے کہ میں دمشق میں تھا قسم خدا کی میں نے دیکھا جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو دمشق سے روانہ کیا تو ایک شخص سورہ کہف تلاوت کر رہا تھا جب اس نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ط یعنی کیا تو نے خیال کیا کہ اصحابِ کہف اور رقیم والے ہماری نشانیوں سے عجیب تھے۔ سر مبارک سے آواز آئی۔ اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْکَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ یعنی اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کے قابل میرا قتل کرنا اور میرے سر کو روانہ کرنا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان عبادت گزار مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا حضرت عمرؓ اس کی عبادت سے تعجب کرتے تھے اس کا باپ بہت ضعیف ہو گیا تھا یہ جوان عشار کی نماز پڑھ کر باپ کی خدمت کے واسطے جاتا راستہ میں ایک عورت اس پر فریفتہ ہو گئی ہر روز اس کو بلاتی اور چھیڑتی تھی ایکدن یہ جوان اس کے ساتھ چلا عورت گھر کے اندر گئی جب یہ دروازہ پر پہنچا اور اند

جانے کا ارادہ کیا تو یہ آیت یاد آئی اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ط یعنی جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ ڈالنے والا پیدا ہو جاتا ہے تو یاد کر لیتے ہیں۔ اور دیکھنے لگتے ہیں (حقیقت امر کو) اسوقت اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل پر اسقدر غالب ہوا کہ زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا جب بہت عرصہ گذرا تو اس کا باپ تلاش کرنے کو گھر سے نکلا دیکھا کہ بیہوش پڑا ہے اس کو گھر اٹھا لایا جب ہوش ہوا تو پوچھا کہ سچ بیان کر جو تجھ پر گذرا ہے جوان نے وہ آیت پڑھی اور چیخ مار کر زمین پر گرا اور جان نکل گئی لوگوں نے غسل و کفن کیا۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیان کیا۔ آپ اس جوان کے باپ کے پاس غمخواری کیواسطے گئے اور فرمایا کہ مجھ کو اسوقت خبر کیوں نہ دی کہا اے امیرالمؤمنین رات کا وقت تھا تکلیف کے خیال سے آپ کو خبر نہ دی آپ نے فرمایا مجھ کو اسکی قبر کے پاس لیچلو جب آپ اصحاب کے ساتھ قبر تک پہنچے تو فرمایا وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ یعنی جو شخص اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرے گا۔ اس کو دو جنتیں ملیں گی نوجوان نے قبر سے دو بار جواب دیا اے عمرؓ بیشک میرے رب نے مجھ کو دو جنتیں دیں۔

روایت کی ابن عساکر نے عمیر بن حباب سلمیؓ سے کہ بنو امیہ کی لڑائی کے زمانہ میں ہم سب نو آدمی کو گرفتار کر کے روم کے بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے سب کی گردن مارنے کا حکم دیا چنانچہ آٹھ آدمیوں کی گردن ماری گئی جب میری نوبت آئی تو چوبدار نے بادشاہ کا سر اور پیر چوم کر عرض کی کہ اس کو مجھے دیدیجئے بادشاہ نے مجھے اس کے حوالے کیا وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اس کی ایک لڑکی نہایت خوبصورت تھی اس کو بلایا اور مجھ سے کہا تو جانتا ہے کہ بادشاہ کے نزدیک میرا کیسا مرتبہ ہے اگر تو میرا دین قبول کرے تو میں اس لڑکی سے تیری شادی کر دوں اور اپنا مال و دولت تیرے حوالے کروں میں نے جواب دیا بی بی کیلئے میں اپنا دین نہیں بدلوں گا اور نہ دنیا کی دولت کیواسطے اپنا مذہب چھوڑوں گا کتنے دنوں تک میں اس کے یہاں رہا

اور وہ ہر روز مجھ کو سمجھاتا تھا ایک رات اس کی لڑکی اپنے باغ میں مجھ کو لے کر گئی اور کہا میرے باپ کی بات تم کیوں نہیں سنتے میں نے کہا بی بی اور دولت کیلئے میں اپنا دین ہرگز نہیں چھوڑوں گا پھر اس نے کہا تم یہاں رہنا پسند کرتے ہو یا اپنے شہر جانے کو میں نے کہا اپنے شہر جانے کو میں پسند کرتا ہوں اور میرا شہر یہاں سے بہت دنوں کا راستہ تھا۔ اس نے مجھے آسمان کا ایک ستارہ دکھایا اور کہا اسی ستارہ کی سیدھ میں جانا تمام رات جانا جب صبح ہو تو کہیں چھپ رہنا پھر جب رات آوے تو راستہ چلنا اس شمار سے تم شہر میں پہنچ جاؤ گے۔ میں یہاں سے روانہ ہوا تمام رات چلتا اور صبح ہوتے چھپ رہتا چوتھے دن ایک جگہ چھپا تھا دیکھا کہ چند سوار آئے میں ڈرا کہ شاید دشمن میری تلاش میں آپہنچے جب میرے قریب آئے تو یہ وہی ساتھی تھے جن کو شاہِ روم نے قتل کیا تھا کچھ اور سوار بھی اُن کے ساتھ سفید گھوڑے پر سوار تھے ان لوگوں نے مجھ کو پکارا کہ عمیر میں نے کہا ہاں میں عمیر ہوں تم تو قتل کیے گئے تھے پھر کیونکر آئے کہا ہاں ہم لوگ قتل کیے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندہ رکھا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ میں شریک ہوں پھر اُن میں سے ایک نے کہا اے عمیر اپنا ہاتھ دو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اُس نے اپنے گھوڑے پر مجھ کو سوار کر لیا تھوڑی دُور جا کر اُتار دیا تو میں اپنے مکان کے پاس تھا۔

روایت کی ابن جوزی نے عیون الحکایات میں ابو علی ضریر سے کہ ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کرتے تھے شاہِ روم نے ان لوگوں کو گرفتار کیا اور کہا اگر تم لوگ دینِ نصاریٰ قبول کر لو تو میں اپنا ملک تم کو دوں گا اور اپنی لڑکیوں کو تم سے بیاہ دوں گا۔ اُن لوگوں نے انکار کیا اور فریاد کی یا محمد[1] صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد کیجیے یہ سُنکر شاہ روم

---

[1] اس طرح استغاثہ غائب اس شرط سے جائز ہے کہ اس کو حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو آج کل فساد عقیدہ عوام کے خیال سے ممنوع ہے۔

نے تین دیگ بڑے بڑے تیل بھر کر آگ پر چڑھائے تین رات دن برابر اس کے نیچے آگ جلتی رہی ہر روز ان کو دیگ کے پاس لیجاتا اور کہتا کہ دین نصاریٰ قبول کرو نہیں تو تم لوگوں کو دیگ میں ڈال دوں گا یہ ہمیشہ انکار کرتے رہے چوتھے روز بڑے بھائی کو دیگ میں ڈالدیا پھر دوسرے بھائی کو دیگ کے قریب لیجاکر ہر طرح سمجھایا اور کوشش کی کہ دین نصاریٰ قبول کرے اُس نے بھی قبول نہ کیا اور انکار کیا پھر ایک مجوسی آیا اور کہا کہ اے بادشاہ میں اس کو دین اسلام سے پھیر دوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو کس طرح اس کو پھیرے گا اس نے کہا عرب کے آدمی عورتوں کو بہت دوست رکھتے ہیں میری ایک لڑکی بہت خوبصورت ہے ملک روم میں اس کے برابر کوئی خوبصورت نہیں ہے یہ لڑکی اس کے حوالہ کر دوں گا یہ اس کو دین سے پھیر لے گی اور چالیس دن کی مدت مقرر کر کے اس کو اپنے گھر لایا اور لڑکی کے حوالہ کیا اور تاکید کی کہ اس کو اپنے قبضہ میں لاکر اس کا دین برباد کرے لڑکی نے کہا میں ضرور یہ کام کرونگی تم اطمینان رکھو جوان ناچار ہو کر اس کے ساتھ رہنے لگا تمام دن روزہ رکھتا اور تمام رات عبادت کرتا تھا یہانتک کہ ایک مہینہ گذر گیا مگر عورت کی طرف اُس نے نظر نہ کی ایک دن اس کے باپ نے پوچھا تو نے اس کے ساتھ کیا کیا لڑکی نے جواب دیا کہ اس کے دو بھائی اس شہر میں ہلاک کیے گئے ہیں شاید ان کی فکر سے میری طرف متوجہ نہیں ہوتا مجھ کو اُس کیساتھ دوسرے شہر میں بھیجدو اور بادشاہ سے مدت زیادہ طلب کرو۔ اُس نے مدت زیادہ کرا کے دوسرے شہر میں بھیجدیا یہاں بھی اس جوان مرد نے اپنا وقت روزہ اور عبادت الٰہی میں بسر کیا اور عورت کیطرف کبھی نہ دیکھا آخیر مدت کی رات میں عورت نے اس سے کہا اے جوان مرد تو اپنے رب کی تابعداری اور فرمانبرداری میں کامل ہے تیرا رب سچا ہے میں نے بھی تیرا دین قبول کیا اور اپنے باپ داوا کے باطل دین کو چھوڑا اب جوان نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ کس حیلہ سے ہم لوگ یہاں سے نکل بھاگیں عورت ایک گھوڑا مضبوط لائی دونوں اس پر سوار ہو کر تمام رات چلتے اور تمام دن چھپے رہتے۔ ایک رات یہ دونوں جارہے تھے کہ چند

سوار کی آواز سنی دیکھا تو اس جوان کے دونوں بھائی ہیں اور اس کے ساتھ فرشتے بھی ہیں جوان نے سلام کیا اور پوچھا کہ تم انتقال کر چکے تھے اب کیونکر آئے جواب دیا کہ ہماری موت صرف اسقدر تھی کہ دیگ میں ایک غوطہ لگایا اور جنت الفردوس میں پہنچ گئے اب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس عورت کا نکاح تم سے کر دیں پھر انہوں نے ان دونوں کا نکاح کر دیا اور جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے یہ جوان اپنی بی بی کو لیکر اپنے وطن ملک شام پہنچا اور ان کا یہ واقعہ تمام ملک میں مشہور ہوا اور ایک عربی شاعر نے کہا ہے۔ شعر:

سَيُعْطِي الصَّادِقِيْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ نَجَاتًا فِي الْحَيَاتِ وَفِي الْمَمَاتِ

یعنی اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کو اُن کی سچائی کی برکت سے زندگی میں بھی نجات دیتا ہے اور مرنے کے بعد بھی۔

روایت ہے خالد بن معدان تلاوت قرآن کے علاوہ ہر روز چالیس ہزار بار سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے اور انگلیوں پر گنتے تھے اس زمانہ میں تسبیح کا رواج نہ تھا جب اُن کا انتقال ہوا اور غسل کے لیے تخت پر رکھے گئے تو اُن کی انگلیاں ہلتی تھیں جس طرح تسبیح پڑھتے وقت ہلتی تھیں۔

روایت کی بیہقی نے بشر بن منصور سے کہ ایک آدمی قبرستان میں رہتا اور جو جنازہ آتا اُس کی نماز پڑھتا شام کو قبرستان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مُردوں کی مغفرت کی دعا کر کے مکان روانہ ہو جاتا تھا ایکدن بغیر دُعا کئے مکان چلا آیا رات کو سویا تو خواب دیکھا کہ ایک گروہ اس کے پاس آیا میں نے پوچھا تم کون ہو اور کس لیے آئے انہوں نے کہا ہم لوگ قبرستان کے مُردے ہیں تم شام کو ہر روز ہم کو تحفہ دیتے تھے آج تم نے محروم کیا۔ میں نے پوچھا وہ تحفہ کیا ہے کہا کہ تمہاری دُعائے مغفرت یہ سُن کر عہد کیا کہ ہر روز تم کو یہ تحفہ پہنچاتا رہوں گا پھر ناغہ کبھی نہیں کیا۔

روایت ہے ابو عبداللہ شامیؒ سے کہ ہم لوگ جہاد کے لیے ملک روم میں، گئے دو آدمی ہمارے ایک طرف دشمن کی تلاش میں نکلے ایک رومی ملا اس سے یہ

دونوں لڑے ایک ان میں سے شہید ہو گیا دوسرے نے واپس آنا چاہا پھر دل میں خیال کیا کہ میرا ساتھی تو جنت میں گیا اگر میں لوٹ جاؤں تو افسوس و شرم کی بات ہے میں نے اس سے مقابلہ کیا اور تلوار ماری مگر وار خالی گیا رومی نے مجھ کو زمین پر پچھاڑا اور سینہ پر چڑھ کر قصد کیا کہ مجھے ذبح کرے فوراً میرا ساتھی شہید کھڑا ہوا اور اس کی گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ہم دونوں نے مل کر اس کو قتل کیا پھر ہم دونوں بات کرتے ہوئے چلے میرا ساتھی ایک درخت کے نیچے جاکر جسطرح شہید ہو کے گرا تھا اسی طرح گرا۔

فائدہ: معتبر کتابوں میں میت اور لاش کی گفتگو کے بارے میں اور ارواح سے ملاقات ہونے کے متعلق بہت سی روایات لکھی ہیں نیک اور پرہیز گار لوگوں سے کبھی کبھی ارواح ملاقات کرتی ہیں اور بات چیت کرتی ہیں۔ زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مرنے کے بعد بہت سی باتیں کی ہیں کلمہ طیبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی چاروں خلیفہ کے برحق ہونے کی شہادت دی اور اُن کی خوبیاں بیان کیں اور بہت سے حالات و واقعات آئندہ ہونے والے بیان کئے اسیطرح خارجہ بن زید اور ثابت بن قیس بن شماس نے بھی مرنے کے بعد گفتگو کی اور شہیدوں نے بھی باتیں کیں اور اپنے ساتھیوں کی مدد کی۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ میت کی گفتگو کو محدثین کی جماعت نے صحیح طریقہ سے روایت کیا ہے اور اس کے صحیح ہونے کو مانا ہے اور دین کے اماموں نے بھی ان حالات کو صحیح روایتوں سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

فائدہ:۔ امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارواح میت کو اچھی حالت میں ہوں یا بُری حالت میں کبھی ظاہر کر دیتا ہے کہ دیکھنے والے کو اطمینان اور خوشی ہو اور اس سے نصیحت حاصل کرے اور میت کو فائدہ پہنچائے دعائے مغفرت سے یا تلاوت قرآن شریف سے یا صدقات سے اور فرمایا ہے کہ میت کی زیارت اکثر خواب میں ہوتی ہے اور کبھی بغیر خواب کے جاگتے میں بھی ہوتی ہے

مگر یہ خاص ہے اولیا اللہ کیواسطے اور یہ اُن کی کرامت ہے اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے کہ روحیں اگر نیک ہیں تو علیین میں اور اگر بد ہیں تو سجین میں رہتی ہیں اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ان ارواح کو قبر میں ڈالتا ہے خصوصاً جمعہ کے دن اور اس کی رات میں تو یہ روحیں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتی ہیں نیک روحوں کو ثواب ملتا ہے۔ اور بد روحوں کو عذاب ہوتا ہے اور جب یہ روحیں علیین یا سجین میں رہتی ہیں تو صرف روح پر ثواب و عذاب ہوتا ہے اور جب قبر میں آتی ہیں تو روح اور بدن دونوں پر ثواب و عذاب ہوتا ہے۔

فائدہ:- ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ احادیث اور اقوال اصحاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت قبر کے لیے جاتا ہے تو مردہ کو خبر ہوتی ہے اور سلام سُنتا ہے اور جواب دیتا ہے چاہے جمعہ کا دن اور رات ہو یا دوسرا دن اور رات ہو چاہے میت شہید ہو شہید نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جب قبرستان کی طرف ہوتا تو سلام کرتے اور ان کی مغفرت کی دُعا کرتے اور اپنے اصحاب کو بھی زیارتِ قبر اور دُعائے مغفرت کا حکم دیتے تھے۔ حسنؒ نے روایت کی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ بِکَ مُؤْمِنَۃٌ اَدْخِلْ عَلَیْھَا رُوْحًا مِّنْ عِنْدِکَ سَلَامًا مِّنِّیْ تو حضرت آدم سے اس وقت تک جتنے مسلمان مرے ہیں۔ سب اس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں اور ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے کہ حضرت آدم سے اس وقت تک جتنے مسلمان مرے ہیں اور مریں گے سب کے عدد کے موافق اُس کو نیکی ملے گی۔

باب ۲۵ ارواح کے رہنے کی جگہ کا بیان

ارواح کے رہنے کی جگہ میں روایتیں مختلف ہیں اور سب صحیح ہیں اور علماء کے بھی اقوال اس بارے میں کئی طرح کے ہیں لیکن تحقیق کر نیکے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت

میں ان روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے سب روایتیں اپنی اپنی جگہ پر صحیح اور درست ہیں علامہ ابن قیم نے اس مسئلہ کو خوب سمجھا ہے اور اچھی تحقیق سے بیان کیا ہے جس سے روایتوں کی صحت اور موافقت ظاہر ہو گئی۔ جاننا چاہیئے کہ عالم دنیا و آخرت کے درمیان ایک عالم ہے اس کا نام برزخ ہے یہی عالم ارواح کے رہنے کی جگہ ہے۔ برزخ دنیا سے بڑا اور آخرت سے بہت چھوٹا ہے اُسکے درجے اور طبقے بہت ہیں اور اعمال کے موافق ارواح کے بھی مختلف درجے ہیں یہ ارواح اپنے اپنے اعمال کے موافق ان درجوں اور طبقوں میں رہیں گی اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ پانچ قسم کا ہے۔

پہلا تعلق ماں کے شکم میں اور یہ تعلق ضعیف ہے۔

دوسرا تعلق بعد پیدا ہونے کے عمر بھر تک یہ تعلق پہلے سے قوی ہے

تیسرا تعلق نیند کی حالت میں یہ تعلق بہت کمزور اور ضعیف ہے کیونکہ خواب میں روح کا تعلق عالم برزخ سے ہو جاتا ہے اسلیے بدن کا تعلق ضعیف ہو جاتا ہے اور خواب جو کچھ انسان دیکھتا ہے وہ اسی عالم برزخ کی سیر کا نتیجہ ہے۔

چوتھا تعلق برزخ کا جو موت کے بعد ہوتا ہے اس میں موت کے سبب سے اگرچہ روح بدن کو چھوڑ دیتی ہے لیکن روح اور بدن میں بالکل جدائی نہیں ہوتی بلکہ بدن کے ساتھ روح کو ایک قسم کا تعلق اور واسطہ باقی رہتا ہے اور روح کے ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے میں ایک عالم سے دوسرے عالم میں آنے جانے میں کچھ دیر نہیں ہوتی پلک مارنے میں آتی اور چلی جاتی ہے جس طرح سوتا ہوا آدمی خواب دیکھتا ہے کہ آن کی آن میں اُس کی روح عالم دنیا کی سیر کر لیتی ہے بلکہ کبھی ساتوں آسمان کے اوپر تک کی سیر کرتی ہے اور عجائبات دیکھتی ہے اور دم کے دم میں آ جاتی ہے اس تعلق کیوجہ سے قبر کی زیارت مسنون ہوئی زیارت کرنیوالوں کا سلام رُوح سنتی ہے اور جواب دیتی ہے یہ تعلق قیامت تک باقی رہتا ہے۔

پانچواں تعلق قیامت کے دن کا جب قبر سے اٹھائے جائیں گے۔ یہ تعلق

نہایت قوی اور کامل ہے کہ کمزور نہیں ہو سکتا اور نہ زائل ہو سکتا ہے پہلے تعلقات سے اس تعلق کو کوئی نسبت نہیں کیونکہ اب بدن سڑنے اور گلنے کا نہیں اور نہ اب نیند ہے نہ موت۔ اور جاننا چاہئے کہ ارواح چار قسم کی ہیں ایک ارواح انبیاء علیہم السلام کی دوسری ارواح نیک کار مومنوں کی تیسری ارواح بدکار مومنوں کی چوتھی ارواح کفار و مشرکین کی۔ اور جاننا چاہیئے کہ موت کے بعد جہاں ارواح رہتی ہیں اس جگہ کو سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نہیں جانتا ہے نہ بیان کر سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دونوں عالم کی سیر کی ارواح سے ملاقات کی اور اللہ تعالیٰ نے کتنی باتوں سے آپ کو آگاہ کیا اس واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے وہی حق ہے۔ اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کو پیغمبر علیہ السلام سے سُنکر بیان کیا ہے اپنی رائے کو دخل نہیں دیا ہے اور جب کہ روح دنیا کی چیزوں کے مثل نہیں ہے اور نہ دیکھنے میں آسکتی ہے اس واسطے اس کو دنیا کی کسی چیز پر قیاس کرنا اور اندازہ لگانا نہایت غلطی ہے جیسے کوئی شخص بھوک پیاس کو لکڑی پتھر پر قیاس کرے یا خوشی غمی کو درخت اور پہاڑ پر قیاس کرے تو کہا جائیگا کہ یہ شخص جاہل اور بے عقل ہے۔ جب یہ سب باتیں معلوم ہو گئیں تو اب سمجھنا چاہیئے کہ انسان نے دنیا میں رہ کر جیسے اعمال کئے ہیں اسکے موافق اس کی روح اپنے درجہ میں رکھی جاتی ہے بعض ارواح علیین کے اعلیٰ درجہ میں رہتی ہیں یہ پیغمبروں کی روحیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں ان لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ بعض ارواح کو سبز چڑیوں کی پیٹھ پر جگہ دی جاتی ہے یہ جنت میں رہتی ہیں اور جہاں چاہیں وہاں چلی جاتی ہیں یہ وہ شہید ہیں جو جہاد میں قتل کیے گئے اور اُن پر کسی کا قرض نہیں ہے اور جن پر کسی کا حق باقی رہ گیا ہے وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رکھے جائیں گے۔

روایت ہے محمد بن عبداللہ سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہوں تو مجھ کو کیا بدلہ ملیگا۔

آپ نے فرمایا جنت جب وہ لوٹ کر چلا تو آپ نے اُس کو بلا کر فرمایا اگر تجھ پر کسی کا قرض نہ ہو یہ حکم جبرئیل نے ابھی مجھ کو سنایا ہے۔ بعض ارواح جنت کے دروازہ پر رہیں گی۔ بعض اپنی قبروں میں بند رہیں گی اور اُن پر ثواب و عذاب ہوتا رہے گا اور بعض ارواح ساتوں طبقوں کے نیچے قید کی جائیں گی اور عذاب میں گرفتار ہوں گی یہ روحیں مشرکین اور کفار کی ہوں گی بعض ارواح آگ کے تنور میں عذاب کی جائیں گی اور بعض خون کی نہر میں جیسا کہ عذاب قبر میں بیان ہوا پیغمبر اور شہید جنت میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم و اجازت سے جہاں چاہیں جاتے ہیں ان کے سوا اور لوگوں کی روحیں برزخ میں رہتی ہیں اور ان کا تعلق قبر سے رہتا ہے اور ثواب ملتا ہے یا عذاب ہوتا ہے اسی کو ثواب قبر یا عذاب قبر کہتے ہیں۔

صاحب افصاح نے لکھا ہے کہ ارواح مومنین مختلف حالتوں میں رہتی ہیں۔ بعض چڑیوں کی شکل میں جنت کے درختوں پر رہتی ہیں اور بعض سبز چڑیوں کے اندر اور بعض سفید چڑیوں کے اندر ہو کر اور بعض قندیلوں میں جو عرش کے نیچے لٹکتے ہیں اور بعض جنتی آدمی کی صورت میں اور بعض کی صورت نئی طرح کی بنائی جائے گی اُن کے نیک اعمال کے مناسب اور بعض دنیا میں سیر کرتی ہیں اور اپنے بدن میں بھی آجاتی ہیں اور بعض میت کی ارواح سے ملاقات کرتی پھرتی ہیں اور بعض ارواح حضرت میکائیل علیہ السلام کی ذمہ داری میں رہتی ہیں اور بعض حضرت آدم علیہ السلام کی ذمہ داری میں ہیں حکیم ترمذی نے لکھا ہے کہ ارواح برزخ میں کسی جگہ مقید نہیں رہتی ہیں بلکہ اس میں چلتی پھرتی ہیں دنیا کے احوال اور ملائکہ کے حالات بھی دیکھتی ہیں۔ اور بعض ارواح کو عرش کے نیچے جگہ دی جاتی ہے اور بعض کو ایسی قدرت دی جاتی ہے کہ جنت میں جہاں چاہیں اُڑ کر چلے جاتے ہیں ارواح کے رہنے کی جگہ میں حدیثیں اور اصحاب کے قول بہت ہیں مگر ہم ایک ایک حدیث اور قول اس جگہ بیان کرتے ہیں۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے شہیدوں کی روحیں سبز چڑیوں میں رہتی ہیں جنت میں نہروں پہ جاتی ہیں۔ اور میوے کھاتی پھرتی ہیں پھر سونے کی قندیلوں میں قیام کرتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں سبز چڑیوں میں رہنے کے معنی بعض علمائے یہ بیان کیا ہے کہ سبز چڑیوں پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گی سیر کریں گی اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ ان کی صورت عالم برزخ میں سبز چڑیوں کے مثل خوشنما بنادی جاتی ہے جس طرح فرشتے کبھی انسان کی صورت بن جاتے ہیں لیکن آخرت میں وہ روحیں انسانی صورت میں کر دی جائیں گی ایسی ہی روایت ہے ابن مسعود اور ابن عمر اور کعب رضی اللہ عنہم سے۔

روایت ہے ابوسعید خدری رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہداء صبح کو اور شام کو سیر کرتے ہیں پھر سبز قندیلوں میں قیام کرتے ہیں جو عرش سے لٹکتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ میں نے جو بزرگی تم کو دی ہے اس سے عمدہ کوئی بزرگی تم جانتے ہو کہ میں تم کو عنایت کروں وہ کہیں گے نہیں لیکن ہماری تمنا ہے کہ تو ہم کو پھر زندہ کرے تاکہ ہم دنیا میں جاکر تیری راہ میں جہاد کریں اور شہید ہوں۔

روایت ہے عبدالرحمٰن رضؓ سے کہ جب کعب رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو اُم بشر اُن کے پاس گئیں اور کہا اگر فلاں شخص سے ملاقات ہو تو اس کو میرا سلام کہنا کعب نے جواب دیا اے اُم بشر ہم کو اتنی فرصت ملیگی کہ تمہارا سلام پہنچائیں اُم بشر نے کہا کیا تم نے نہیں سُنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے سیر کرے گی اور کافر کی رُوح سجین میں رہتی ہے کہا بے شک میں نے سُنا ہے کہا اسی وجہ سے میں نے یہ پیام تم سے کہا۔

روایت ہے ابوہریرہ رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کی اولاد جنت کے ایک پہاڑ میں رہے گی ان کی پرورش حضرت ابراہیم اور اُن کی بی بی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ ہوگی یہاں تک کہ قیامت کے دن اُنکے ماں باپ کے حوالہ کریں گے۔

روایت ہے ابن عمر رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اولاد مسلمان

ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے وہ جنت میں کھاتی پیتی اور آسودہ رہتی ہے اور کہتی ہے اے رب میرے ماں باپ کہاں ہیں ان کو میرے پاس پہنچا دے۔

روایت ہے خالد بن معدان سے کہ جنت میں ایک درخت ہے اس کا نام طوبیٰ ہے اس کی ہر شاخ میں تھن لگے ہیں جو بچے دودھ پینے کی حالت میں مرتے ہیں۔ وہ طوبیٰ کے تھن سے دودھ پیتے ہیں ان کی پرورش حضرت ابراہیم علیہ السلام کرتے ہیں۔

روایت ہے ہُذیل سے کہ خاندانِ فرعون کی ارواح سیاہ چڑیوں میں ہیں۔ اور صبح و شام جہنم کا عذاب چکھتی ہیں اور شہیدوں کی ارواح سبز چڑیوں میں ہیں۔ اور مسلمانوں کی اولاد جو اب تک بالغ نہیں ہوئیں جنت کی گوریّا میں سیر کرتی ہیں۔ اور کھاتی پیتی ہیں۔

روایت ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور جبرئیل معراج کی رات جب آسمان میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں پر ہیں اور اولاد مومنین کی ارواح کو فرشتے اُن کے پاس لیجاتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں یہ روح نیکوکار اور پاک ہے اس کو علّیین میں لیجاؤ پھر بدکار کی اولاد کی ارواح اُنکے پاس لیجاتے ہیں تو فرماتے ہیں یہ روح بدکار اور نجس ہے اس کو سجّین میں لیجاؤ۔

روایت ہے وہب بن منبہ سے کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے اُس کا نام بیضاء ہے اس میں مومنوں کی ارواح جمع ہوتی ہیں جب دنیا میں کوئی مرتا ہے تو اس کی رُوح یہاں آتی ہے کل ارواح اس سے دنیا کا حال پوچھتی ہیں جب دنیا میں کوئی مرتا ہے تو اسکی روح یہاں آتی ہے کل ارواح اس سے دنیا کا حال پوچھتی ہیں جسطرح مسافر گھر آتا ہے تو سب لوگ اس سے سفر کا حال پوچھتے ہیں۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مومنوں کی ارواح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پاس لیجاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تم قیامت تک یہاں رہو۔

روایت ہے، وہب بن منبہ سے کہ ارواح مومنین کو ایک بڑے فرشتہ کے پاس لیجاتے ہیں اس کا نام روماٸیل ہے یہ ارواح مومنین کے داروغہ یعنی جمع کرنے

والے ہیں۔

روایت ہے ابان بن ثعلب سے کہ جو فرشتہ کفار کی ارواح کا داروغہ ہے اس کا نام دومہ ہے۔

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ ارواح مومنین کی چاہ زمزم میں ہے اور بدترین زمین اللہ کے نزدیک حضرموت کا میدان ہے جس کو برہوت کہتے ہیں۔ اس میں کفاروں کی ارواح جمع ہوتی ہیں۔

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ سب میدانوں میں اچھا میدان مکہ کا ہے اور سب میدانوں سے بدتر میدان حضرموت کا ہے اسمیں کفار کی ارواح جمع ہوتی ہیں۔

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کفار کی ارواح بیر برہوت میں جمع ہوتی ہیں جو حضرموت میں ہے اور مومنین کی ارواح جابیہ میں جمع ہوتی ہیں۔

فائدہ:۔ ملک یمن میں ایک شہر کا نام حضرموت ہے اس کے قریب ایک جگہ ہے جس کو صنعاء کہتے ہیں یہاں ایک زمین بہت نیچی ہے اس کو برہوت اور بیر برہوت بھی کہتے ہیں اس میں ارواح کفار اور مشرکین کی جمع ہوتی ہیں اس کا تعلق جہنم کیساتھ ہے اور بحر الکلام میں ہے کہ اسی کے نیچے جہنم ہے اور ملک شام میں ایک جگہ کا نام جابیہ ہے اس کو اریحا بھی کہتے ہیں یہاں ارواح مومنین کی جمع ہوتی ہیں ان دو جگہوں میں عالمِ برزخ ہے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور اسماءؓ بنت عمیس آپ کے قریب تھیں آپ نے اچانک سلام کا جواب دیا اور فرمایا اے اسماء یہ جعفر طیارؓ ہیں جبرئیل ومیکائیل کیساتھ اڑتے ہیں میرے پاس آئے اور سلام کیا اور کہا فلاں دن جہاد میں مشرکین نے میرے بدن کے اگلے حصہ میں تلوار اور نیزہ کے تہتر زخم لگائے تھے جب میں نے نیزہ داہنے ہاتھ میں لیا تو داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر جب بائیں ہاتھ میں لیا تو بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا مجھ کو اللہ تعالے نے بعوض دونوں ہاتھ کے دو بازو عنایت کئے اور جبرئیل ومیکائیل کے ساتھ میں اڑتا

ہوں اور جنت میں جہاں چاہتا ہوں سیر کرتا ہوں اور میوے کھاتا ہوں اسماء نے کہا یارسول اللہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس واقعہ کو لوگ انکار کریں آپ منبر پر چڑھ کر اس کو بیان کر دیں آپ نے منبر پر چڑھ کر پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی پھر جعفر طیار کا حال صحابہ کو سنایا۔

روایت کی احمد بن محمد نیساپوری نے اپنی کتاب میں حامد بن یحییٰ سے کہ مکہ معظمہ میں ایک خراسانی آدمی رہتا تھا اس کے پاس سب لوگ روپیہ امانت رکھتے تھے اور جب چاہتے لے لیتے تھے ایک آدمی بارہ ہزار اشرفی اس کے پاس امانت رکھ کر سفر میں چلا گیا خراسانی نے اس کو اپنے مکان میں دفن کر دیا اور بیمار ہو کر انتقال کر گیا اس کے بعد وہ آدمی آیا اور اس کے لڑکوں سے اشرفیاں طلب کیں لڑکوں نے کہا ہم کو تمہاری اشرفیوں کی خبر نہیں پھر لڑکوں نے مکہ کے علماء سے دریافت کیا کہ ہم کس طرح اس کی امانت ادا کریں علماء نے جواب دیا کہ خراسانی نیک آدمی تھا اور ہم کو خبر ملی ہے کہ نیکوں کی ارواح زمزم کوئیں میں رہتی ہیں جب آدھی رات گزر جائے تو تم زمزم کے قریب جا کر اپنے باپ کو پکارو یقین ہے کہ وہ جواب دے گا۔ جب وہ جواب دے تو اشرفیوں کا حال پوچھنا تین رات تک لڑکوں نے برابر پکارا مگر جواب نہ ملا پھر علماء کے پاس جا کر حال بیان کیا علماء نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون تمہارا باپ دوزخی ہو گیا تم یمن کے اس میدان میں جاؤ جس کو برہوت کہتے ہیں اس میں ایک کنواں ہے اس کا نام بھی برہوت ہے اس میں دوزخیوں کی ارواح رہتی ہیں جب آدھی رات گذر جائے تو برہوت کے قریب جا کر پکارو جب لڑکوں نے یہاں پکارا اس نے فوراً جواب دیا۔

روایت کی ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں عمرو بن سلیمان سے کہ ایک یہودی مر گیا اس کے پاس ایک مسلمان کی امانت تھی اس کا لڑکا مسلمان ہو گیا جب اس نے امانت طلب کی تو لڑکے نے تلاش کی مگر نہ پایا شعیب جبائی کے پاس جا کر حال بیان کیا انہوں نے کہا تم سنیچر کے دن برہوت کے نزدیک جا کر اپنے باپ کو پکارو وہ تم کو

جواب دے گا پھر اس سے امانت کا حال پوچھو لڑکے نے برہوت کے قریب جاکر دو بار اپکارا یہودی نے جواب دیا اس نے پوچھا تو نے امانت کہاں رکھی ہے جواب دیا کہ دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے دفن ہے وہاں سے نکال کر دے دو اور تم نے جو دین قبول کیا ہے اس پر قائم رہنا۔

روایت ہے دلائل النبوت میں عروہ سے کہ جنگ بیر معونہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ قید ہوئے ایک شخص نے عمرو بن اُمیہ سے پوچھا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو کہا ہاں پہچانتا ہوں پھر اُن کو شہیدوں کی لاشوں کو دکھایا اور کہا تمہارے ساتھیوں سے کون شخص اس میں نہیں ہے کہا عامر بن فہیرہ نہیں ہیں پھر پوچھا وہ کیسے تھے کہا وہ ہم سب سے افضل اور پرہیزگار تھے تب کہا یہ اُن کی لاش ہے نیزہ اُن کے بدن میں لگا ہوا ہے اور نیزہ کو ان کے بدن سے کھینچ کر نکالا پس ان کی لاش آسمان کی طرف روانہ ہوئی اور اتنی اوپر گئی کہ نظر سے غائب ہو گئی اُن کے قتل کرنے والے کا نام جبّار تھا یہ حال دیکھکر وہ مسلمان ہو گیا پھر ضحاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عامر کی لاش آسمان کی طرف جانے اور جبّارہ کے مسلمان ہونے کا حال لکھا آپ نے فرمایا ملائکہ عامر کی لاش علیین میں لے گئے۔ اس روایت کو امام بخاری نے بھی لکھا ہے اور بیہقی میں ہے کہ حضرت خبیبؓ کی لاش بھی ملائکہ آسمان پر لے گئے۔ ابونعیم اور احمد نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے اور اسیطرح علاء حضرمیؓ کی لاش بھی ملائکہ آسمان پر لے گئے۔

روایت کی ابن عساکر نے عطاء خراسانی سے کہ اویسؓ قرنی کا سفر میں شکم جاری ہوا اور انتقال کیا اُن کے توشہ دان میں دیکھا کہ دو کپڑے رکھے ہیں لیکن دنیاوی کپڑے کے قسم سے نہیں اور نہ ایسے ہیں کہ ان کو انسان نے تیار کیا ہے پھر دونوں آدمی قبر کھودنے کیواسطے گئے اور واپس آکر بیان کیا کہ ایک پتھر کی چٹان میں ان کی قبر کھودی ہوئی تیار ہے اور غسل و کفن دیکر دفن کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے عبداللہ بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پھر لوٹ کر اُس جگہ گئے نہ قبر دیکھی نہ کوئی نشان قبر پایا۔

روایت ہے السر المصون میں کہ جب مالک بن علی کا انتقال ہوا اور غسل و کفن دے کر جنازہ پڑھنے کے واسطے لائے تو لوگوں نے دیکھا کہ سارا میدان اور پہاڑ اور جہاں تک نظر جاتی ہے آدمیوں سے بھرا ہے نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں سب نے نماز جنازہ پڑھی۔

روایت ہے ابو خالد سے کہ عمرو بن قیس کا انتقال ہوا نماز جنازہ کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ سارا میدان آدمیوں سے بھرا ہے اور سب سفید لباس پہنے ہیں جب دفن سے فارغ ہوئے تو سوائے چند آدمی کے کسی کو نہ دیکھا۔

روایت کی ابن جوزی نے عبداللہ بن مبارک سے کہ ایک شخص کو میں نے جنگل میں دیکھا کہ بہت شوق و ذوق سے مناجات کرتا ہے الٰہی تو میرا مقصود ہے اور میری روح تیرے دیدار کی مشتاق ہے تیرے بغیر نہ دن کو مجھے آرام ہے نہ رات کو چین ہے یہ کہہ کر رویا اور چیخ مار کر زمین پر گرا اور انتقال کیا پھر میں نے دیکھا بہت سے آدمی آئے اور غسل و کفن دیا خوشبو لگائی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا اور آسمان پر چلے گئے۔

روایت ہے حسن بصری رضؓ سے کہ ایک رات مجھ کو جنگل میں رہنے کا اتفاق ہوا، دیکھا کہ ایک غار میں ایک نوجوان آدمی نماز پڑھتا ہے اور غار کے دروازہ پر شیر کھڑا ہے میں نے کہا اے جوان تو دروازہ پر کچھ دیکھتا ہے اس نے جواب دیا کہ تم شیر سے ڈرتے ہو، اگر شیر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے تو اچھا ہوتا پھر اس نے شیر سے کہا تو اللہ تعالیٰ کا کتا ہے اگر اللہ نے تجھے میرے کھانے کیواسطے بھیجا ہے تو میں تیری خوراک بند نہیں کر سکتا اور اگر میرے کھانے کیواسطے نہیں بھیجا ہے تو یہاں سے دور ہو پس شیر وہاں سے چلا گیا پھر جوان نے کہا اے اللہ میرا بھید ظاہر ہو گیا اب دنیا میں رہنا میرے واسطے بہتر نہیں ہے اگر آخرت میرے لئے خیر ہے تو مجھ کو اٹھا لے یہ کہہ کر اسی وقت جوان نے انتقال کیا۔ میں یہاں سے لوٹ آیا اور اپنے دوستوں کو جو نیک اور پرہیزگار تھے ساتھ لے کر گیا تاکہ

اس کی تجہیز و تکفین کروں جب غار کے منہ پر پہنچا تو کچھ نہ دیکھا غیب سے آواز آئی کہ اے فلاں اپنے ساتھیوں کو لیجا اُس جوان کو آسمان پر اٹھا لیے گئے۔

روایت ہے کتاب شرف المصطفیٰ میں سعیدؓ سے کہ حسن بصری بیٹھے تھے ایک جماعت اُن کے پاس تھی اس درمیان میں ایک شخص آیا اُس کی آنکھیں سبز تھیں۔ حسن بصری نے اس سے پوچھا تیری آنکھیں پیدائشی سبز ہیں یا بیماری سے اُس نے کہا آپ نے مجھ کو نہیں پہچانا کہا نہیں جب اس نے نام و پتہ اپنا بتایا تو سب لوگوں نے پہچانا اور پوچھا کہ تم پر کیا واقعہ گذرا اس نے بیان کیا کہ میں اپنا کل مال واسباب کشتی میں بھر کر تجارت کے لیے یمن کی طرف روانہ ہوا راستہ میں سخت طوفان آیا کشتی ٹوٹ گئی میں تختہ پر بیٹھ گیا دریا کے کنارے ایک جنگل میں پہنچا چار مہینہ تک جنگل میں گھومتا پھرتا رہا اور درخت کے پتے اور گھاس کھاتا رہا ایکدن میں نے خیال کیا کہ کسی ایک طرف کا راستہ اختیار کروں تاکہ آبادی کی صورت دیکھوں یا چلتے چلتے میرا کام تمام ہو جائے پھر میں ایک طرف کو روانہ ہوا راستہ میں ایک مکان عالی شان خوبصورت دیکھا دروازہ کھول کر اس کے اندر گیا اور دیکھا کہ اس میں بڑے بڑے چبوترے بنے ہیں ہر چبوترے پر موتی کا صندوق رکھا ہے اور قفل سے بندھی ہوئی کنجیاں سامنے رکھی ہیں میں نے ایک صندوق کھولا اس کے اندر سے نہایت عمدہ خوشبو نکلی اور دیکھا کہ اس میں آدمی حریر لپیٹے ہوئے سوتے ہیں ایک آدمی کو میں نے ہلایا تو وہ مردہ تھا پھر میں نے صندوق بند کیا اور مکان سے باہر آ کر دروازہ بند کیا اور روانہ ہوا راستہ میں دو سوار سے ملاقات ہوئی ایسے خوبصورت سوار میں نے کبھی نہ دیکھے تھے ان کے گھوڑے کی پیشانی اور پیر سفید تھے سواروں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے میں نے اپنا واقعہ پورا بیان کیا میرا حال سن کر کہا کہ آگے چلو ایک باغ ملیگا اُس میں ایک خوبصورت آدمی نماز پڑھتا ہوا ملے گا اُس سے اپنا حال بیان کرنا وہ تم کو راستہ بتا دے گا میں آگے بڑھا اس آدمی سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا اُس نے سلام کا جواب دیا اور

میرا واقعہ پوچھا میں نے اپنا پورا حال بیان کیا جب اس مکان میں جانے کا حال سنا تو بہت گھبرائے اور پوچھا پھر تم نے کیا کیا جب میں نے کہا کہ صندوق بند کر دیا اور روانہ ہو گیا تب اُن کی گھبراہٹ دور ہوئی اور کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور دیکھا کہ ایک بدلی آئی اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ انہوں نے بدلی سے کہا تو کہاں جاتی ہے کہا فلاں شہر میں اسی طرح بدلیاں برابر آتی تھیں اور ہر ایک سے پوچھتے کہ کہاں جاتی ہے یہاں تک کہ ایک بدلی نے کہا میں بصرہ میں جاتی ہوں فرمایا اُتر آ بدلی زمین پر آ گئی تو فرمایا اس آدمی کو اپنے اوپر سوار کر کے اُس کے مکان پر صحیح و سالم پہنچا دے میں نے بدلی پر سوار ہوتے وقت کہا جس خدا نے آپ کو یہ مرتبہ بخشا اس کی قسم دیتا ہوں فرمایئے وہ مکان کیسا ہے اور وہ دونوں سوار کون تھے اور آپ کون ہیں کہا یہ مکان دریا کے شہیدوں کا ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے کہ جو لوگ دریا میں غرق ہوں اُن کی لاش نکال لائیں اور حریر کے کفن میں لپیٹ کر ان صندوقوں میں رکھیں اور وہ سوار دو فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا سلام صبح و شام ان کو پہنچاتے ہیں اور میں خضر ہوں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تمہارے پیغمبر کی امت کے ساتھ مجھ کو رکھے۔ پھر اس آدمی نے کہا جب میں بدلی پر سوار ہو کر چلا تو اسقدر خوف مجھ پر طاری ہوا کہ میری آنکھیں سبز ہو گئیں اس قصہ کو شیخ الاسلام ابن حجر رضؓ نے اپنی کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں حضرت خضر کے حال میں بیان کیا ہے اور تفسیر در منثور کی چوتھی جلد میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب طوفان نوحؑ کی خبر دی گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جو شخص بعد طوفان کے مجھ کو دفن کرے اس کی عمر قیامت تک دراز کر حضرت خضر علیہ السلام نے بعد طوفان کے آپ کو دوبارہ دفن کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی دعا قبول فرمائی اور خضر علیہ السلام کی عمر قیامت تک دراز کی۔

فائدہ:۔ قبر میں ارواح اپنے اعمال کے موافق ثواب و عذاب پاتی ہیں اور ہر دن دوبار صبح اور شام اگر وہ جنتی ہیں تو ان کو جنت دکھائی جاتی ہے اور فرشتہ کہتا ہے

کہ یہ تمہارا اصلی ٹھکانا ہے یہ روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ فرعون کے خاندان کی ارواح کو سیاہ چڑیوں کے اندر رکھ کر صبح و شام دوزخ کے پاس لیجاتے ہیں اور عذاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تمہارا اصلی گھر ہے روایت ہے شعب الایمان میں ابوہریرہؓ سے کہ قبر ہر دن صبح و شام چلاکر.. صبح کو کہتی ہے کہ رات ختم ہوگئی دن نکل آیا فرعون والوں کو دوزخ کی طرف لیگئے اور شام کو کہتی ہے کہ دن ختم ہوا رات آئی فرعون کے خاندان والوں کو دوزخ کی طرف لے گئے اس آواز کو جن و انسان کے علاوہ کل جاندار سنتے ہیں اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

فائدہ:۔ علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ روح کے چار مکان ہیں اور ان چاروں مکان میں اس کا گذر ہوتا ہے۔

پہلا مکان ماں کا شکم ہے یہ مکان نہایت تنگ قید خانہ ہے اور سخت اندھیرا ہے

دوسرا مکان دنیا ہے جس میں پیدا ہوا اور اچھے بُرے کام کیے۔

تیسرا مکان عالم برزخ ہے یعنی موت کے بعد سے قیامت تک اور یہ مکان دنیا سے بہت زیادہ بڑا ہے جس طرح دنیا ماں کے شکم سے بڑی ہے۔

چوتھا مکان جس کے بعد کوئی دوسرا مکان نہیں ہے وہ آخرت کا مکان ہے یعنی جنت، جہنم۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کیلئے دنیا ایسی تنگ ہے جیسے بچہ کیلئے ماں کا شکم جسوقت بچہ شکم سے علیحدہ ہوتا ہے تو اس مکان کی جدائی کا اس کو بڑا غم ہوتا ہے اور روتا ہے پھر جب دنیا کو روشن اور بہت بڑی دیکھتا ہے اور دودھ پیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلا مکان نہایت تنگ اور نہایت اندھیرا تھا اور رہنے کے لائق نہ تھا اور اسیطرح مومن دنیا سے نکلنے کو بُرا جانتا ہے۔ اور موت سے ڈرتا ہے لیکن جب دنیا کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں جائے گا اور اس کی بڑائی خوبی دیکھے گا تب سمجھے گا کہ دنیا بہت تنگ اور خراب

جگہ تھی اور رہنے کے لائق ہرگز نہ تھی اور دنیا میں دوبارہ جانے کو بھی کبھی پسند نہ کرے گا جس طرح بچہ دنیا میں آنے کے بعد ماں کے شکم میں جانے کو پسند نہیں کرتا۔

باب ۲۶ زندوں کے اعمال مُردوں کو دکھائے جاتے ہیں

روایت ہے انس رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کے اعمال دکھائے جاتے ہیں تمہارے قرابت دار اور محلہ والوں کو جو انتقال کر چکے ہیں اگر تمہارے اعمال نیک ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر نیک نہیں ہیں تو وہ سب کہتے ہیں اے اللہ اُن کی جان نہ قبض کر جب تک کہ تو ان کی ہدایت نہ کرے جیسا ہم کو ہدایت کیا۔

روایت کی حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندوں کے اعمال دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء اور ان کے ماں باپ کے سامنے پیش کرتے ہیں نیکیوں کو دیکھ کر یہ سب لوگ خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے روشن ہو جاتے ہیں پس اے لوگو اللہ سے ڈرو اور مُردوں کو تکلیف نہ دو یعنی بُرے کام نہ کرو کہ اس کو دیکھ کر اُن کو صدمہ اور رنج پہنچے۔

روایت ہے ابی اسید رضؓ سے کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے کوئی صورت ایسی ہو سکتی ہے کہ میں اپنے ماں باپ پر احسان کروں آپ نے فرمایا ہاں چار طریقہ سے تو اُن کے ساتھ احسان کر سکتا ہے۔

ایک تو اُن کے حق میں دعا کرنا۔

دوسرے جو وصیت یا نصیحت تم کو کی ہے اس پہ قائم رہنا۔

تیسرے جو دوست اُن کے ہیں ان کی تعظیم اور عزت کرنا۔

چوتھے جو اُن کا خاص قرابت والا ہے اس کے ساتھ محبت اور میل جول رکھنا۔

باب ۲۷ روح کو جنت جانے سے کون چیز روکتی ہے

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح مقید ہے اس کے قرض میں جب کوئی مومن مرا اور اس کے ذمہ قرض تھا اور وارثوں نے اس کا قرض ادا نہ کیا تو اس کی روح جنت میں نہ جائے گی جبتک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے گا۔

روایت ہے انسؓ سے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تاکہ آپ اس کی نماز پڑھیں آپ نے پوچھا کیا اس پر کسی کا قرض ہے لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اس کی روح قرض کے قید میں ہے آسمان تک نہیں جا سکتی میری نماز سے اس کو فائدہ نہ پہنچے گا البتہ اگر کوئی اس کے قرض ادا کرنے کا ذمہ دار بنے تو میں نماز پڑھوں اور میری نماز اس کو نفع دے گی۔

روایت ہے سمرہ بن جندبؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز صبح کے بعد فرمایا کہ فلاں قبیلہ کا کوئی آدمی یہاں موجود ہے اس کا مردہ قرض کی وجہ سے جنت کے دروازہ پر روکا گیا ہے اور وہ تمہارے قبضہ میں ہے اگر اس کا قرض ادا کرو گے تو اس کی نجات ہے ورنہ اس پر عذاب ہوگا۔

روایت ہے جابرؓ سے کہ ایک شخص نے وفات کی اس پر کسی کے دو دینار قرض تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جب ابو قتادہؓ نے اس کا قرض اپنے ذمہ لیا تو آپ نے نماز پڑھی پھر دوسرے دن آپ نے ابو قتادہؓ سے پوچھا کہ تم نے قرض ادا کیا یا نہیں کہا ادا کیا آپ نے فرمایا اب اس کی روح خوش ہوئی۔

روایت ہے سعید بن اطولؓ سے کہ میرے باپ نے انتقال کیا اور فقط تین درہم اور اولاد اور قرض چھوڑا میں نے ارادہ کیا کہ وہ درہم کو اولاد پر خرچ کردوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ قرض میں مقید ہے اس کا قرض ادا کر دو۔

روایت ہے کتاب من عاش بعد الموت میں شیبان بن حسنؓ سے کہ میرے باپ

اور عبدالواحد جہاد کیواسطے گھر سے روانہ ہوئے راستہ میں ایک کنواں ملا جو چوڑا اور بہت گہرا تھا اُس میں سے بھنبھناہٹ کی آواز آ ئی اُن میں سے ایک آدمی کنوئیں میں اُترا دیکھا کہ ایک شخص پانی کے اوپر تختہ پر بیٹھا ہے انہوں نے پوچھا تو کون ہے جن ہے یا انسان ہے کہا میں انسان ہوں پھر پوچھا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے اس نے جواب دیا کہ میں شہر انطاکیہ کا رہنے والا ہوں میں دنیا سے انتقال کر چکا ہوں مجھ پر قرض ہے اُس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قید کیا ہے میرے لڑکے انطاکیہ میں ہیں انہوں نے مجھ کو اپنے دل سے بھلا دیا اور میرا قرض ادا نہ کیا یہ سنکر وہ آدمی کنوئیں سے نکلا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو پہلے اس کا قرض ادا کریں اس کے بعد جہاد کریں گے غرض کہ وہ دونوں آدمی انطاکیہ کی طرف گئے اور قرض ادا کرکے لوٹے جب اس کنوئیں کے پاس آئے تو نہ کنواں دیکھا نہ کنوئیں کا کوئی نشان پایا۔ رات کو یہاں سوئے ہے خواب میں وہ آیا اور کہنے لگا اللہ تعالےٰ تم لوگوں کو نیک بدلہ دے کہ تم نے میرا قرض ادا کیا اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جنت میں جگہ دی اور اجازت دی کہ میں جہاں چاہوں سیر کروں۔

فائدہ:۔ روایت ہے جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بغیر وصیت کے مرے گا۔ وہ دوسرے مُردوں سے کلام نہ کرے گا یعنی مانند گونگے کے قیامت تک رہے گا اصحاب نے پوچھا یارسول اللہ مُردے بھی آپس میں کلام کرتے ہیں فرمایا ہاں کلام کرتے ہیں اور ملاقات کرتے بھی جاتے ہیں۔

باب ۲۹ خواب میں زندوں کی روحیں مردوں کی روحوں سے ملتی ہیں

علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ خواب میں زندے اور مُردوں کی ارواح کی ملاقات کے بارے میں بیشمار دلیلیں موجود ہیں اور اس ملاقات کے متعلق واقعات و روایات ایسے معتبر اور پرہیزگار لوگوں نے بیان کئے ہیں کہ اس کے

تسلیم کرنے اور مان لینے کے بغیر کوئی چارہ نہیں پس جس طرح زندوں کی ارواح آپس میں خواب میں ملاقات کرتی ہیں۔ اسیطرح زندے اور مردے کی بھی ارواح آپس میں ملاقات کرتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی اللہ قبض کر لیتا ہے روحوں کو ان کے مرنے کیوقت اور جو مرے نہیں ہیں اُن کی روحیں اُن کے سوتے وقت تو جن کی نسبت موت کا فیصلہ ہو چکا ہے ان کو روک لیتا ہے اور باقی سونے والوں کو ایک وقت مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ زندوں اور مردوں کی ارواح خواب میں ملاقات کرتی ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا حال دریافت کرتی ہیں پس اللہ تعالیٰ مُردوں کی ارواح کو اپنے پاس روک لیتا ہے اور زندوں کی ارواح کو چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے بدن میں آ جاتی ہیں اور اسیطرح روایت کی۔ ابن ابی حاتم نے سدیؒ سے اس آیت کی تفسیر میں اور ابن قیم نے لکھا ہے کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زندہ آدمی مُردے کو خواب میں دیکھتا ہے اور میت آئندہ کی بات بتاتی ہے اور اسی طرح وہ بات ہوتی ہے۔

روایت ہے ابن سیرین سے کہ مردہ خواب میں جو کچھ بتاتے وہ سچ ہے کیونکہ مُردہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں جھوٹ کا گذر نہیں۔

روایت کی ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی نے کہ صعب اور عوف میں بڑی دوستی تھی اور آپس میں بھائی بن گئے تھے صعب نے عوف سے کہا اے بھائی ہم دونوں میں سے جو پہلے مرے وہ خواب میں آ کر اپنا حال بیان کرے پہلے صعب نے انتقال کیا عوف نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ پروردگار نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے جواب دیا میرے گناہوں کو بخشدیا پھر عوف نے پوچھا تمہاری گردن میں سیاہ داغ کیسا ہے کہا کہ میں نے دس درہم ایک یہودی سے قرض لیے تھے وہ میرے تیردان میں رکھے ہیں تم اس کو دیدینا اور جان لو کہ میرے مرنے

کے بعد جو کچھ میرے گھر میں ہوا ہے مجھ کو سب کی خبر ہے یہاں تک کہ میری بلی جو
فلاں روز مری تھی اس کی خبر بھی مجھ کو ملی اور جان لو کہ میری لڑکی چھٹے روز مر جائے
گی تم لوگ اس کو نیک باتیں سناؤ۔ عوف کہتے ہیں کہ میں صبح کو صعب کے مکان پر
گیا پہلے تیردان منگا کر دیکھا اس میں دس درہم ایک کپڑے میں بندھے پائے
پھر یہودی کو بلا کر میں نے پوچھا کہ صعب پر تمہارا کچھ قرض ہے یہودی نے کہا اللہ
رحم کرے صعب پر وہ رسول اللہ کے نیک اصحاب میں سے تھے میں نے دس درہم
ان کو قرض دیئے تھے پھر میں نے وہ دس درہم یہودی کے حوالے کئے اور گھر
والوں سے میں نے دریافت کیا کہ صعب کے بعد تم پر کیا گذرا جو باتیں خواب میں
صعب نے مجھ کو بتائی تھیں ان سب باتوں کو گھر والوں نے بیان کیا اور بلی کے مرنے
کا بھی حال بیان کیا پھر میں نے پوچھا کہ میرے بھائی صعب کی لڑکی کو لاؤ جب
وہ آئی میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ بخار میں مبتلا تھی میں نے اس کو نیک
باتیں سنائیں چھٹے روز وہ انتقال کر گئی۔

روایت ہے دلائل النبوت میں کہ ثابت بن قیس یمامہ میں شہید ہوئے اور قیمتی
زرہ پہنے ہوئے تھے ایک مسلمان ان کے بدن سے زرہ اتار کر لے گیا وہاں دوسرا
مسلمان سوتا تھا ثابت نے خواب میں آکر اس سے کہا کہ میں تجھ سے دو وصیت
کرتا ہوں خبردار اس کو بھولنا نہیں اور اس کو جھوٹا خواب نہ سمجھنا پہلی وصیت یہ کہ
جب میں شہید ہوا تو ایک مرد مسلمان نے میری زرہ اتار لی اسکا مکان اس محلہ کے
فلاں کنارے پر ہے اسکے دروازہ پر گھوڑا لمبی رسی سے بندھا چرتا ہے زرہ گھر میں
رکھ کر اوپر سے ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہے تم خالد بن ولید کے پاس
جا کر کہنا کہ کسی آدمی کو بھیج کر وہاں سے زرہ منگا لیں۔ دوسری وصیت یہ کہ جب تو
مدینہ میں پہنچے تو امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ کے پاس جا کر کہنا کہ مجھ پر اسقدر قرض ہے
اور میرے دو غلام ہیں یعنی غلام کو بیچ کر میرا قرض ادا کریں۔ جب مرد مسلمان خواب
سے اٹھا تو خالد بن ولید کے پاس یہ حال بیان کیا۔ خالد نے آدمی بھیجکر زرہ منگالی

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور خواب کا حال بیان کیا امیر المومنین نے اُس کی وصیت کے بموجب غلام بیچ کر اُس کا قرض ادا کیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ ثابت بن قیسؓ کی کرامت ہے کہ بعد مرنے کے اُن کی وصیت جاری کی گئی۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن بعد نماز صبح کے فرمایا کہ رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے فرمایا اے عثمان آج شام کو ہمارے پاس تم روزہ افطار کرنا اس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے اور اُسی دن شہید ہوئے۔

روایت کی حاکم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی کے پاس ایک عورت آئی اور کہا آپ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ میرا ہاتھ درست کر دے پوچھا کہ تیرے ہاتھ کو کیا ہو گیا ہے اُس نے کہا میرا باپ بڑا سخی اور مالدار تھا اور میری ماں بڑی بخیل تھی میں نے اس کو کسی غریب کو کچھ دیتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ ایک دن ہم نے گائے ذبح کی میری ماں نے اس کی چربی ایک مسکین کو دیدی اور ایک کپڑا چھوٹا سا اس کو پہنا دیا پھر میرے ماں باپ مر گئے میں نے باپ کو خواب میں دیکھا کہ ایک نہر پر بیٹھ کر لوگوں کو پانی پلاتا ہے میں نے پوچھا اے باپ میری ماں کو آپ نے دیکھا ہے کہا نہیں میں اس کو تلاش کرنے لگی دیکھا کہ ایک جگہ ننگی کھڑی ہے اس کے بدن پر صرف وہی چھوٹا کپڑا ہے جو مسکین کو دیا تھا اور اس کے ہاتھ میں وہی چربی ہے اس کو چاٹتی ہے اور پیاس پیاس پکارتی ہے میں نے کہا اے ماں میں تیرے لیے پانی لاتی ہوں میں اپنے باپ کے پاس گئی اور ایک پیالہ پانی لا کر پلایا پھر کسی نے میرے باپ کے پاس جا کر کہا کہ فلاں عورت کو کس نے پانی پلایا باپ نے جواب دیا کہ جس نے پانی پلایا اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بیکار کر دے جب میں خواب سے اٹھی تو اپنا ہاتھ بیکار پایا۔

روایت ہے دلائل النبوت میں سلمٰی سے کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس گئی دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ روتے ہیں اور آپ کے سر اور داڑھی

پر پڑی ہے میں نے پوچھا یارسول اللہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا میں میدان کربلا میں گیا تھا میرے نواسہ حسینؓ کو ظالموں نے شہید کر ڈالا۔

فائدہ:۔ شیخ عزالدین نے لکھا ہے کہ جب تک روح بدن میں رہتی ہے انسان جاگتا رہتا ہے اور جب نکل جاتی ہے تو سو جاتا ہے پھر یہ رُوح سیر کرتی ہے تو اگر آسمان تک پہنچ گئی ہے تو اس وقت جو خواب دیکھتی ہے وہ صحیح ہوتا ہے کیونکہ شیطان کا گزر آسمان میں نہیں اور اگر آسمان سے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو یہ خواب جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ شیطان کے وسوسہ کا یہ خواب ہوتا ہے پھر جب رُوح بدن میں آجاتی ہے تو انسان جاگ جاتا ہے اور عکرمہ اور مجاہد نے کہا ہے کہ خواب میں رُوح نکل جاتی ہے لیکن اس طرح کا تعلق بدن کیساتھ قائم رہتا ہے جس طرح آفتاب کی روشنی زمین پر گرتی ہے اور تمام عالم روشن ہو جاتا ہے لیکن روشنی کا تعلق آفتاب کیساتھ بذریعہ شعاع یعنی کرن کے قائم رہتا ہے اگر یہ تعلق قائم نہ رہے تو آفتاب سیاہ ہو جائے البتہ جب سوتے میں روح قبض کر لیتے ہیں تو روحانی تعلق بدن سے الگ ہو جاتا ہے۔ عکرمہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کس طرح سے خواب دیکھتا ہے کہ میں خراسان اور شام اور نئے نئے ملک میں پہنچ گیا ہوں جواب دیا کہ روح سیر کرتی ہے اور رُوح کا تعلق نفس کیساتھ قائم رہتا ہے پھر جب نفس رُوح کو کھینچتی ہے تو انسان جاگ اٹھتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۹ ان لوگوں کا بیان جنہوں نے مُردوں کو خواب میں دیکھا اور بات کی

خواب میں مُردوں سے ملاقات کرنے اور اُن سے حالات دریافت کرنے اور جواب دینے کے بارے میں بیشمار روایات وارد ہیں ابن ابی الدنیا نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب المنامات ہے۔ میں بطور نمونہ کے چند روایتیں یہاں بیان کرتا ہوں تاکہ کتاب دراز نہ ہو۔

روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے کہ جب امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا مجھ کو ہمیشہ تمنا رہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں ان کے حال سے مجھے آگاہ کرے میں نے ایک بار عالیشان محل دیکھا اور پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا ہے اتنے میں حضرت عمرؓ اس مکان سے نکل آئے میں نے خیریت پوچھی فرمایا اگر میرا رب غفور رحیم نہ ہوتا تو میں برباد ہو جاتا میں نے پوچھا آپ پر کیا حالت گذری کہا مجھے انتقال کئے کتنے دن ہوئے میں نے کہا بارہ برس گذر گئے فرمایا ابھی اپنا حساب دے کر فارغ ہوا ہوں۔

روایت ہے عبدالملک سے کہ میں نے دیکھا کہ عامر بن قیسؓ کو ان کے مرنے کے بعد اور پوچھا کہ تم کیسے ہو کہا بہت اچھا ہوں پھر میں نے پوچھا کہ تمام نیکیوں سے تم نے کون سی نیکی سب سے افضل پائی کہا جو نیک کام سچی نیت سے کیا جائے وہی سب سے افضل ہے۔

روایت ہے ابو عبداللہ سے کہ میرے چچا کا انتقال ہوا میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہتے تھے کہ دنیا سراسر دھوکا ہے اور آخرت نیک کام کرنیوالوں کے واسطے خوشی کا گھر ہے اور مضبوط عقیدہ کے برابر اور مسلمانوں کیساتھ خیر خواہی کرنے کے برابر کوئی چیز نہیں دیکھی اور نیک کام کو ہلکی بات نہ سمجھو اور جو اچھا کام کرو سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کام ہے۔

روایت ہے میمون کردی سے کہ میں نے عُروہ کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں نے کہا کہ فلاں پانی پلانے والے کا میرے ذمہ ایک درہم باقی ہے وہ درہم میرے گھر میں طاق میں رکھا ہے اس کو لیجا کر اس کو دیدو صبح کو میں نے پانی پلانے والے سے ملاقات کر کے پوچھا کہ عُروہ کے ذمہ تیرا کچھ باقی ہے اس نے کہا ہاں ایک درہم باقی ہے میں عروہ کے گھر گیا اور طاق سے درہم لے کر اس کے حوالے کیا۔

روایت ہے کوفہ کے ایک رہنے والے سے کہ میں نے سُوید بن عمرو کو مرنے

کے بعد دیکھا کہ نہایت اچھی حالت میں شان وشوکت کیساتھ ہیں میں نے پوچھا کہ اے سُوَید یہ درجہ آپ نے کس طرح پایا فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بہت پڑھتا تھا تم بھی پڑھا کرو اور کہا کہ داؤد طائی اور محمد بن نضرؒ نے اسی کلمہ کی بدولت پایا جو کچھ پایا۔

روایت ہے شعب الایمان میں کہ مطرف بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قبرستان میں گیا اور ایک قبر کے پاس دو رکعت[1] نماز ہلکے طور سے پڑھ کر سو گیا۔ اس قبر کے مردے نے کہا تم نے دو رکعت نماز پڑھی اور دل میں خیال کیا کہ بہت مختصر اور ہلکی پڑھی ہیں میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو لیکن اس کی فضیلت نہیں جانتے اور ہم لوگ دو رکعت پڑھ سکتے تو یہ نماز ہمارے حق میں تمام دنیا سے افضل اور بہتر ہوتی پھر میں نے پوچھا کہ اس قبرستان میں کون لوگ ہیں کہا کل مسلمان ہیں اور سب نیکوکار ہیں میں نے پوچھا سب سے افضل کون ہے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے اپنے دل میں کہا یا اللہ اس مُردے کو ظاہر کرنا کہ میں اس سے بات کروں ناگاہ قبر شق ہوئی ایک نوجوان نکلا (یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں۔ کلام مجید میں اصحاب کہف اور عزیر علیہ السلام کا قصہ یاد کر لیا جاوے) میں نے پوچھا تم ان سب میں افضل ہو کہا ہاں یہ لوگ ایسا ہی کہتے ہیں میں نے پوچھا کس عمل کی بدولت تم نے ایسا درجہ پایا تمہاری عمر کم ہے یہ گمان نہیں ہوتا کہ حج اور عمرہ اور جہاد اور دوسرے اعمال کے زیادہ کرنے سے تم کو یہ درجہ ملا ہوگا جواب دیا کہ مجھ پر مصیبتیں بہت نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صبر کی توفیق عطا فرمائی جس کے سبب سے مجھ کو یہ مرتبہ ملا۔

روایت ہے تاریخ بغداد میں محمد سالمؒ سے کہ قاضی یحییٰ ابن اکثم کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا کہ مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور خطاب کیا کہ اے نالائق بڈھے اگر تیری داڑھی سفید نہ ہوتی تو تجھ کو آگ میں جلا دیتا میرے تمام اعضاء خوف سے تھر تھرانے لگے اسی طرح تین بار

[1] اکثر قبرستان میں چھوٹی سی مسجد نماز کے لیے بنی رہتی ہے اس میں نماز پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاتے ہیں ۱۲ منہ

خطاب کیا پھر جب مجھ کو افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تیری طرف سے جس حدیث قدسی کی روایت مجھ کو ملی ہے وہ تو اس طرح کی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری طرف سے کونسی حدیث تجھ کو ملی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں نے عرض کی کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جبرئیلؑ سے جبرئیلؑ نے تجھ سے روایت کی کہ بے شک تو نے فرمایا مَاشَابَ لِي عَبْدٌ فِي الْإِسْلَامِ شَيْبَةً إِلَّا اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ أَنْ أُعَذِّبَهُ بِالنَّارِ یعنی اسلام میں رہ کر میرا جو بندہ نہایت بڈھا ہو جائے تو مجھے شرم آتی ہے کہ آگ سے اس کو عذاب کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہا عبدالرزاق نے اور سچ کہا معمر نے اور سچ کہا زہری نے اور سچ کہا انسؓ نے اور سچ کہا میرے نبی نے اور سچ کہا جبرئیلؑ نے اور میں نے یہ حدیث فرمائی ہے اے میرے فرشتو اس کو جنت میں لیجاؤ۔

روایت ہے حفص بن عبداللہ سے کہ میں نے ابو زرعہ کو اُن کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ پہلے آسمان میں فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اُن سے پوچھا کس عمل سے آپ کو یہ مرتبہ ملا کہا میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھیں اور ہر حدیث میں لکھتا تھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ بخشا۔

روایت ہے ابوالقاسم ثابتؒ سے کہ میں نے سعدؒ کو جو بڑے محدث تھے خواب میں دیکھا وہ مجھ سے بار بار کہتے تھے اے ابوالقاسم اللہ تعالیٰ حدیث پڑھانیوالوں کے واسطے ہر مجلس کے عوض میں جنت میں مکان تیار کرتا ہے۔

روایت ہے ابن عساکر سے کہ صدقہ بن یزید نے ملک طرابلس میں تین قبریں بلند زمین پر دیکھیں پہلی قبر پر لکھا تھا کہ زندگی کا آرام وہ شخص نہیں پا سکتا جس کو یقین ہے کہ موت آئے گی اور ہمارا ملک ہم سے چھین لے گی اور قبر میں ہم کو سلا دے گی۔

دوسری قبر پر لکھا تھا کہ زندگی کا آرام وہ نہیں پا سکتا جس کو یقین ہے کہ ذرہ ذرہ کا سوال ہوگا اور اپنے کیئے کا بدلہ پائے گا تیسری قبر پر لکھا تھا کہ زندگی کا آرام وہ نہیں پاسکتا جس کو یقین ہے کہ قبر ہماری جوانی کو خاک میں ملا دے گی اور ہمارے چہرہ اور تمام اعضاء کو ریزہ ریزہ کردے گی یہ دیکھ کر مجھ کو تعجب ہوا اور میں اس کے قریب والی آبادی میں گیا ایک بڈھے سے میں نے ان قبروں کی حالت دریافت کی اُس نے کہا تین بھائی تھے ایک اُن میں سے بادشاہ کا ملازم تھا اور لشکر کا سپہ سالار تھا دوسرا مالدار سوداگر تھا تیسرا درویش تھا اور رات دن عبادت کرتا تھا جب اس درویش کے انتقال کا وقت آیا تو اس کے دونوں بھائی اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر تم کو کچھ وصیت کرنی ہے تو کرو اس نے جواب دیا کہ نہ میرے پاس مال ہے نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے نہ میرے پاس کچھ اسباب ہے لیکن تم سے اس بات پر اقرار لیتا ہوں جب میں مر جاؤں تو اس ٹیلہ پر دفن کرنا اور میری قبر پر لکھ دینا کہ زندگی کا آرام وہ نہیں پا سکتا جس کو یقین ہے کہ ذرہ ذرہ کا سوال ہوگا اور اپنے کیے کا بدلہ پائے گا اس کے بعد تین دن تک برابر میری قبر کی زیارت کرنا اس سے تم کو نصیحت ملے گی پھر بعد مرنے کے دونوں نے تین دن تک برابر اس قبر کی زیارت کی تیسرے دن سپہ سالار نے زیارت کر کے جانے کا قصد کیا تو قبر کے اندر سے دیوار گرنے کی آواز سُنی خوف سے کانپنے لگا اور ڈرتا ہوا مکان چلا گیا رات کو اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اے بھائی وہ کیسی آواز تھی کہا کہ فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ فلاں دن ایک مظلوم نے تجھ سے فریاد کی تھی اور تو نے اس کی مدد نہ کی یہ کہہ کر ایک گرز مارا یہ آواز اُسی گرز کی تھی جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے بھائی سوداگر اور اپنے دوستوں کو بلا کر کہا کہ اب میں تم لوگوں کے درمیان نہیں رہوں اور بادشاہ کی صحبت اور ملازمت کی مجھ کو حاجت نہیں اسی وقت عیش و آرام دنیا کا چھوڑا اور پروردگار کی عبادت میں مشغول ہوا اور پہاڑ کا راستہ اختیار کیا۔ جب اس کے وفات کا زمانہ آیا تو اس کا بھائی سوداگر آیا اور کہا اے بھائی اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کرو اس نے جواب دیا کہ میرے

پاس نہ مال ہے نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے لیکن میں تم سے اقرار لیتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو میرے بھائی کی قبر کے پاس مجھ کو دفن کرنا اور میری قبر پر لکھ دینا کہ زندگی کا آرام وہ نہیں پا سکتا جس کو یقین ہے کہ موت آئے گی اور ہمارا ملک چھین لے گی اور ہم کو قبر میں سلا دے گی اور تین دن تک میری قبر کی زیارت کرنا۔ پھر جب اس نے انتقال کیا تو تین دن تک قبر کی زیارت کی جب تیسرے دن زیارت کر کے جانے کا ارادہ کیا تو قبر کے اندر سے ایک ایسی آواز سُنی کہ اس کا ہوش اُڑ گیا اور ڈرتا ہوا مکان آیا رات کو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کہا اچھا ہوں توبہ سے میرے سب گناہ معاف ہو گئے۔ میں نے پوچھا میرا بھائی کیسا ہے کہا وہ نیک لوگوں کیساتھ بڑے درجہ پر ہیں پھر میں نے پوچھا کہ میرا حال کیا ہو گا کہا جیسا عمل کرے گا ویسا بدلہ پائے گا تم کو لازم ہے کہ فرصت کو غنیمت جانو اور نیک عمل کا توشہ تیار کر و جب صبح ہوئی تو اس نے بھی دنیا سے منہ پھیرا اور اپنا کل مال فقرار و مساکین کو تقسیم کیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی بسر کی جب اس کے انتقال کا وقت آیا تو اُس کا لڑکا آیا اور کہا اے باپ کچھ وصیت کیجئے باپ نے جواب دیا کہ میرے پاس مال نہیں کہ وصیت کروں لیکن تجھ سے اس بات کا اقرار لیتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو اپنے دونوں چچا کی قبر کے پاس مجھ کو دفن کرنا اور میری قبر پر لکھنا کہ زندگی کا آرام وہ نہیں پا سکتا جس کو یقین ہے کہ قبر ہماری جوانی کو خاک میں ملا دے گی اور ہمارے چہرہ اور تمام اعضاء کو ریزہ ریزہ کر دے گی اور تین دن تک برابر میری قبر کی زیارت کرنا۔ جوان لڑکے نے تین دن تک قبر کی زیارت کی تیسرے دن قبر سے ایک خوفناک آواز سُنی اور غمگین ہو کر گھر آیا رات کو اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ تو بھی جلد ہمارے پاس آئے گا اپنے سفر کا سامان درست کر اور جس گھر میں تجھ کو آنا ہے اس کیواسطے مستعد ہو جا اور دنیا داروں کے مانند بے فکر نہ ہو کہ موت کے وقت تجھ کو افسوس اور شرمندگی ہو جلدی کر اور جلدی کر اور جلدی کر۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑکے نے جس رات کو یہ خواب دیکھا

تھا اس کی صبح کو میں اس کے پاس گیا اس نے خواب کا حال مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ میری زندگی کے تین مہینے یا تین دن باقی رہ گئے ہیں کیونکہ باپ نے تین بار مجھ سے تاکید کی۔ تیسرے دن اس نے گھر کے لوگوں کو جمع کیا اور سب سے رخصت ہوا اور قبلہ رُخ ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور انتقال کیا۔

باب ۳۲ زندوں سے مُردوں کو ایذا و تکلیف پہنچتی ہے

جاننا چاہیئے کہ جس طرح دنیا میں ایک کو دوسرے سے آرام یا تکلیف پہنچتی ہے اسیطرح زندوں سے مردوں کو آرام و تکلیف پہنچتی ہے اگر کوئی شخص کسی کی شکایت کرے یا پیٹھ پیچھے اس کی غیبت کرے تو سن کر اس کو صدمہ اور رنج ہوتا ہے اسیطرح مُردوں کی بُرائی بیان کرنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیئے ہیں کہ مُردے کے حق میں جب کوئی بدخواہی کرتا ہے اور برائی بیان کرتا ہے تو فرشتے اُن کو سناتے ہیں اس سے ان کو صدمہ پہنچتا ہے اسیواسطے حدیثوں میں مُردہ کی برائی بیان کرنے کی بہت ممانعت آئی ہے۔ آدمی کو لازم ہے کہ جب کوئی مرجائے تو اس کی خوبی اور بھلائی بیان کرے اور برائیوں سے درگذر کرے اس کا نام نہ لے۔

روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے مُردہ اپنے گھر میں تکلیف پاتا تھا اس سے اپنی قبر میں بھی تکلیف پاتا ہے۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردہ کو بُرا نہ کہو وہ اپنے ٹھکانے چلا گیا۔

روایت ہے صفیہ رضؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی نے ایک میت کو برائی کیساتھ ذکر کیا آپ نے فرمایا جب میت کا ذکر کرو تو بھلائی کیساتھ ذکر کرو۔

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی خوبیوں کا ذکر کرو اور برائیوں سے اپنی زبان بند کرو۔

روایت ہے عائشہ رضؓ سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ

فرماتے تھے کہ میت کا تذکرہ نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ اگر وہ جنتی ہے تو تم گنہگار ہو گے اور اگر دوزخی ہے تو وہی اس کے لیے کافی ہے۔

روایت ہے عقبہ بن عامرؓ سے کہ اگر میں کوئلہ کی آگ پہ یا تیز تلوار پر چلوں یہاں تک کہ میرا پاؤں بیکار ہو جائے تو مجھے یہ پسند ہے اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا پسند نہیں۔

روایت ہے عمار بن حزم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا قبر سے اُتر جا اور میت کو تکلیف نہ دے تا کہ وہ بھی تجھ کو تکلیف نہ دے یعنی تیرے لئے بددعا نہ کرے۔

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ قبر پہ چلنا کیسا ہے فرمایا کہ جس طرح زندگی میں مومن کو تکلیف دینے کو میں بُرا جانتا ہوں اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کو تکلیف دینا بُرا جانتا ہوں اور ابن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ مومن کو مرنے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہے جیسا زندگی میں تکلیف دینا۔

روایت ہے کہ سلیمؓ کسی قبرستان میں گئے اور اُن کو پیشاب کرنے کی ضرورت تھی کسی نے کہا پہلے آپ پیشاب کر لیں پھر زیارت کریں کہا میں مردوں سے اسطرح شرم کرتا ہوں جس طرح زندوں سے شرم کرتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں پیشاب یا پاخانہ کرنا نہیں چاہیئے مُردوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

باب ۳۱ کیا کیا چیزیں میت کو قبر میں نفع دیتی ہیں

جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہو جاتا ہے اور نیکی کرنے سے وہ عاجز ہو جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو نیکی پہنچائے تو عذاب سے اس کو نجات ملے ہم لوگ جسقدر کھانے پینے کے محتاج ہیں اُس سے زیادہ مُردہ ہماری دُعا کا محتاج رہتا ہے ہم لوگ جسطرح میت کیلئے ثواب پہنچائیں نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا صدقہ خیرات دے کر یا مسجد بنوا کر یا قرآن شریف پڑھ کر یا درود استغفار

پڑھ کر تو میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ہم کو بھی اسیقدر ثواب ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ یعنی جو لوگ بعد کو آئے وہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے بخشدے ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گذر گئے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مُردہ اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا ہو وہ منتظر رہتا ہے کہ میرا باپ یا ماں یا لڑکا یا دوست میرے واسطے دعا کرے پھر جب یہ دُعا کرتے ہیں تو یہ دعا ان کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کے مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا ہے اور زندوں کا تحفہ مُردوں کیلئے یہی ہے کہ ان کے لیے استغفار کریں۔

روایت ہے انس رضؓ سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے جس گھر میں کوئی مرجاتا ہے اور گھر والے اُس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اس صدقہ کے ثواب کو حضرت جبرئیل نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر پر لیجاتے ہیں اور کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے قبر والو یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو پس مُردہ خوش ہوتا ہے اور اپنے ہمسایہ کو خوشخبری سناتا ہے اور اس کے ہمسائے جن کو کوئی تحفہ نہیں پہنچا ہے غمگین رہتے ہیں۔

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اُن کی طرف سے حج کرے تو اللہ تعالیٰ حج کرنے والے کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ان دونوں کو پورے پورے حج کا ثواب ملتا ہے بغیر کمی کے۔

روایت ہے کعب رضؓ سے کہ جب نیک بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال نماز روزہ حج جہاد صدقہ اس کے پاس آتے ہیں اور عذاب کے فرشتے اس کے پیر کی طرف سے آتے ہیں نماز کہتی ہے کہ تم اس سے دُور ہو ادھر سے تمہارا

راستہ نہیں اس پیر سے مسجد میں آیا ہے اور کھڑے ہوکر نماز پڑھی ہے پھر سر کی طرف سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے اُدھر سے تمہارا راستہ نہیں ہے اس نے دنیا میں اللہ کیواسطے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھائی ہے پھر دوسری طرف سے آتے ہیں تو تو حج اور جہاد کہتے ہیں کہ تم اس سے دُور ہو اس نے اپنے اوپر بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اور اللہ کیواسطے حج و جہاد کئے ہیں ادھر سے تمہارا راستہ نہیں ہے پھر اسکے ہاتھ کی طرف سے آتے ہیں صدقہ کہتا ہے کہ تم اس سے دور رہو اس نے ان ہاتھوں سے صدقہ دیا ہے ادھر سے تمہارا راستہ نہیں ہے اس کے بعد غیب سے آواز آتی ہے کہ تجھ کو مبارک ہو زندگی میں تو اچھا تھا مرنے کے بعد بھی اچھا ہے۔ رحمت کے فرشتے جنت سے فرش لاتے ہیں اور اس کی قبر میں بچھاتے ہیں اور جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے وہاں تک اس کی قبر کشادہ کی جاتی ہے اور نور کی قندیل جنت سے لاکر اس کی قبر میں رکھتے ہیں اور قیامت تک قبر روشن رہتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ قبر میں جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے وہ جنت کو دیکھتا ہے اور اس کی خوشبو پاتا ہے اور اس کے نیک اعمال کہتے ہیں کہ ہمارے لئے تو نے دنیا میں تکلیف اٹھائی آج ہم تیرے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ تجھ کو جنت میں پہنچائیں گے۔

روایت ہے ابن عباس رضؓ سے کہ سعد بن عبادہ رضؓ کی ماں نے انتقال کیا اور سعد رضؓ سفر میں تھے جب مکان پر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ماں نے انتقال کیا اور میں سفر میں تھا تو اگر میں کچھ صدقہ دوں تو اسکو ثواب ملیگا آپ نے فرمایا ہاں ملیگا سعد نے کہا آپ گواہ رہیں کہ میں نے اپنا باغ ماں کیواسطے صدقہ کیا دوسری روایت ہے کہ سعد رضؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کونسا صدقہ سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا پانی۔ سعد رضؓ نے کنواں کھدوایا اور کہا یا اللہ یہ کنواں سعد کی ماں کی طرف سے ہے۔

روایت ہے ابو قلابہ رضؓ سے کہ میں ملک شام سے بصرہ میں آیا اور غسل کر کے

رات کو ایک قبر کے قریب دو رکعت نماز پڑھی اور اس کا ثواب بخشدیا اور ایک قبر سے تکیہ لگاکر سو رہا میت نے شکایت کی کہ تم نے آج ہم کو تکلیف دی تم لوگ عمل کرتے ہو اور اس کے ثواب کا حال نہیں جانتے اور ہم لوگ ثواب کا حال جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے دو رکعت جو تم نے پڑھی وہ ہمارے واسطے سارے جہان سے افضل ہے پھر میت نے کہا اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو خوش رکھے کیونکہ ان کی دعا پہاڑ کے برابر ہم کو نور ملتا ہے تم ان کو ہمارا اسلام کہنا

روایت ہے ابو سعید خدری رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن مومن کیساتھ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی وہ کہیں گے دنیا میں تو ہم نے اسقدر نیکیاں نہیں کی تھیں اسقدر ثواب کہاں سے آیا آواز آئے گی کہ تیرے لڑکے نے تیرے واسطے استغفار پڑھا تھا یہ وہی نیکیاں ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نیک بندہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہت بڑا درجہ عنایت فرمائے گا وہ تعجب کر کے کہے گا اے پروردگار یہ درجہ کہاں سے مجھ کو ملا اللہ تعالےٰ فرمائیگا تیرے لڑکے کے استغفار اور برکت کی دعا سے۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مومن انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر سات چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے۔

اوّل جس نے کسی کو علم دین سکھایا تو اس کا ثواب برابر پہنچتا رہتا ہے جبتک اس کا علم دنیا میں جاری رہے۔

دوسرے یہ کہ اسکے نیک اولاد ہو اور اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔

تیسرے یہ کہ قرآن شریف چھوڑ گیا ہو۔

چوتھی یہ کہ مسجد بنوائی ہو۔

پانچویں یہ کہ مسافروں کے لیے مسافرخانہ بنوایا ہو۔

چھٹے یہ کہ کنواں یا نہر کھدوائی ہو۔

ساتویں یہ کہ صدقہ اپنی زندگی میں دیا ہو۔ تو جب تک یہ چیزیں موجود رہیں گی اُن سب کا ثواب پہنچتا رہے گا۔

روایت ہے ابوسعید خدریؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کسی کو کچھ قرآن شریف پڑھایا یا کوئی مسئلہ بتایا تو اللہ تعالیٰ اُس کے ثواب کو قیامت تک زیادہ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مثل پہاڑ کے ہو جاتا ہے۔

روایت ہے حجاج بن دینارؒ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ جب تم نماز پڑھو تو اُن کیواسطے بھی پڑھو اور جب روزہ رکھو تو اُن کے واسطے بھی رکھو اور جب صدقہ دو تو اُن کیواسطے بھی دو۔ (مطلب یہ کہ اُن نفل نماز روزہ صدقہ کا ثواب ان کو بھی بخشدو تو اُن کو بھی ثواب مل جائیگا اور تمہارا بھی ثواب کچھ کم نہ ہوگا۔)

روایت ہے بشار بن غالبؒ سے کہ میں رابعہ کے لیے بہت دعا کرتا تھا ایک بار ان کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے بشار تمہارا تحفہ نور کے طبق میں رکھ کر ہمارے پاس بھیجا جاتا ہے جس پر حریر کا رومال رہتا ہے میں نے کہا اس شان سے پہنچایا جاتا ہے کہا ہاں مومن کی دعا جب مُردہ کے لیے قبول ہوتی ہے تو اسیطرح نور کے طبق میں رکھ کر حریر کے رومال سے ڈھانپتے ہیں اور میت کے پاس لیجا کر کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے تم کو یہ تحفہ بھیجا ہے۔

روایت کی ابن نجار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینارؒ سے کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخشدیا ہے آواز آئی کہ اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جس کو قبر والے بھائیوں کے پاس بھیجا ہے میں نے کہا تم کو خدا کی قسم ہے مجھ کو بتاؤ یہ کیسا تحفہ ہے کہا ایک مومن نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے قل ھو اللہ احد پڑھا اور کہا اے اللہ اس کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان بھائیوں

کو میں نے بخشدیا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر روشنی اور نور بھیجا اور ہماری قبروں کو کشادہ کیا۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ جمعہ کی رات کو اسی طرح سے دو رکعت نماز پڑھ کر مُردوں کو بخشتا رہا پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے مالک بن دینار جس قدر تم نے میری امت کے لیے نور کا تحفہ بھیجا ہے اس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کی اور اسیقدر تم کو بھی ثواب دیا اور تمہارے واسطے جنت میں ایک مکان تیار کیا ہے جسکا نام منیف ہے۔ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے واسطے تحفہ بھیجو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ہم کیا تحفہ بھیجیں آپ نے فرمایا مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک رُوح غمگین آواز سے پکارتی ہے اے میرے گھر والو اے میرے خاندان والو اے میرے قرابت والو مہربانی کر کے ہم کو کچھ دو اللہ تم پر رحم کرے اور ہم کو یاد رکھو۔ اور مت بھولو ہم قید خانہ میں ہیں اور بہت غم میں مبتلا ہیں پس ہم پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے اور نہ بند رکھو ہم سے اپنی دعا اور صدقہ کو اور تسبیح کو شاید اللہ رحم کرے ہم پر قبل اس کے کہ تم بھی ہمارے مثل ہو جاؤ۔ افسوس ہائے شرمندگی اے اللہ کے بندو ہمارا کلام سنو اور ہم کو نہ بھولو تم جانتے ہو کہ یہ مکان جو آج تمہارے قبضہ میں ہے کل کے دن ہمارے قبضہ میں تھا اور ہم اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیتے تھے پس وہ مال ہم پر بلا ہو گیا اور دوسرے لوگ اس سے نفع لیتے ہیں اور اس کا حساب وعذاب ہم پر ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا ہر ایک رُوح ہزار بار مردوں اور عورتوں کو پکارتی ہے کہ مہربانی کرو ہم پر درہم سے یا روٹی کے ٹکڑے سے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ بھی روئے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو شیخ ابن الحسن بن علی نے اپنی کتاب میں۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر پہلے

دن اور پہلی رات سے بھی زیادہ سخت وقت آتا ہے تم لوگ صدقہ دیکر اپنی میت پر رحم کرو۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ اگر ہم صدقہ دینے کو کچھ نہ پاویں آپ نے فرمایا دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی اور الہکم التکاثر ایک ایک بار اور قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو ستر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کا ثواب میت کو تحفہ میں دے تو اللہ تعالیٰ اس میت کی طرف ستر فرشتے بھیجتا ہے ہر فرشتہ کے ساتھ لباس اور تحفہ جنت کا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی قبر نورانی کرتا ہے اور لحد کشادہ کرتا ہے۔ ان دونوں روایتوں کو بیان کیا شیخ احمد مکی نے اپنے رسالہ احسن المبرات میں ہیں

حکایت در عبدالوہاب شعرانی نے نقل کیا ہے صالح مرورودزی سے کہ میں جمعہ کی رات کو مکان سے بہت سویرے جامع مسجد کی طرف نماز فجر کیواسطے نکلا اور دو رکعت نماز پڑھ کر ایک قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھا اور مجھ کو نیند آگئی پس میں نے دیکھا کہ قبرستان کے تمام مردے اپنی قبروں سے نکلے ہیں اور ایک ایک جماعت ہو کر باتیں کرتے ہیں ان میں ایک جوان میلے کپڑے پہنے غمگین بیٹھا ہے کچھ عرصہ کے بعد بہت سے طبق رومال سے ڈھانپے ہوئے اُترے ہر میت ایک ایک طبق لے کر اپنی قبر میں چلا گیا پس میں نے اس جوان سے پوچھا اے اللہ کے بندے تو کیوں غمگین ہے اس نے کہا تم نے طبقوں کو دیکھ لیا ہے میں نے کہا ہاں دیکھ لیا ہے کہا یہ زندوں کے طبق ہیں میت کیواسطے اس میں وہی صدقہ اور دعا ہے جو ان کی طرف ثواب کا جمعہ کی رات میں بھیجا گیا ہے اور میں ملک سندھ کا رہنے والا ہوں اور میری والدہ سندھ سے حج کے ارادے سے چلی جب بصرہ پہنچی تو میرا انتقال ہو گیا اور میری والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا اور مجھ کو دعا سے کبھی یاد نہ کیا اسلیئے مجھ کو غمگین رہنا بجا ہے اور میرا کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے کہ مجھ کو دُعائے خیر سے یاد کرے۔ صالح مرورودزی کہتے ہیں میں نے پوچھا تیری ماں کا مکان کہاں ہے اُس نے مکان کا پتہ بتایا جب میں صبح کی نماز سے فارغ ہوا تو اس کا مکان دریافت

کر کے وہاں گیا پس اجازت لیکر مکان میں داخل ہوا اور کہا اللہ تم پر رحم کرے کیا
تمہارے کوئی لڑکا ہے اس نے کہا نہیں پھر میں نے پوچھا پہلے بھی کوئی نہ تھا یہ
سن کر اس نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا ایک لڑکا تھا وہ مر گیا پس میں نے اس کا قصہ
بیان کیا وہ بہت روئی اور کہا اے صالح وہ میرا لڑکا اور میرے کلیجہ کا ٹکڑا ہے یہ
ہزار درہم ہے اور تجھ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک آنے کی توفیق دی تو ان درہموں
کو میرے لڑکے کی طرف سے صدقہ کر اور اللہ کی قسم میں گواہی دیتی ہوں کہ اس کو
صدقہ اور دُعا سے تمام عمر یاد کروں گی اور کبھی نہ بھولوں گی۔ صالح کہتے ہیں
کہ میں درہم لے کر چلا اور اُن کی طرف سے صدقہ کیا۔ اس روایت کو بھی شیخ احمد
مکی نے احسن المبرات میں نقل کیا ہے۔

روایت ہے انس رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت پر
اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت نازل کی ہے کہ قبر میں گناہ لے کر داخل ہو گی اور قیامت
کے دن جب قبر سے اٹھے گی تو گناہوں سے پاک وصاف ہو کر اٹھے گی بسبب
استغفار مسلمانوں کے۔

حکایت: ۔ امام یافعی یمنی جو اپنے وقت کے زبردست عالم اور ولی اللہ تھے
وہ کتاب ریاض الریاحین میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت جس کا نام باہیہ تھا نہایت
عبادت گزار تھی مرتے وقت اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا خداوندا تجھ پر میرا
بھروسہ تھا اور بعد مرنے کے بھی تجھ ہی پر میرا بھروسہ ہے موت کیوقت مجھے رسوا
نہ کر اور قبر میں مجھے آرام دے رجب اس کا انتقال ہو گیا تو اُس کا لڑکا ہمیشہ جمعہ کی
رات کو اور جمعہ کے دن اس کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو اور سب
مردوں کو بخشتا اور استغفار و دعا کرتا تھا کہ الٰہی تو ان سے خوش رہ اور اُن کے گناہ
معاف فرما۔ لڑکا بیان کرتا ہے کہ ایک بار ماں کو میں نے خواب میں دیکھا سلام کیا
اور کہا اے ماں تو کس حال میں ہے جواب دیا کہ موت کی تکلیف بہت سخت ہے
میری قبر میں پھول بچھے ہیں اور عمدہ عمدہ ریشمی تکیے لگے ہیں اور قیامت تک رہینگے

پھر میں نے پوچھا اے ماں تجھے کچھ ضرورت ہے کہا ہاں بیٹے ہماری زیارت نہ
چھوڑنا اور دعا و استغفار و تلاوت قرآن جو ہمارے واسطے کرتے ہو اس کو کبھی نہ
چھوڑنا میں تیری زیارت سے خوش ہوتی ہوں جب تو زیارت کیواسطے آتا ہے تو
کل مردے کہتے ہیں اے باہیہ تیرا لڑکا آتا ہے اُس کا آنا ہم سب کو مبارک ہے
میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت میرے پاس آئی میں نے پوچھا
تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو جواب دیا کہ ہم قبرستان کے مُردے ہیں تمہارا شکریہ
ادا کرنے آئے ہیں اور تم سے سوال کرتے ہیں کہ اپنی دعا ہمارے واسطے برابر جاری رکھنا

حکایت :- حضرت مالک بن دینار کہ بڑے اولیاء اللہ سے ہیں کہتے ہیں کہ میں شروع
جوانی میں چنگی وصول کرنے پر نوکر تھا اور شراب خوب پیتا تھا جب میں نے شادی کی
ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس سے بڑی محبت تھی جب میں شراب پیالہ میں ڈالتا تو وہ
میرے کپڑے پر گرا دیتی دو برس کی عمر میں اس نے انتقال کیا مجھ کو نہایت صدمہ ہوا
جب شب برات آئی اور جمعہ کی بھی رات تھی تو اس رات کو بھی میں نے شراب پی
رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہے مُردے قبر سے نکل کر میدانِ محشر میں
جمع ہیں میں ان کے ساتھ ہوں۔ ناگاہ دیکھا کہ پیچھے سے ایک اژدہا منہ کھول کر
میری طرف دوڑتا ہوا آتا ہے میں بدحواس ہو کر بھاگا بہت دور جانے کے بعد
ایک ضعیف بڈھا ملا جو عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھا اور خوشبو سے معطر تھا میں نے سلام
کیا اور کہا کہ مجھے پناہ دیجئے اور میری مدد کیجئے اس نے جواب دیا کہ میں کمزور ہوں
اُس کے دفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں بھاگتا ہوا میدان محشر میں ایک ٹیلہ
پر چڑھ گیا دیکھا کہ ہزاروں کوس تک آگ جل رہی ہے قریب تھا کہ میں بدحواس
ہو کر اُس میں گر پڑوں وہاں سے دوسری طرف بھاگا اژدھا بھی منہ کھولے میرے
پیچھے دوڑا چلا آتا ہے پھر اس بڈھے سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اس پہاڑ کی
طرف جا اس میں مسلمانوں کی امانتیں ہیں اگر تیری بھی امانت اس میں ہوگی تو تیری مدد
کرے گی میں پہاڑ کی طرف بھاگا جب قریب پہنچا تو دیکھا اس میں مدنات بنے

ہیں دروازے سونے کے لگے ہیں اس پر یاقوت اور موتی جڑے ہیں اور ریشمی پردے دروازوں پر لٹکے ہیں ایک فرشتے نے پکارا کہ پردہ اٹھادو اور دروازے کھول دو شاید اس مصیبت زدہ کی کوئی امانت اس میں ہو اور اس کی مدد کرے اور دشمن سے اس کو پناہ دے اسوقت سب دروازوں کے پردے اُٹھ گئے اور دروازے کھولدیئے گئے میرے پاس بہت سے لڑکے آئے جن کے منہ چاند کی طرح چمکتے تھے۔ اژدھا بھی میرے قریب آپہنچا اور مجھے ہلاک کرنے کا قصد کیا ایک لڑکے نے پکارا کہ اے لڑکو سب باہر آجاؤ فوج فوج لڑکے باہر آنے لگے ان کیساتھ میری وہ لڑکی بھی تھی جو انتقال کر چکی تھی وہ دوڑ کر مجھے لپٹ گئی اور رونے لگی اور اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑا اور اپنا داہنا ہاتھ اژدھے کی طرف بڑھایا اژدھا بھاگا یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہوگیا پھر لڑکی نے مجھے بٹھایا اور آپ میری گود میں بیٹھ گئی اور داہنا ہاتھ میری داڑھی میں ڈالا جیسا بچوں کی عادت ہوتی ہے اور کہنے لگی اے باپ۔ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لیے کہ کانپ جائیں اُن کے دل اللہ کی یاد کیلئے اور جو حق بات اللہ کیطرف سے آئی۔ پھر میں نے پوچھا اے لڑکی یہ اژدھا کیسا تھا اس نے جوابدیا کہ یہ تیرا عمل بد ہے تجھ کو جہنم میں ڈالنا چاہتا تھا۔ میں نے پوچھا اے لڑکی وہ ضعیف بڈھا کون شخص تھا جو راستہ میں مجھ کو ملا تھا کہا وہ تیرا نیک عمل ہے جس کو تو نے کمزور کر دیا ہے تیرے بدعمل کو معاف نہیں کراسکتا پھر میں نے پوچھا اے لڑکی تم سب اس پہاڑ میں کیا کام کرتی ہو کہا ہم سب مسلمانوں کے لڑکے ہیں قیامت تک اس میں رہیں گے اور تم لوگوں کا انتظار کرتے ہیں جب تم لوگ یہاں آؤ گے تو تمہاری شفاعت کرینگے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب میں خواب سے جاگا تو سب گناہوں سے توبہ کی اور دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کیا اور امام یافعیؒ نے لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کیساتھ اس کا عمل بھی قبر میں دفن کیا جاتا ہے پس اگر نیک ہے تو

میت کو آرام پہنچاتا ہے یعنی قبر کی تنہائی میں میت کے ساتھ رہتا ہے اور اسکو خوشخبری سناتا ہے اور قبر کو روشن اور کشادہ کرتا ہے اور قبر کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر عمل بد ہے تو میت کو عذاب کے حوالے کرتا ہے یعنی قبر کو تنگ اور اندھیری کرتا ہے اور اس پر عذاب کی سختی اور مصیبت پہنچاتا ہے۔

فائدہ:۔ روض الریاحین میں لکھا ہے کہ مفتی شیخ عزالدین میت کو ثواب پہنچنے کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ قرآن پڑھ کر میت کو ثواب بخشنے سے اس کو ثواب نہیں پہنچتا اُن کے مرنے کے بعد ایک شخص نے خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ اگر کوئی شخص قرآن پڑھ کر میت کو ثواب بخشے تو پہنچتا ہے یا نہیں جواب دیا کہ افسوس صد افسوس کہ میرا خیال غلط تھا یہاں تو اسکے برعکس معاملہ ہے اور پورا ثواب پہنچتا ہے۔

فائدہ: روض الریاحین میں ہے کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ مُردوں کی ارواح کو جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو علیین یا سجین سے کبھی کبھی قبر پر آتی ہیں خاص کر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن قبروں پر بیٹھتی ہیں اور بات چیت کرتی ہیں اس حالت میں جو عذاب کے لائق ہیں اُن پر عذاب ہوتا ہے اور جو ثواب کے قابل ہیں ان کو ثواب پہنچتا ہے لیکن ان دو وقتوں میں مومنوں پر عذاب نہیں ہوتا۔

فائدہ: علما کا اتفاق ہے کہ نیک کام کا ثواب اگر میت کو بخشا جائے تو اُس کو ثواب پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قبرستان میں تشریف لیجاتے اور مُردوں کیواسطے دعا و استغفار کرتے تھے اور قبر کی زیارت اور استغفار کا آپ نے حکم دیا ہے اور ترغیب فرمائی ہے اسوقت سے آج تک ہر زمانہ میں مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا اور اس پر تمام امت کا اجماع ہوگیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص قبرستان میں جائے اور الحمد اور قل ہو اللہ اور الھٰکم التکاثر پڑھ کر ثواب قبرستان کے مومنین اور مومنات کو بخشے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کیواسطے سفارش کرتے ہیں اور مدینہ منورہ میں انصار کے یہاں جب میت ہوتی تو سب لوگ اس کی قبر پر جاتے اور قرآن شریف پڑھتے تھے۔ اس بارے

میں حدیثیں بہت وارد ہیں اور بعض حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں وہ کافی ہیں۔

باب ۳۲ وہ اعمال جو مرنے کے بعد جلد جنت میں پہنچاتے ہیں

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین کا دل عطا فرمائے گا اور صدیقین کے مثل عمل دیگا اور نبیوں کا سا ثواب دیگا اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور جنت میں داخل ہونے سے موت اُسے روکتی ہے یعنی موت آنے پر فوراً جنت میں داخل ہوگا۔

روایت ہے صلصال سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا تو اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت کا پردہ ہے جب مریگا جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اسیطرح علی کرم اللہ وجہہ سے بھی روایت ہے اور نسائی اور رویانی اور ابن حبان اور دارقطنی اور ابن مردویہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسیطرح روایت کی ہے۔ یہ سب مضمون تفسیر درمنثور سے لکھا گیا ہے۔

باب ۳۳ موت کا کون وقت اچھا ہے

روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص رمضان شریف کے آخیر مہینہ میں انتقال کرے وہ جنتی ہوگا اور جو شخص عرفہ کے روز یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کے آخیر دن میں مریگا وہ جنتی ہوگا اور جو شخص صدقہ دے کر مرے گا وہ جنتی ہوگا۔

روایت ہے حذیفہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مرتے وقت خالص نیت سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے گا وہ جنتی ہوگا اور جس نے اللہ کے واسطے روزہ رکھا اور اسی حال میں مرگیا وہ جنتی ہوگا اور جو سچی نیت سے صدقہ

دے کر مرے گا وہ جنتی ہو گا۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے روزہ رکھا اور اسی حال میں مر گیا تو اللہ تعالی اس کیواسطے قیامت تک کے روزہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔

روایت ہے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی جمعہ کی رات کو یا جمعہ کے دن مریگا اس کو اللہ تعالی عذاب قبر سے نجات دیگا اور جب قیامت کے دن وہ میدان محشر میں آئیگا تو اس کے بدن پر شہیدوں کی مہر ہو گی۔

روایت ہے ابو جعفرؓ سے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے جو شخص جمعہ کی رات میں مرے گا عذاب سے نجات پائے گا۔ اور جو شخص جمعہ کے دن مریگا دوزخ سے نجات پائے گا۔

باب ۳۴ ہر میت کا بدن سڑتا اور گلتا ہے سوائے انبیاء اور ان کے مثل کے

روایت ہے وہب بن منبہؓ سے کہ میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اگر سڑنے اور بد بو دار ہو جانے کا حکم میں نہ کرتا تو آدمی اپنی میت کو گھروں میں رکھتے۔

روایت ہے زید بن ارقمؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کہتا ہے کہ میں نے تین چیزوں سے اپنے بندوں پر آسانی کر دی ہے ایک یہ کہ غلہ پر کیڑوں کو مقرر کیا اگر ایسا نہ کرتا تو بادشاہ تمام غلہ کو اپنے پاس جمع کر لیتا۔ جسطرح سونا چاندی کو جمع کر لیتے ہیں دوسری یہ کہ موت کے بعد بدن کو میں نے سڑنے اور گل جانے کا حکم کیا اگر ایسا نہ کرتا تو کوئی دوست اپنے دوست کو کو مرنے کے بعد دفن نہ کرتا تیسرے یہ کہ غمزدہ کے دل سے غم دور کرتا ہوں اگر ایسا نہ کرتا تو انسان کبھی خوش نہ ہوتا۔

روایت ہے ابو قلابہؓ سے کہ اللہ تعالیٰ نے رُوح سے اچھی اور پاکیزہ کوئی شے نہیں بنائی جب تک روح بدن میں رہتی ہے بدن تر و تازہ رہتا ہے اور جب اس کو نکال لیتے ہیں تو بدن سڑ گل جاتا ہے۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کا ہر عضو سڑ گل جاتا ہے مگر جو ہڈی ریڑھ کی ہوتی ہے وہ نہیں سڑتی قیامت کے روز اسی سے تمام بدن درست کیا جائے گا

روایت ہے اوس بن اوسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز مجھ پر درود زیادہ پڑھو اس لیے کہ اس روز تمہارے درود کو فرشتے میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ فرشتے کسطرح ہمارا درود آپ تک پہنچائیں گے۔ آپ بھی تو قبر میں مٹی ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی لاش کھانا زمین پر حرام کیا ہے۔

روایت کی بیہقی اور واقدی نے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقام اُحد میں کنواں کھدوانے کا ارادہ کیا اور منادی کر دی کہ جن کے مُردے اُحد میں دفن ہوں وہ لوگ حاضر ہوں سب لوگ وہاں گئے کنواں کھودنے میں جتنی لاشیں نکلیں سب تر و تازہ اور نئی تھیں اتفاقاً ایک میت کے پاؤں میں کلہاڑی لگی اور تر و تازہ خون اس سے جاری ہوا۔

روایت ہے عبد الرحمٰنؓ سے کہ جنگ احد میں عمرو بن جموح انصاری اور عبد اللہ بن عمر انصاری شہید ہوئے اور دونوں ایک قبر میں ایک نیچی زمین میں دفن کیے گئے بارش کے زمانہ میں سیلاب آیا یہ دونوں قبریں کھل گئیں دونوں لاشیں نکالی گئیں تاکہ کسی دوسری بلند زمین میں دفن کی جائیں دونوں لاشیں تر و تازہ نکلیں۔ اور کوئی حالت بدلی نہ تھی گویا آج ہی مرے ہیں ایک لاش کے بدن میں زخم تھا اس پر اپنا ہاتھ رکھا تھا جب اس کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر سیدھا کیا گیا تو پھر لاش نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا پھر دونوں لاشیں ایک دوسری اونچی زمین میں دفن کی گئیں۔ جنگ اُحد سے

اس وقت تک چھیالیس برس گذر چکے تھے۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اذان کہے اللہ کے واسطے یعنی کسی سے نفع کی اُمید نہ رکھے بلکہ محض ثواب کی نیت ہو تو وہ مثل اس شہید کے ہے جو خون میں تڑپتا ہو مرنے کے بعد اس کا بدن محفوظ رہے گا یعنی اس کے بدن کو زمین نہ کھائے گی۔

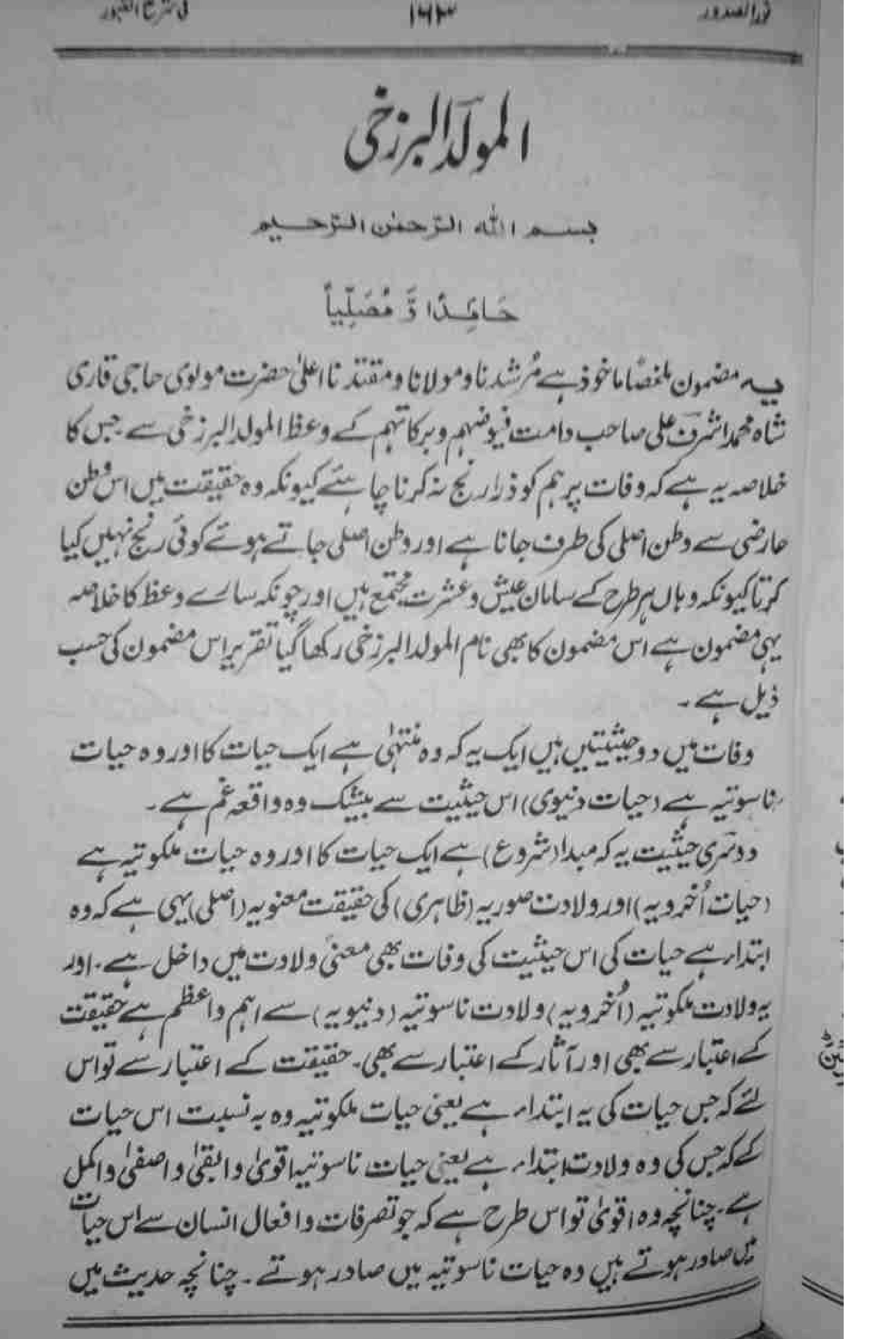
دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں مؤذن کی گردن سب سے بلند رہے گی اور قبر میں اس کا بدن محفوظ رہے گا۔

روایت ہے جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حافظ قرآن انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھائے زمین کہتی ہے اے رب میں کیونکر اس کا گوشت کھا سکتی ہوں جب کہ تیرا کلام پاک اس کے سینہ میں ہے۔

روایت ہے کہ جس شخص نے کبھی گناہ نہیں کیا ہے زمین اس کا گوشت نہیں کھا سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اُس نے مجھ کو اس کتاب کے تالیف کرنے کی توفیق بخشی اور اختتام کو پہنچایا۔ خداوندا اہل اسلام کو اس کتاب سے فائدہ دے اور اس کے پڑھنے والوں کو اور مجھ کو نیک راستہ پر چلا اور گناہوں کو معاف فرما اور میرا اور اُن کا خاتمہ بخیر کر۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

تمت



المولد البرزخی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا وّ مصلّیاً

یہ مضمون ملخصاً ماخوذ ہے مرشدنا و مولانا و مقتدنا اعلیٰ حضرت مولوی حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کے وعظ المولد البرزخی سے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وفات پر ہم کو ذرا رنج نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ حقیقت میں اس وطن عارضی سے وطن اصلی کی طرف جانا ہے اور وطن اصلی جاتے ہوئے کوئی رنج نہیں کیا کرتا کیونکہ وہاں ہر طرح کے سامان عیش و عشرت مجتمع ہیں اور چونکہ سارے وعظ کا خلاصہ یہی مضمون ہے اس مضمون کا بھی نام المولد البرزخی رکھا گیا تقریر اس مضمون کی حسب ذیل ہے۔

وفات میں دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ وہ منتہیٰ ہے ایک حیات کا اور وہ حیات ناسوتیہ ہے (حیات دنیوی) اس حیثیت سے بیشک وہ واقعہ غم ہے۔

دوسری حیثیت یہ کہ مبدا (شروع) ہے ایک حیات کا اور وہ حیات ملکوتیہ ہے (حیات اُخرویہ) اور ولادت صوریہ (ظاہری) کی حقیقت معنویہ (اصلی) یہی ہے کہ وہ ابتداء ہے حیات کی اس حیثیت کی وفات بھی معنیً ولادت میں داخل ہے۔ اور یہ ولادت ملکوتیہ (اُخرویہ) ولادت ناسوتیہ (دنیویہ) سے اہم و اعظم ہے حقیقت کے اعتبار سے بھی اور آثار کے اعتبار سے بھی۔ حقیقت کے اعتبار سے تو اس لئے کہ جس حیات کی یہ ابتداء ہے یعنی حیات ملکوتیہ وہ بہ نسبت اس حیات کے کہ جس کی وہ ولادت ابتداء ہے یعنی حیات ناسوتیہ اقویٰ و ابقیٰ و اصفیٰ و اکمل ہے۔ چنانچہ وہ اقویٰ تو اس طرح ہے کہ جو تصرفات و افعال انسان سے اس حیات میں صادر ہوتے ہیں وہ حیات ناسوتیہ میں صادر ہوتے۔ چنانچہ حدیث میں

ہے۔ ارواح الشہداء فی حواصل طیر خضر تسرح فی الجنۃ حیث شاءت ثم تاوی الی قنادیل تحت العرش۔ (رواہ مسلم) یعنی شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے حواصل (پوٹہ) میں جنت میں جہاں چاہتی ہیں کھاتی پھرتی ہیں۔ پھر عرش کے نیچے قندیلوں میں آکر قرار پکڑتی ہیں۔ بھلا یہ قوت طیران کی یہاں کہاں اور ایک حدیث میں ہے کہ مومنین کی روحیں سبز پرندوں کے حواصل میں جنت میں جہاں چاہتی ہیں کھاتی پیتی پھرتی ہیں (اخرجہ الطبرانی) اور اسی سے اصفیٰ ہونا بھی معلوم ہوگیا کیونکہ اتنی راحت و بے فکری یہاں کہاں۔ غرض دنیا میں نہ اتنی قوت انسان میں ہوتی ہے نہ اتنی راحت و بے فکری بلکہ یہاں تو مشقت و محنت اور تکلیف ہی کا حصہ غالب ہے۔

چنانچہ حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ یعنی بیشک ہم نے انسان کو بڑی تعب میں پیدا کیا ہے واقعی اگر دیکھا جائے تو حیوانات اپنے باب معیشت میں انسان سے زیادہ آزاد ہیں جانوروں کا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی کھانا پینا چلنا پھرنا شروع کر دیتا ہے اور انسان کا بچہ عاجز و محتاج ہوتا ہے پھر جانوروں کو نہ لباس کی کوئی ضرورت نہ غذا کے لیے سامان کرنے کی ضرورت اور انسان ایک دن کی غذا بھی بدوں ہزاروں مخلوق کی امداد کے حاصل نہیں کر سکتا اور دوسرے افکار اس کے علاوہ ہیں غرض اس حیات میں تو غم اور مشقت ہی ہے کسی کو کسی رنگ میں کسی کو کسی رنگ میں اور اس حیات میں غم کا نام نہیں چنانچہ ارشاد ہے:۔ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اور اکمل اس طرح کہ ولادت ناسوتیہ میں آثار حیات یعنی کمالات متصلاً و فوراً ظاہر نہیں ہوتے چنانچہ بچہ نہ کچھ افعال کر سکتا ہے نہ چلتا پھرتا ہے نہ خود کھاتا پیتا نہ بولتا ہے۔ بلکہ جمادات سے ملحق ہوتا ہے حیوانات سے بھی زیادہ بیکار ہوتا ہے کیونکہ جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہی اچھلنے کودنے پھرنے لگتے ہیں اور آدمی کا بچہ سوائے ٹیں ٹیں کے کچھ نہیں کر سکتا اور مرنے کے بعد جو ولادت

ملکوتیہ ہوتی ہے اس کے آثار متصلاً ظاہر ہو جاتے ہیں کہ روح پھُر سے اُدھر اُڑ گئی جیسا اوپر مذکور ہوا۔ نیز حیات ناسوتیہ کے ابتدا کے وقت کامل انسان بھی کمالات سے خالی ہوتا ہے اور حیات الملکوتیہ کی ابتدا میں مکمل حالت میں ہوتا ہے چنانچہ موت کے بعد عقل وغیرہ سب کامل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عمر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب قبر میں تمہارے پاس دو فرشتے گرجتے کڑکتے آئیں گے اور تم کو ہلا ڈالیں اور حاکمانہ گفتگو کریں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری عقل بھی درست ہوگی یا نہیں حضور نے فرمایا نعم کھیئتکم الیوم۔ یعنی اس وقت ایسی ہی عقل ہوگی جو آج ہے۔ انہوں نے کہا بس کام چلا لوں گا (اخرجہ احمد وطبرانی) اور ابقیٰ اس طرح ہے کہ اس کے لیے فنا نہیں اور حیات ناسوتیہ کے لئے فنا لازم ہے۔ یہاں کی صبح کے لیے تو شام بھی ہے وہاں ایسی صبح ہو گی کہ جس کی شام ہی نہیں۔

اس پر شاید یہ اشکال ہو کہ ایک عاشق تو یوں فرماتے ہیں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ہرگز نمیرد سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاق کی یہ زندگی فنا نہیں ہوتی تو سمجھ لیجیے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ زندہ دلان عشق کو موت نہیں آتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اصلی حیات تو آخرت کی حیات ہے، مگر یہاں کی حیات جب آخرت کی معین ہوگی اور اس کے انقطاع کے متصل ہی وہ حیات (آخرت کی) شروع ہو گئی بس گویا۔ موت موت ہی نہیں کہ جس سے گھبراہٹ اور پریشانی ہو۔ بلکہ موت شیریں اور خوشگوار ہو جاتی ہے کیونکہ عاشق جانتا ہے کہ اس موت سے وہ موانع وصل مرتفع ہو جاویں گے جو حیات ناسوتیہ میں قرب خاص سے مانع تھے پس وہ موت کو حیات اور یہاں کی فنا کو بقا سمجھتا ہے پھر مرنے کے بعد جو حیات حاصل ہوگی وہ تو ابقیٰ ہے ہی۔ کیونکہ اس کے بعد پھر موت نہ ہوگی۔ اگر یہ شبہ ہو کہ بعض نصوص سے

تو اس حیات ملکوتیہ کا بھی منقطع ہونا معلوم ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ کہ نفخ صور کے وقت ارواح بھی فنا ہو جاویں گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ فنا تھوڑی دیر کے لئے ہوگا، ممتد نہ ہوگا بلکہ محض قسم پوری کرنے کے لئے ہوگا جیسے قرآن پاک میں ہے اِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کہ ہر شخص کو جہنم کا ورود ہوگا جس کی صورت یہ ہوگی کہ جہنم کی پشت پر پل صراط بچھایا جائے گا جس پر ہو کر سب مسلمان گذریں گے بعض تو کٹ کر جہنم ہی میں گر جاویں گے یہ تو حقیقۃً وارد ہوں گے اور بعض مثل برق خاطف کے گذر جاویں گے ان کو خبر بھی نہ ہوگی کہ جہنم کدھر تھا ان کا ورود تحلہ[1] قسم کے لئے ہوگا کہ بس جہنم کی پشت پر سے گذر گئے اور راستہ میں جہنم پڑ گیا گو ان کو خبر بھی نہ ہوئی جیسے کوئی جلدی سے آگ کے اندر کو ہاتھ گذار دے۔ اسیطرح قسم پوری کرنے کے لیے ارواح کا فنا بھی ایک آن کے لیے ہو جائے تو یہ مانع بقا نہ ہوگا۔ کیونکہ امور عادیہ میں زمان لطیف کا انقطاع مانع استمرار نہیں۔ موٹی بات ہے اگر ایک شخص پانچ گھنٹہ تک تقریر کرے اور درمیان درمیان میں سکنڈ سکنڈ سکوت کرے مانع استمرار تقریر نہیں۔ بلکہ محاورہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ اس نے پانچ گھنٹہ تک مسلسل تقریر کی۔ غرض کہ حیات ملکوتیہ حیات ناسوتیہ سے ادوم بھی ہے اور اتم بھی اور اقوام بھی اور افضل بھی اکمل بھی، اجمل بھی ابقیٰ بھی اقویٰ بھی اعلیٰ بھی امضیٰ بھی ازکیٰ بھی انفع بھی ارفع بھی اسنیٰ بھی ادفع بھی اجلیٰ بھی اشہیٰ بھی اور احظیٰ بھی پس ثابت ہوا کہ جب حیات ملکوتیہ ناسوتیہ سے اعظم ہے تو ولادت ملکوتیہ یعنی حیات ملکوتیہ کی ابتداء کہ سفر آخرت یا وفات ہے ولادت ناسوتیہ یعنی حیات ناسوتیہ کی ابتداء سے جو ولادت متعارفہ ہے اہم و اعظم ہوگی۔

علماء میں اختلاف ہوا ہے کہ موت اور حیات میں افضل کون ہے۔ بعض نے

[1] کھولنا پوری کرنا۔

حیات کو ترجیع دی ہے اور بعض نے موت کو۔ دلائل فضیلت حیات کے یہ بیان کرتے ہیں کہ طویل حیات میں تکثیر اعمال ہے جس سے ثواب بڑھتا ہے اور موت سے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس سے حیات (من حیث ہی حیات) کی فضیلت نہیں ثابت ہوئی بلکہ ایک عارض کی وجہ سے فضیلت ثابت ہوتی ہے اور وہ عارض بھی عند التامل راجع ہے فضیلت موت ہی کی طرف کیونکہ اعمال کا ثمرہ موت ہی کے بعد ملیگا تو اس میں خود اقرار ہے فضیلت موت کا اور فضیلت موت کی ذاتی ہے جس کی صریح دلیل نص ہے کہ حدیث میں آیا ہے تحفۃ المومن الموت کہ موت مومن کے لئے تحفہ ہے بخلاف حیات کے کہ اس کو تحفہ کہیں نہیں کہا گیا۔

اب میں حیات و موت کے متعلق ایک لطیف نکتہ عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ اب تک تو میں نے موت کو حیات ہونا ثابت کیا تھا اب حیات کو موت بتاتا ہوں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ موت کی حقیقت معنویہ ہے انتقال من عالم الی عالم آخر یعنی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہونے کو موت کہتے ہیں پس جس طرح موت صوری میں اس وطن عارضی کی طرف انتقال ہوتا ہے اسی طرح ولادت ناسوتیہ میں وطن اصلی سے وطن عارضی کی طرف انتقال ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ وطن اصلی وطن کی طرف جانا مطلوب ہوتا ہے اس کو موت کہنا تو محض عرف کی بنا پر ہے اصلی موت تو یہ ہے کہ وطن اصلی کو چھوڑ کر وطن عارضی میں آجاوے مگر چونکہ عام طور پر لوگ وطن اصلی سے غافل ہیں اور اسی عالم ناسوت کو وطن اصلی سمجھے ہوئے ہیں اس لئے وہ حیات ناسوتیہ ہی کے انقطاع کو موت کہتے ہیں اور ولادت ناسوتیہ کو موت نہیں کہتے اور جس کی نظر وطن اصلی پر ہے وہ اس کا عکس سمجھتا ہے۔ چنانچہ مولانا جامیؒ اسی وطن اصلی کا پتہ دیتے ہیں اور اس سے مفارقت پر رنج ظاہر کرتے ہیں ؎

دلا تا کے دریں کاخ مجازی کنی مانند طفلاں خاک بازی

تو ئی آں دست پرور مرغ گستاخ　　که بودت آشیاں بیروں ازیں کاخ
چرا ازاں آشیاں بیگانہ گشتی　　چو دوناں چغد این ویرانہ گشتی

صاحبو! وہ تھا ہمارا وطن اصلی یعنی عالمِ ارواح جس کے سامنے یہ عالم ناسوت ویرانہ ہے اس کی جدائی پر حزن ہونا چاہیئے نہ کہ یہاں سے جدا ہونے پر چنانچہ مولانا رومیؒ بھی اسی کو یاد کرکے فرماتے ہیں ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند　　وز جدائی ہا شکایت می کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند　　از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے وہ یہ کہ جب یہ حیات بھی موت ہی ہے اور ہم اصل میں عالم ارواح میں تھے تو پھر وہاں سے نکال کر ہم کو یہاں کیوں بھیجا گیا اگر وہیں رکھا جاتا تو اچھا تھا کیونکہ وہ اصلی وطن بھی تھا اور وہاں کی حیات یہاں سے افضل بھی تھی۔ اور وہاں یہاں سے زیادہ قرب تھا بھی چنانچہ ایک عاشق مغلوب الحال کہتے ہیں ؎

کیا ہی چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا خیال
سو جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا!!

(وجہ یہ کہ خیال عادۃً فراق میں ہوتا ہے نہ کہ وصال و قرب میں) اس کا جواب یہ ہے کہ اسی قرب کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے بذریعہ اعمال کے اور اسی عارض اعمال کی وجہ سے اس حیات ماضیہ پر ترجیح ہے جو ہم کو عالم ارواح میں یہاں آنے سے پہلے حاصل تھی۔ اور اس عاشق کا قول غلبہ حال پر محمول ہے۔ کیونکہ سمجھنے کی بات ہے کہ اس کو اس عالم کی تمنا کیوں ہے۔ اسی لئے تو کہ وہاں قرب تھا اور اس قرب کی حالت یہ ہے کہ اس کی کچھ حد نہیں۔ غیر متناہی ہے چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود غایت قرب کے امر قل رب زدنی علما کا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ قرب طبعًا محبوب ہے تو اس کا ہر درجہ محبوب ہے خصوصًا عشاق تو اگر جان لیں کہ قرب کے اور بھی درجات ہیں تو ان کو حالت موجودہ پر کبھی صبر نہیں آ سکتا۔

اسی کو فرماتے ہیں ؎

دلارام در بر دلارام جو　　　لب از تشنگی خشک و بر طرف جو
نہ گویم کہ بر آب قادر نیند　　　کہ بر ساحل نیل مستسقی اند

اور کہتے ہیں ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار　　　گلچیں بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

غرض زیادت قرب سے عشاق کا پیٹ نہیں بھرتا تو اب سمجھئے کہ اس عالم میں قرب تو تھا مگر وہ حد خاص پر متوقف تھا۔ بڑھتا نہیں تھا۔ کیونکہ عادت ہے کہ قرب بڑھتا ہے جانبین کے تعلق سے اور حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ اس کو بندہ کے ساتھ تعلق اس وقت بڑھتا ہے جب اُدھر سے طلب ہو گو طلب کی توفیق بھی اول ادھر ہی سے ہوتی ہے مگر ترقی قرب و رضا کی طلب ہی کے بعد ہوتی ہے اور طلب کی حقیقت ہے عمل اور وہاں عمل تھا نہیں۔ کیونکہ ارواح سے بدوں اجساد کے عمل ممکن نہیں اس لیے عالم ارواح اجسام میں بھیجا تاکہ اعمال صالح کا صدور ہو کر ترقی و قرب مزید کا باب مفتوح ہو چنانچہ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں ایک باع (یعنی دو پھیلے ہوئے کھلے ہاتھ) بڑھتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ سبحان اللہ کس قدر عنایت ہے کہ وہ بندہ کی ذراسی طلب پر کس قدر توجہ فرماتے ہیں ورنہ واقعی یہ راستہ بندہ کے چلنے سے تھوڑا ہی طے ہو سکتا تھا وہ تو اس قدر غیر محدود مسافت ہے جو کہیں ختم ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

نہ گردد قطع ہرگز جادۂ عشق از دویدنہا
کہ می بالد بخود این راہ چوں تاک از بریدنہا

غرض وہاں قرب تو تھا لیکن آلات اکتساب نہ ہونے کی وجہ سے اعمال پر قدرت ہی نہ تھی اس لئے ایک حد پر تھا اس سے آگے ترقی نہیں ہو سکتی تھی۔ سو محقق

کو تو عالم ارواح کے تصور سے بھی بے چینی ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ وہاں کیا خاک چین تھا۔ آرام و راحت تو یہاں ہے کہ راحت و چین میں جتنی ترقی چاہو اعمال کے ذریعہ سے کر سکتے ہو۔ کوئی اس کے لیے حد ہی نہیں ہوتی۔ عاشق کو بھلا اس پر کہاں سے چین آسکتا ہے کہ محبوب سامنے ہو اور وہ یہ کہہ دے کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مجھ سے دو گز دور رہو وہ تو یہی چاہے گا کہ محبوب سے لپٹ جاؤں بلکہ اس سے زیادہ یہ چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے لپٹ جائے اگر اس کا مکلف بھی کیا جاوے تو اس کی وہی حالت ہو گی ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

تو صاحب عالم ارواح میں تو بس ایسا ہی قرب تھا کہ بس دور سے جھرمٹی دیکھتے رہو پاس آنے کی اجازت نہیں تو حضور وہاں کہاں چین تھا۔ اسکو سوچ کر تو وہاں کی زندگی وبالِ جان ہو جاتی ہے یہ خدا تعالیٰ کی عنایت ہوئی کہ یہاں بھیج کر اعمال سے زیادت قرب کا موقع دیا۔ ہاتھ پاؤں دیئے جن سے روزہ نماز ادا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا و محبت میں جتنی چاہیں ترقی کر سکتے ہیں۔ اس کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی روک ٹوک۔ اگر ہمیشہ احکام الٰہی پر نظر رکھی جاوے اور ان کی یاد سے غافل نہ ہو پھر جانبین سے قرب کی وہ کیفیت ہو گی جسکو اردو کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہوں ہم تمہارے سامنے

البتہ ظہور تام اس قرب کا اور اس سے کامل تمتع آخرت ہی میں ہو گا کیونکہ ہر شخص کو اس کی تمنا کے موافق انکشاف میسر ہو گا کیونکہ وہاں تمنا کے موافق تحمل عطا ہو گا اور یہاں تو قوت بشریہ اس انکشاف کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی مگر یہ ضرور ہے کہ تمنا استعداد سے زیادہ نہ ہو گی اور یہی راز ہو گا تفاوت درجات قرب میں جس کی استعداد کا جیسا مقتضا ہو گا اسی قدر قرب اس کو عطا ہو جائے گا۔ اور

اسی وجہ سے ہر شخص کو تسلی ہو جاوے گی پس تعجب کی بات ہے کہ وطن غیر اصلی سے وطن اصلی کو جانا تو موت ہو اور وطن اصلی سے غیر اصلی کو آنا موت نہ ہو حالانکہ یہ معنی اس سے بڑھ کر موت ہے اگر یہ شبہ ہو کہ اگر یہ حیات موت ہے تو چاہیئے کہ جب کوئی روح عالم ارواح سے دنیا میں آتی ہوگی تو شاید ارواح بھی روتی ہوں گی کہ ہائے ایک عدد کم ہو گیا۔ جیسے یہاں سے کوئی چلا جاتا ہے (یعنی مرجاتا ہے) تو ہم لوگ روتے ہیں۔ تو سمجھ لیجئے کہ یہاں کے ادراکات اور وہاں کے ادراکات میں فرق ہے۔ اور اُس کی تفصیل یہ ہے کہ مرنے کے وقت جو ہم یہاں روتے ہیں تو موت سبب رونے کا نہیں بلکہ مفارقت دائمہ کا گمان ہے کہ وہ اب اس عالم (ناسوت) میں عود نہ کرے گا۔ چنانچہ اگر ہمارا کوئی عزیز کسی قصبہ میں چلا جاوے تو اس پر کوئی نہیں روتا کیونکہ جانتے ہیں کہ ایک گھنٹہ میں واپس آئے گا اسی طرح ان ارواح کو یقین ہے کہ یہ روح پھر عود کرے گی مفارقت دائمہ نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ شخصی مفارقت عارضہ ہے۔ اس لیے ان کو رنج نہیں ہوتا مگر باوجود اس کے چونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ شاید ہمارے پاس نہ آوے اس احتمال غم کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ جب کوئی روح بعد موت اس عالم میں پہنچتی ہے تو ارواح بے حد مسرور ہوتی ہیں اور جو دریافت کرنے پر کسی کا مرنا سنتی ہیں جو اُن کے پاس نہیں پہنچا تو افسوس کرتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں گیا (اسی سے معلوم ہو گیا کہ عاصیین کی روح کا ٹھکانا دوسرا ہے۔ گو بعد مغفرت جو کسی وجہ سے ہو جاوے مثلاً اولاد صالح کی دعائے مغفرت سے اس کی مغفرت ہو جاوے پھر علیین میں آجاوے جو ٹھکانا ہے مومنین کی ارواح میں مفارقت کا رنج و افسوس اتنا نہیں ہوتا جتنا کہ یہاں کی موت سے ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عالم ارواح میں طبیعت حاکم نہیں۔ اور یہاں طبیعت حاکم ہے۔

اس تقریر سے سب شبہات دفع ہو گئے اور مدعا ثابت ہو گیا کہ یہ حیات دنیویہ معنیً موت ہے اور یہاں کی موت (یعنی موت متعارفہ) وہاں کی حیات

ہے۔ گو یہاں کی موت پر طبعاً حزن بھی ہوتا ہے اور کاملین کو بھی ہوتا ہے لیکن وہ مقتضا طبع کا ہے جیسا کہ فرح مقتضا عقل کا ہے۔ اگرچہ وہ حضرات اپنی قوت مقتضیات طبع کو روک بھی سکتے ہیں مگر اس حزن و بکا میں حکمتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں اس لیے وہ امر طبعی کو روکتے ہیں۔ چنانچہ اس حکمت کا بیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کے واقعہ وفات میں ارشاد بھی فرمایا ہے انما ھذہ رحمۃ الخ یعنی یہ بکا مقتضا ہے شفقت کا جو حق ہے اولاد کا۔

خلاصہ یہ کہ موت کوئی غم کی چیز نہیں۔ بلکہ ولادت سے زیادہ خوشی کی چیز ہے رہاں اس حیات کو معین اس حیات اُخرویہ کا بنایا جاوے اس طرح کہ اعمال قالبیہ جو کہ ارواح سے متعلق ہیں اور اعمال قلبیہ میں جو مکسوب ہیں (مثلاً اصل محبت اصل خشیت۔ اصل شوق جو اعمال قلبیہ موہوبہ ہیں ان کو ذکر اور مراقبات اور ریاضات وغیرہ سے بڑھانا) ان میں کوشش سعی کر کے ذرا بھی کوتاہی نہ کی جاوے اگر کوتاہی ہو جاوے اس کی تلافی کثرت استغفار اور دعائے توفیق سے کی جاوے، اب اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نافع و مقبول فرمائیں اور ہم سب کو حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب و محبت نصیب فرمادیں۔

آمین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ والصحابۃ اجمعین ابد الابدین ودھر الداھرین۔

سوالات

۱۔ مرد کے لیے ذکر ہے جنت کا، عورت کے متعلق ذکر نہیں ؟
۲۔ مرد کو حور ملے گی، عورت کو کیا ملے گا ؟
۳۔ کسی عورت نے چار نکاح کیے ہیں، تو عورت کس کیساتھ رہے گی ؟
۴۔ زوجین میں سے ایک جنت میں ہے، ایک دوزخ میں ہے، تو کیا صورت بعد مغفرت ہو گی ؟

جوابات

۱۔ عورت چونکہ مرد کے تابع ہے اس لیے احکام میں بھی وہ مرد کے تابع ہے یعنی جیسے مرد مغفرت ہو جانے پر جنت میں جائے گا اسیطرح عورت بھی بعد مغفرت جائے گی اور اگر مغفرت نہ ہوئی تو جس طرح مرد دوزخ میں جائے گا اسی طرح عورت بھی۔ بعد مغفرت دونوں ساتھ ساتھ جنت میں رہیں گے۔
۲۔ عورت کو اپنا شوہر ملے گا۔
۳۔ آخری شوہر کے ساتھ رہے گی۔
۴۔ اگر مرد جنت میں گیا اور عورت دوزخ میں تو بعد مغفرت اپنے شوہر کے پاس آجائے گی اور اگر عورت جنت میں گئی اور مرد دوزخ میں تو عورت مومن صالح کو دی جائے گی اور شوہر کی مغفرت کے بعد اس کو واپس دی جاوے گی۔

تجہیز الاموات



بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ مفیدہ تالیف کردہ جناب مولوی احمد حسین صاحب مبارک پوری کا ہے جس میں نقشہ تفصیل کفن اور مسائل ضروریہ اضافہ کردہ احقر کا ہے رسالہ حسب ذیل آٹھ فصل میں منقسم ہے۔

پہلی فصل۔ جان کندنی کے بیان میں۔
دوسری فصل۔ غسل دینے کے بیان میں۔
تیسری فصل۔ کفن دینے کے بیان میں۔
چوتھی فصل۔ جنازہ لے جانے کے بیان میں۔
پانچویں فصل۔ نماز جنازہ کے بیان میں۔
چھٹی فصل۔ قبر اور دفن کے بیان میں۔
ساتویں فصل۔ زیارت قبر کے بیان میں۔
آٹھویں فصل۔ مسائل ضروریہ کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع بخشے اور نیک عمل کی توفیق دے۔

کتبہ الاحقر محمد عیسےٰ عفی عنہ
عشرہ اولی ذیقعد ۵۲ھ

فصل ۱ جان کندنی کا بیان جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہوں یعنی اسکے دونوں قدم ڈھیلے ہوجائیں اور ناک کج ہوجائے

اور کنپٹیوں میں گڑھے پڑجائیں اور چہرہ کا چمڑہ کھچ جائے تو چاہیئے کہ اس کو قبلہ رُخ داہنی کروٹ لٹائیں اور مستحب ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اور اس کو پڑھنے کے لیے اصرار نہ کرے اس واسطے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اسکے بعد اگر وہ کوئی بات کرے تو پھر اسیطرح ایک بار تلقین کردے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰس پڑھے اور اچھے آدمی متقی و پرہیزگار وہاں پر آئیں جب مر جائے تو کپڑے کی پٹی سے اُس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھیں اور نرمی سے آنکھیں بند کریں اور باندھتے وقت کہیں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اُس کے کپڑے اتار کر ایک چادر اُڑھا دیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ چھوڑیں پھر اس کے دوست آشنا محلہ والوں کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں شریک ہوں اور اس کیلئے دعا کریں اور مستحب ہے کہ اسکے ذمہ جو کچھ قرض ہو اسکو ادا کریں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کریں۔ غسل دینے سے پہلے اسکے پاس قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔

فصل ۲ غسل دینے کا بیان میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ جب غسل دینے کا ارادہ کریں تو غسل کی چوکی کو خوشبو کی دھونی دیں

یعنی ایک بار یا تین بار یا پانچ بار اس کے چاروں طرف دھونی پھیریں اور اس پر مردہ کو لٹائیں اور بہتر ہے کہ چاروں طرف پردہ کرلیں پھر کپڑے اتاریں اور ناف سے زانو تک چھپائیں اور ایک کپڑا ہاتھ میں لپیٹیں اور آگے پیچھے سے اس کا ستر پانی ڈال کر پاک کریں اور وضو کرائیں لیکن میت اگر بچہ ہو تو وضو کی حاجت نہیں۔

اس وضو کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے منہ دھوئیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھو کر مسح کریں پھر دونوں پاؤں دھوئیں اور داہنے عضو کو پہلے دھوئیں اور منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کپڑا تر کر کے اس کے منہ میں پھیریں اور دانت مل کر صاف کریں اور لب کی میل چھڑائیں اور ناک کو تر کپڑے سے اندر سے صاف کریں اور غسل کا پانی گرم کر لیں اور اگر ہو سکے تو بیر کی پتی ملا کر پکائیں اور چھان لیں اور اگر سر میں بڑے بال ہوں تو خطمی پانی میں خوب مل کر چھان لیں اس پانی سے سر اور داڑھی دھوئیں یا صابون سے دھوئیں پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر داہنے پہلو کو سر سے پاؤں تک غسل دیں پھر داہنی کروٹ لٹا کر غسل دیں تاکہ سب جگہ پانی پہنچ جائے پھر پیٹھ کی طرف سہارا دے کر بٹھائیں اور شکم اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صاف کریں اور غسل یا وضو نہ دہرائیں اور سر اور داڑھی میں کنگھی نہ کریں نہ ناخن تراشیں نہ لب اور بغل کے بال دور کریں۔

فائدہ:۔ جو شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا اس کو بھی غسل دینا واجب ہے اگر اسقدر پھول گیا ہے کہ غسل نہیں دے سکتے تو پانی بہانا واجب ہے اور جو لڑکا پیدا ہو کر مر گیا اس کو بھی غسل واجب ہے چاہیئے کہ اس کا نام رکھیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور جو مردہ پیدا ہو یا کچا بچہ پیدا ہوا یعنی اس کے اعضاء درست نہیں ہوئے اس کو بھی غسل دیں[۱] اور کپڑے میں لپیٹ کر دفن کریں اس پر نماز جنازہ نہیں ہے۔ جس میت کے مومن یا کافر ہونے کا حال معلوم نہ ہو پس اگر اسلام کی علامت اس میں پائی جائے یا دار الاسلام میں ہو تو اس کا حکم مسلمان کا ہے اور جو شخص سمندر کے سفر میں مرے تو غسل و کفن و نماز جنازہ کے بعد اس کو وزنی چیز سے باندھ کر سمندر میں ڈال دیں۔ بہتر ہے کہ غسل دینے والا بھی باوضو ہو اور اگر جنابت والا یا حیض و نفاس والی عورت یا کافر غسل دے تو کراہت کے ساتھ

[۱] اور نام رکھیں اگر لڑکا لڑکی کا نشان معلوم نہ ہو تو اس کا نام ایسا رکھیں جو عورت مرد میں ملتا جلتا ہو جیسے بسم اللہ۔ رحمت۔ نعمت۔ حشمت وغیرہ کذا فی الصحاح ۱۲۔ محمد نذیر صابر دہلوی عفی عنہ

جائز ہے اور مستحب ہے کہ میت کی قرابت والا غسل دے اور اگر اس کو غسل دینے کا طریقہ معلوم نہ ہو تو پرہیز گار آدمی غسل دے اور غسل دینے والے کو چاہئیے کہ اچھی طرح غسل دے کہ تمام بدن میں پانی پہنچ جائے اور اگر میت کی خوبی دیکھے تو اس کو بیان کرے اور اگر برائی دیکھے مثلاً بدبو یا اس کی صورت کی بے رونقی یا کسی عضو میں برائی تو اس کو ظاہر نہ کرے مردوں کو مرد غسل دے اور عورتوں کو عورت اور چھوٹے لڑکے لڑکی کے غسل میں اختیار ہے چاہے مرد دے چاہے عورت اور ضرورت کے وقت عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے لیکن شوہر اپنی بی بی کو غسل نہیں دے سکتا۔ اگر عورت مر گئی اور غسل دینے والی عورت نہیں ہے تو اگر مرد محرم موجود ہے تو اپنے ہاتھ سے تیمم کرا دے اور اگر شوہر ہے تو ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے اور اگر اجنبی ہے تو بھی کپڑا لپیٹ کر تیمم کرانے کے وقت نگاہ نیچی رکھے بڈھی اور جوان عورت کا ایک حکم ہے اور اگر مرد مر جائے اور غسل دینے والا مرد نہیں ہے تو عورت ذی رحم محرم تیمم کرائے اور اگر یہ نہ ہو اجنبی عورت ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔ اگر لڑکا مر گیا اور باپ کافر ہے تو اس سے غسل دلانا مناسب نہیں بہتر ہے کہ مسلمان غسل دے۔ اگر کوئی شخص سفر میں مر گیا اور پانی نہیں ملتا تو تیمم کرا کے نماز جنازہ پڑھے پھر اگر پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ نماز پڑھے۔

فصل ۳ کفن دینے کا بیان

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے مرد کے لیے مسنون کفن تین کپڑے ہیں۔ ازار، کرتا، لفافہ اور صرف ازار لفافہ بھی کافی ہے اور مجبوری کے وقت جو مل جائے اسی کا کفن دے۔ ازار[1]، لفافہ[2] سر سے قدم تک اور کرتا بغیر آستین اور کلی کا گردن سے قدم تک ہو اور متاخرین فقہا نے میت عالم کے واسطے عمامہ باندھنا بھی بہتر لکھا ہے مگر شملہ منہ کی طرف رکھے۔ اور عورت کے لیے مسنون پانچ کپڑے ہیں۔

[1] نیچے کی چادر [2] اوپر کی چادر

کرتا ازار اوڑھنی لفافہ سینہ بند اور صرف ازار لفافہ اوڑھنی بھی کافی ہے۔ کرتا مونڈھوں سے ٹخنوں تک اور سینہ بند سینہ سے گھٹنوں تک یا ناف تک اور اوڑھنی دو ہاتھ لمبی دو بالشت چوڑی اور ازار و لفافہ سر سے پیر تک ہونا چاہیئے ناچاری کے وقت عورت کو دو کپڑے اور مرد کو ایک کپڑا بھی جائز ہے اور بغیر ناچاری کے مکروہ ہے اور جو لڑکے اور لڑکیاں جوان ہونے کے قریب ہوں ان کا حکم مرد اور عورت کا ہے اور جو لڑکا چھوٹا ہو اس کے لیے ادنیٰ درجہ ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کے واسطے ادنیٰ درجہ دو کپڑے ہیں۔

مردوں کے لیے خالص ریشمی کپڑے اور کسم زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن دینا مکروہ ہے اور عورت کے لئے جائز ہے

سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا پرانا یکساں ہے۔ جو میت مالدار ہو اور ورثہ کم ہوں اس کو کفن مسنون دینا افضل ہے اور جس کے مال کم اور ورثہ زیادہ ہوں اس کو کفایتی افضل ہے۔

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کفن کو پہلے ایک بار یا تین بار یا پانچ بار خوشبو کی دھونی دیں پھر مرد کے لیے پہلے لفافہ بچھائیں اُس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور سر اور داڑھی اور بدن میں خوشبو لگائیں مگر مرد کے واسطے زعفران کی خوشبو نہ لگائیں اور میت کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر کافور لگائیں اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اسیطرح لفافہ بھی لپیٹیں اور گرہ دیں۔

عورت کے لئے پہلے سینہ بند پھر لفافہ بچھائیں اس پر ازار پھر میت کو اُس پر رکھ کر کرتا پہنائیں اور بال کے دو حصّہ کر کے دونوں طرف سے کُرتے کے اُوپر کر دیں اور اوڑھنی اس کے سر پر اوڑھا کر دونوں کناروں سے دونوں طرف کے بال چھپائیں اور اُس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹیں۔ کفن پہنانے اور خوشبو لگانے میں حج

کے احرام والے اور بے احرام والے برابر ہیں۔ جس کے پاس مال نہ ہو اُس کا کفن اس شخص کے ذمہ پر ہے جس پر اس کا نان نفقہ واجب ہے اور عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے اور اگر شوہر غریب ہے تو بھی اس کا کفن عورت پر واجب نہیں بلکہ محلہ والوں پر واجب ہے اگر کوئی مسافر یا غریب مر گیا اور لوگوں سے چندہ کر کے اس کا کفن خرید لیا اور جو کچھ روپیہ بچ گیا پس اگر معلوم ہو کہ یہ فلاں کا روپیہ ہے تو اس کو دے دینا چاہیے ورنہ دوسرے کسی غریب کے کفن میں لگا ئیں اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو صدقہ کر دے۔

نقشہ تفصیل کفن

نام پارچہ	طول	عرض	انداز پیمائش	کیفیت
۱ ازار	۲ گز	۱ گز سے ۲ گز	سر سے پاؤں تک	۱۴ یا ۱۵ یا ۱۶ گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا۔
۲ لفافہ	۲½ گز	"	ازار سے ۴ گرہ زائد	"
۳ قمیص یا کفنی	۲ گز تا ۲½ گز	۱ گز	کندھے سے نصف ساق تک	۴ گرہ یا ایک گز عرض کی تیار ہوتی ہے۔ دو برابر حصہ کر کے اور چاک کھولکر گلے میں ڈالتے ہیں
۴ سینہ بند	۲ گز	۱ گز	زیر بغل سے گھٹنوں تک	"
۵ سربند	۱ گز	۱۲ گرہ	جہاں تک آجائے	سر کے بال دو حصے کر کے اور اسمیں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینے کے رکھے جاتے ہیں۔

متعلقات کفن تہ بند۔ بدن کی موٹائی سے ۴ گرہ زائد۔ بڑے آدمی کیلئے ا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک ۱۴ گرہ عرض کافی ہے یہ دو ہونے چاہئیں۔ دستانہ ۶ گرہ طول ۳ گرہ عرض بقدر پنجہ دست بنالیں) یہ بھی دو عدد ہوں۔ باقی سامان گھڑے ۲ عدد، لوٹا ۱ عدد۔ تختہ غسل۔ یک۔ لوبان۔ یک پیسہ۔ روئی یک پیسہ۔ گل خیرو۔ یک پیسہ۔ کافور۔ یک پیسہ تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ قبر بقدر پیمائش۔

فصل ۴ جنازہ لیجانے کا بیان جنازہ لیجانے کیواسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی چاروں پایہ پکڑ کر لے چلیں۔ اسطرح کہ دس دس قدم پر مونڈھے بدلیں اور چاروں پائے پر اسیطرح کریں۔ اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے اپنے داہنے مونڈھے پر رکھے۔ دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ پھر دس قدم کے بعد سرہانے کا دوسرا پایہ اپنے بائیں مونڈھے پر رکھے پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر رکھے اسیطرح ہر شخص ردوبدل کرتا جائے اور جو بچہ شیر خوار ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو۔ اس کی لاش ہاتھ پر لیجانا جائز ہے اور جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیئے لیکن نہ اسقدر کہ جنازہ ہلنے لگے اور جنازہ کا سر آگے رہنا چاہیئے۔ جنازہ کے ساتھ چلنے والے داہنے بائیں نہ چلیں بلکہ پیچھے پیچھے اطمینان سے چلیں آگے چلنا بھی جائز ہے لیکن اگر جنازہ دور نکل گیا تو تیز چل سکتے ہیں اور دوڑ بھی سکتے ہیں۔ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری سے جانا بھی جائز ہے مگر اس کو جنازہ کے آگے جانا مکروہ ہے۔ اگر جنازہ اپنے ہمسایہ کا ہے یا قرابت دار کا یا کسی نیک آدمی کا تو اس کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے جنازہ کے ساتھ جانیوالے خاموش رہیں۔ بات چیت کرنا یا دعا تلاوت قرآن بلند آواز سے کرتے ہوئے جانا مکروہ ہے جب قبرستان میں پہنچیں تو جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ جب تک مٹی دے کر قبر برابر نہ ہو تب تک نہ بیٹھے۔ میت کے مکان پر یا جنازہ

لہ یہ قیمتیں پرانے زمانے کی درج ہیں۔

کے ساتھ نوحہ کرنا، آواز سے رونا، مصیبت کا بیان کرنا، کپڑے پھاڑنا حرام ہے یہ رسم جاہلیت کی ہے اس سے بچنا چاہیئے چپکے رونے میں گناہ نہیں اور صبر کرنا ہر حال میں افضل ہے اور عورتوں کو جنازہ کیساتھ نہ جانا چاہیئے اگر کوئی عورت رونے والی ساتھ ہو جائے تو اس کو منع کریں۔ بہتر ہے کہ اپنے آدمی جنازہ لے چلیں اور اُجرت دے کر بھی لے جانا جائز ہے۔

فصل ۵ نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر ایک آدمی پڑھ دے تو بھی فرض ادا ہو جائے گا ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے نماز جنازہ کیواسطے شرط ہے کہ میت کو غسل دیا گیا ہو اگر کسی کو بغیر غسل کے اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کیا یا نماز جنازہ پڑھ کر غسل دیا اور دفن کر دیا یا بغیر غسل کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا تو تین دن کے اندر قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور جو شخص مسلمان بادشاہ کے حکم سے پھر گیا یا ٹھگیتی کرنے لگا یا ماں باپ کو قتل کیا ان سب پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور جس نے دشمن پر تلوار چلائی اور دھوکے سے اپنی گردن پر پڑی اور قتل ہو گیا یا کسی نے خودکشی کر لی یا قصاص میں یا سنگسار کر کے مارا گیا ان سب پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ نماز جنازہ کی امامت کا مستحق شہر کا امام ہے اس کے بعد محلہ کا امام پھر میت کا قرابت دار اور عورتوں اور نابالغوں کو امامت کا حق نہیں ہے۔ اگر میت نے وصیت کی کہ فلاں شخص میری نماز پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ اگر میت کا کوئی رشتہ دار ولی نہیں ہے تو اگر میت عورت ہے تو اس کا شوہر ولی ہوگا ورنہ اہل محلہ جو اسکے ہمسایہ ہیں۔ جس پر ایک بار نماز ہو چکی اس کا فرض ادا ہو گیا اب دوبارہ اس پر نماز نہیں ہے۔ اگر مغرب کے وقت جنازہ آیا تو فرض ادا کر کے نماز جنازہ پڑھے۔ اس کے بعد سنت۔ جو شرطیں پنج وقتہ نماز کی ہیں وہی نماز جنازہ کی بھی ہیں۔ اور جن چیزوں سے وقتی نماز فاسد ہوتی ہے اس سے نماز جنازہ بھی فاسد ہوتی ہے نیت نماز جنازہ کی یہ ہے کہ میں اللہ کے واسطے اس فرض کو ادا کرتا ہوں کعبہ شریف

کی طرف متوجہ ہو کر اور مقتدی یہ بھی نیت کریں کہ میں اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں اگر صرف یہ نیت کر کے کہ میں نے اس امام کی اقتدا کی تو بھی صحیح ہے۔ نماز جنازہ کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ میت سامنے رکھی ہو اور افضل یہ ہے کہ مقتدیوں کی تین صف کرے۔ مثلاً اگر سات آدمی موجود ہوں تو ایک امام اور تین آدمی پہلی صف اور دو کی دوسری صف اور ایک کی تیسری صف کی جائے اور امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اگر ایک تکبیر بھی چھوٹ جائے تو دوبارہ پڑھنی ہو گی۔

ترکیب اس کی یہ ہے کہ پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر جو درود یاد ہو پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ پڑھے اور جس کو یہ دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو پڑھے پھر اللہ اکبر کہے اور اگر میت لڑکا ہے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور لڑکی ہو تو اس طرح پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً جس کو یہ دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیرے صرف امام تکبیر بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ کہیں اور جو شخص درمیان نماز کے آئے تو کھڑا رہے جب امام تکبیر کہے تو شریک ہو جائے اور جب امام سلام پھیرے تو باقی تکبیریں پوری کر کے سلام پھیرے اگر بہت سے جنازے جمع ہو گئے ہیں تو اختیار ہے چاہے ہر ایک کی نماز الگ الگ پڑھے چاہے سب کو سامنے رکھ کر ایک نماز سب کی نیت سے پڑھے۔ نماز جنازہ میدان میں عیدگاہ میں گھر میں جائز ہے البتہ جس مسجد میں جماعت ہوتی ہے اس میں مکروہ ہے لیکن بارش وغیرہ کے وقت حرج نہیں۔

فصل ۶ قبر اور دفن کا بیان

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ اور قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد یعنی بغلی اور دوسری صندوقی۔ لحد وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد لمبائی میں پچھم کی طرف ایک گڑھا نہر کے مثل کھود کر اس میں میت کو رکھیں اور یہ طریقہ سنت رسول اللہ کے موافق ہے اور جہاں زمین نرم ہو وہاں صندوقی کھودنا جائز ہے اور صندوقی وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد قبر کی لمبائی میں ایک گڑھا نہر کی صورت بیچ قبر کے کھودیں اور اس میں مردہ کو رکھیں اس کے اوپر تختہ رکھ کر بند کر دیں اور مٹی ڈالیں۔ قبر کی گہرائی آدمی کے سینہ تک ہو اگر قد کے برابر ہو تو افضل ہے۔ اور چوڑائی بقدر آدھے قد کے ہونی چاہیئے۔ میت کو قبر میں اتارنے والے مضبوط نیک بخت اور پرہیزگار ہوں پہلے میت کو قبر کے کنارے پچھم کی طرف رکھ کر قبر میں اتاریں اور لحد میں رکھتے وقت کہیں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ میت اگر عورت ہو تو قبر میں اتارنے کے لیے اس کے قرابت دار محرم ہوں تو افضل ہے اور عورت کو اتارتے وقت قبر پر پردہ کر لیں پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رُخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں اور کچی اینٹ یا بانس وغیرہ سے لحد بند کریں اور مٹی گرائیں اور دوسری مٹی اس میں نہ ملائیں بہتر ہے کہ سرہانے سے مٹی گرائیں اور ہر شخص کو تین بار مٹی دینا چاہیئے پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار میں کہے وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار میں کہے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پھر قبر کو دستور کے موافق بنادیں اور باقی چھڑکیں۔ قبر کو چبوترہ کی شکل پر بنانا یا قبر پر گچ کرنا منع ہے اور قبر پر مسجد یا مکان بنانا یا اس پر بیٹھنا یا سونا یا اس پر چلنا یا پاخانہ پیشاب کرنا یا پتھر وغیرہ لگا کر اس پر لکھنا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ بعد دفن کے قبر کے پاس دو گھنٹہ تک بیٹھیں اور قرآن شریف پڑھیں اور دعا کریں اس سے میت کی مغفرت ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے اور عذاب میں کمی ہوتی ہے اس کے بعد قبر کی زیارت کرتے رہیں اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر جو کچھ ہو سکے

پڑھ کر اس کا ثواب میت کی روح کو بخشیں جو شخص سفر میں مرے اس کو وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا افضل ہے اور قبرستان کی گھاس کاٹنا اور اُس کے درختوں کی تازی شاخ کاٹنا مکروہ ہے۔

فصل ۷ زیارت قبر کا بیان

قبر کی زیارت ہر ہفتہ میں کرنا مستحب ہے اور جمعہ و شنبہ و دوشنبہ و پنجشنبہ کا دن افضل ہے اور شب برات میں اور ذی الحجہ کے دس دنوں میں اور عیدین میں اور عشرہ محرم میں بھی قبروں کی زیارت کرنی افضل ہے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ پنجشنبہ و جمعہ کے دن زیارت کرنے والوں کو مردہ پہچانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدار اُحد کی زیارت کو مدینہ منورہ سے جاتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی جاتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ اگر زیارت کرنے والے قبر کے پاس بدعات اور بُرے کام کرتے ہوں یا مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی ہجوم ہوتا ہو تو اس وجہ سے زیارت قبر کو ترک کرنا بڑی غلطی ہے۔ چاہیئے کہ قبر کی زیارت کرتے رہیں اور برائیوں کے روکنے اور بند کرنے کی کوشش کریں۔ اگر بڈھی عورت موت کو یاد کرنے اور ثواب پہنچانے کی نیت سے قبر کی زیارت کو جائے تو جائز ہے۔ جب زیارت قبر کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی ایک بار اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے اور اس کا ثواب میت کو بخشے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر منور کرتا ہے اور اس کو بھی بڑا ثواب ملتا ہے اُس کے بعد سیدھا قبرستان چلا جائے اور جُوتا اتار دے اور قبر کے سامنے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو۔ اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ بِالْاَثَرِ پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچائیں۔ اگر ہو سکے تو سورہ فاتحہ اور الٓمّٓ مفلحون تک اور آیت الکرسی اور آمن الرسول سے آخر سورہ تک اور سورہ یٰس اور تبارک الذی الھکم التکاثر اور قل ہو اللہ گیارہ بار یا سات بار پڑھے اور کہے یا اللہ اس

کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ ابو بکر بن سعید فرماتے ہیں مستحب ہے کہ قل ہو اللہ دس بار یا سات بار پڑھ کر ثواب پہنچائے اگر میت گنہگار ہے تو اس کی مغفرت ہوگی اور اگر نیک ہے تو پڑھنے والے کی مغفرت ہوگی۔ علماء نے فرمایا ہے کہ جو نوافل ادا کرے چاہیئے کہ اس کا ثواب کل مومنین و مومنات کو بخشے ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے اور کسی کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی یہی مذہب اہلسنت والجماعت کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ ہر سال آپ کے واسطے عمرہ کرتے تھے اور ابن موفق نے آپ کے واسطے ستر حج کئے اور ابن سراج نے دس ہزار سے زیادہ آپ کے واسطے ختم قرآن کیا۔

فائدہ: جس کے گھر میں غمی ہو اس کے یہاں تین دن تک غمخواری کے لئے جانا مستحب ہے اور محلہ والوں اور قرابت داروں اور دوست آشنا کو غمخواری کے واسطے جانا باعث ثواب ہے اس کے گھر کے سب چھوٹے بڑے کو صبر کے کلمات کہے اور تسلی دے۔ تسلی دینے میں اس طرح کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری میت کی مغفرت کرے اُس کے گناہ معاف فرمائے اس پر اپنی رحمت نازل کرے اور تم لوگوں کو صبر کی توفیق دے غمخواری کے واسطے چاہیئے کہ میت والے اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھنے کا انتظام کریں ایک دن یا دو دن یا تین دن تک اس کے یہاں جائیں اور صبر و تسلی کی تلقین کریں۔ بلند آواز سے رونا کپڑے پھاڑنا اپنے منہ پر یا سینہ پر مارنا سر پر خاک ڈالنا اور مُردوں کو سیاہ لباس پہننا یہ سب جاہلیت کی رسمیں ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور دل سے رونے آنسو بہانے میں مضائقہ نہیں۔ ہمسایہ اور قرابت داروں کو میت کے گھر والوں کے واسطے دو ایک وقت کھانا پکوا کر بھیجنا جائز ہے اور جو یہ دستور ہے کہ تیسرے یا چوتھے دن یا اس کے بعد میت کے گھر والے کھانا پکاتے ہیں اور محلہ کی اور قرابت والوں کی دعوت کرتے ہیں۔ یہ جائز نہیں ایسے دستور کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب چاہے کھانا پکوا کر غریبوں اور محتاجوں کو کھلائے

اور اس کا ثواب میت کو بخش دے۔

فصل مسائل ضروریہ کا بیان

۱۔ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔

۲۔ اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جاوے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا بلکہ یونہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے۔ اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ہو تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں۔

۳۔ اگر کوئی میت کہیں دیکھی جاوے اور کسی قرینے سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام (مراد وہ جگہ جہاں مسلمان زیادہ بستے ہوں) میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جاوے۔

۴۔ اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز باقی نہ رہے تو اُن سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر تمیز باقی رہے تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر کے لیجائیں اور صرف انہیں کو غسل دیا جائے۔

۵۔ اگر مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش ہم مذہب کو دی جاوے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا صاف نہ کرایا جائے۔ کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جاوے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر اس غسل سے

پاک نہیں ہوتا۔

۶۔ مرتد اگر مر جاوے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جاوے۔

۷۔ اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جاوے تو اس کو غسل دے دینا چاہیئے۔

۸۔ نماز جنازہ:۔ بعد غسل میت اگر نجاست حقیقہ اُسکے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔

۹۔ اگر بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اُسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جاوے گی جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کی تعین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ کی مدت بیان کی ہے۔

۱۱۔ دفن:۔ بلا عذر جنازہ کو کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ مثلاً قبرستان دور ہو۔ ۱۲۔ یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جاوے ۱۳۔ عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے ۱۴۔ بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ ۱۵۔ میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز نہیں۔ ۱۶۔ جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے

نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ جائز ہے۔
مثال:- ۱۷۔ جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اُس کے دفن پہ راضی نہ ہو۔ ۱۸۔ کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔ ۱۹۔ اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ ۲۰۔ قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لیجانا خلاف اولیٰ ہے جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔ ۲۱۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزّا سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں۔
۲۲۔ اپنے لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں، قبر کا تیار رکھنا البتہ مکروہ ہے۔

کتبہ الاحقر محمد عیسیٰ
عشرہ اولیٰ ذیقعد ۵۲ھ